الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان

کفر کرنے والوں پر غضب خدا ہے مگر جن پر اکراہ وزبردستی کی جائے … قابل معافی ہے

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کے فضل وکرم سے یہ کتاب

کتابُ الاکراہ

جس میں مندرجہ بالا آیت کی تمام وکمال تفسیر وتوضیح ہے۔ اور جس میں یہ بیان ہے کہ اکراہ وزبردستی کے ساتھ جو کچھ کسی سے کرایا جائے یا کہلوایا جائے۔ شرعاً وہ بالکل نامعتبر ہے۔ اور ایسا شخص خدا کے ہاں پکڑا بھی نہ جائے گا۔

المعروف بہ

مرحمتِ محمدی

جس میں حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ وایڈیٹر اخبار محمدی دہلی نے اس مسئلہ پر دوسو پینتالیس دلیلیں قائم کی ہیں اور ایکسو پندرہ علمار کرام کے فتاوے بھی اس مسئلہ کے متعلق جمع ہیں۔

بماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ہجری مطابق ۱۹۳۷ء عیسوی

(جید برقی پریس بلیماران دہلی میں طبع ہوئی)

اس کتاب کی اصلی قیمت تو زیادہ ہے لیکن چونکہ ایک صاحب خیر نے اسمیں امداد کی ہے اسلئے یہ کتاب صرف تین آنے میں ناظرین کرام منگوا سکتے ہیں محصولڈاک ڈیڑھ آنہ ہے۔ اس کتاب کے اور نیز مولانا محمد صاحب کی جملہ تصانیف کے

ملنے کا پتہ یہ ہے دفتر اخبار محمدی صدر دہلی

بسم اللہ والحمد للہ — والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ

مختصر فہرست کتاب مرحمتِ محمدی

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظرہ کا اصلی واقعہ

مولوی عبدالوہاب صاحب کی زندگی میں اُن کے رسالے صحیفہ بابت رمضان المبارک سنہ ۴۲ھ پر ایک فتویٰ نکلا تھا کہ سوال عنہ ۱۹ شرکیہ الفاظ سے سانپ و کتے وغیرہ کے کاٹے پر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عنہ ۱۹ بہتر تو نہیں ہاں" **اگر کسی مسلمان کی خیر خواہی کیلئے بوقتِ مجبوری وضرورت کر بھی دے تو کوئی مضائقہ نہیں**" اس فتوے کے خلاف جماعتِ اہلحدیث میں بہت جوش پھیلا اور علماء اہلحدیث نے متفقہ فتویٰ دیدیا کہ یہ فتویٰ مشرکانہ ہے مولوی عبدالوہاب صاحب نے مرتے دم تک اس سے رجوع نہ کیا ان کے بعد ان کی گدی پر ان کے بڑے لڑکے عبدالستار آئے وہ بھی اسی پر جمے رہے۔ آخر ۲۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۵۱ھ کو اسی فتوے پر بہ گودام چودھری مہرالدین صاحب سوداگر چرم مولوی عبدالستار صاحب کا مناظرہ مولانا محمد صاحب سے قرار پایا مولانا محمد صاحب نے دو دو منٹ کا وقت مقرر کرنے کو کہا لیکن مولوی عبدالستار نے پانچ پانچ منٹ کہے جو مقرر کر دیئے گئے مولانا نے یہ فتویٰ اسی صحیفے میں سے پیش کر کے اس کی دلیل طلب کی۔ ادھر سے واعظانہ باتیں ہوتی رہیں لیکن دلیل کوئی بھی پیش نہ کی گئی۔ آخر تقریباً پون گھنٹے کے بعد سوداگرانِ چرم نے بھی مولوی عبدالستار صاحب سے دلیل پیش کرنیکا مطالبہ کیا کہ ہم وعظ سننے نہیں آئے ہم اس کی دلیل سننے کو آئے ہیں۔ دلیل ہے، تو پیش کرو۔ لیکن جب تھی ہی نہیں تو پیش کہاں سے کی جاتی؟ آخرش مان لیا کہ ضرورت و مجبوری کے وقت کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے شرکیہ منتروں سے دم جھاڑا جائز نہیں۔ جب یہ لکھ دینے کو کہا گیا تو بہت کچھ پس و پیش کیا۔ لیکن جب مجمع کی غیر جانبدار پارٹی کی طرف سے اُن کے کہے ہوئے الفاظ کو تحریر میں لانے پر زور دیا گیا تو انھوں نے منظور کر لیا ایک تحریر لکھی گئی جس پر انھوں نے دستخط کر دیئے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اکراہ کے وقت جبکہ سر پر دشمن تلوار تولے کھڑا ہو اور جان لینے کے درپے ہو تو صرف جان بچانے کے لئے دل کو ایمان پر مطمئن رکھ کر اس کا کہا کر دے اس کی تو شرعاً رخصت ہے لیکن بغیر اسکے "**کسی مسلمان کی خیر خواہی کیلئے بوقتِ ضرورت و مجبوری شرکیہ منتر سے دم جھاڑا جائز نہیں**" ناظرین کے سامنے دونوں تحریریں موجود ہیں وہ آپ دیکھ لیں کہ

پہلی تحریر میں جائز لکھا ہے دوسری میں ناجائز لکھا ہے۔ مجلس مناظرہ اس تحریر کے بعد عصر کی نماز کے وقت ختم ہوئی۔ سُنا گیا ہے کہ اس کے بعد اُن کے مریدوں میں جو سمجھدار سمجھے جاتے ہیں انھوں نے جاکر مولوی عبدالستار سے کہا کہ تم نے کام ٹھیک نہیں کیا گو تم نے اپنا دامن صاف کرلیا لیکن تمہارے والد جو اسی عقیدے پر فوت ہوئے ان کی بابت تو تم نے گویا خود فتویٰ چسپاں کردیا کہ وہ شرک کے جائز کرنیوالے تھے۔ اس پر مولوی عبدالستار نے پھر کروٹ بدل لی اور انھوں نے چودھری مہرالدین صاحب کے نام سے اشتہار شائع کیا جس کی سرخی خود انھوں نے لکھی اور صریح خیانت کرکے ضرورت ومجبوری کے لفظ پر حاشیہ دیکر لکھ دیا کہ۔

"یعنی معمولی اور غیر شرعی ضرورت ومجبوری"

مناظرے کے وقت جو تحریر مولوی عبدالستار نے لکھ کر دی وہ ناظرین کے سامنے ہے پہلے صیغے کی عبارت بھی ہم نے نقل کردی ہے پہلے تو صاف لکھا تھا کہ ضرورت و مجبوری کے وقت کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے سانپ کتے وغیرہ کے کاٹے پر شرکیہ الفاظ سے منتر کرنا جائز ہے۔ پھر بوقت مناظرہ نو سال کے بعد اس سے رجوع کیا اور مناظرے کی گرفت سے بچنے کیلئے لکھ دیا کہ "کسی مسلمان کی خیر خواہی کیلئے بوقت مجبوری وضرورت شرکیہ منتر سے دم جھاڑا جائز نہیں" لیکن دو ہی دن بعد اس سے بھی رجوع کرلیا اور لکھ دیا کہ معمولی اور غیر شرعی ضرورت ومجبوری کے وقت جائز نہیں۔ یعنی اشد ضرورت شرعی ضرورت اور سخت اور شرعی مجبوری کے وقت جائز ہے۔ پس ہمیں افسوس ہے کہ مولوی عبدالستار نے اپنی توبہ شکنی سے پھر دہلی کی فضا مکدر کردی۔ چودھری صاحب سے جب یہ بات کہی گئی کہ آپ کے نام سے اشتہار ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے تو انھوں نے بہت جلد اس کی تردید کردی۔

اور صاف لکھ کر چھپوادیا کہ "جو الفاظ یعنی معمولی اور غیر شرعی ضرورت ومجبوری اضافہ کئے گئے ہیں وہ میری اجازت اور علم کے بغیر کئے گئے ہیں اور نہ ہی وہ اصل مسودہ فیصلہ میں درج ہیں اس سے قبل جو اشتہارات میری جانب سے شائع ہوئے ہیں وہ منسوخ تصور کئے جائیں" یہ ہے اصل عبارت چودھری صاحب کے اشتہار کی پس ناظرین سے گذارش ہے کہ فرقہ امامیہ اگر انھیں دھوکا دے کہ ہم اپنے اصلی فتوے سے ہٹ گئے ہیں تو باور نہ کرلیا جائے وہ پھر سے یہ الفاظ بڑھاکر اپنی اصلی جگہ پہنچ گئے ہیں۔ اور گول مٹول پالیسی کرکے ثابت

کر دیا ہے کہ شرک کی محبت اُن کی رگ رگ میں رچ گئی ہے۔ اِدھر توبہ ہے اُدھر توبہ سے توبہ ہے۔ جب یہ الفاظ بڑھا کر امامیہ فرقے نے اشتہار چھپوایا ہے۔ اور ان سے بازپرس کی گئی تو خود مولوی عبدالستار اقرار کر گئے کہ میں لے کٹوا کر اس کی جگہ ایک اور سطر میں ان کا اصل میں نہ ہونا بلکہ اصل کے خلاف ہونا لکھوا کر شائع کر دونگا اور مولانا محمد صاحب نے ان کے رجوع اور توبہ کا صاف اقرار کرنے کا اور اس کا اشتہار شائع کر دینے کا بھی ان سے اقرار لیا۔ بلکہ مسودہ لکھ کر دیا جس پر انھوں نے وعدہ کیا کہ آپ جس طرح فرماتے ہیں اسی طرح ہم کر دینگے لیکن افسوس ہے کہ اس اقرار کو بھی انھوں نے توڑ دیا اور اشتہار دیکر اپنے ہاں ایک جلسہ کر کے صاف کہدیا کہ ہم اُسی پہلے فتوے پر ہیں۔ پس ناظرین اس بھول بھلیاں سے واقف رہیں اور ان ہتھکنڈوں سے بچتے رہیں وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

سید التفات الرحمٰن محمدی کوئلی جامع رسالہ ھٰذا

مندرجہ بالا تحریر اخبار محمدی میں چھپی اس پر مولانا محمد صاحب کا نوٹ ملاحظہ ہو۔

از ایڈیٹر!

مجھے سخت افسوس ہے کہ مولوی عبدالستار صاحب اسقدر کمزوری کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں؟ انھیں اگر نو سال کے بعد اپنی ایک غلطی کا احساس ہوگیا اور اس سے توبہ کر لی تو انہیں ناک کٹنے کی کونسی بات تھی؟ یہ تو مسلمان کی شان ہے کہ جب بھی غلطی کا علم ہو جائے۔ اُس سے رجوع کر لیا جائے۔ لوگ چاہے بگڑیں چاہے بنیں لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے دو چار آنکھیں ٹیڑھی دیکھتے ہی حق سے منہ پھیر لیا اور دو دن بھی حق پر قائم نہ رہ سکے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

چونکہ حالتِ اکراہ کا حکم علیحدہ ہے اسلئے اس کے دلائل جو مولانا محمد صاحب نے کتاب الاکراہ میں اخبار محمدی میں لکھے ہیں وہ ملاحظہ ہوں اس کے بعد ہم دیگر علماء کرام کے فتاوے بھی پیش کرینگے انشاء اللہ۔ گو آپ کو یہ بحث اس وقت روکھی پھیکی معلوم ہو لیکن یہ یاد رہے کہ یہ کتاب علاوہ اس بحث کے اور بھی بہت سے فوائد اپنے اندر رکھتی ہے۔ زبردستی کی طلاقیں اور زبردستی کے اقرار وغیرہ کا شرعاً کوئی چیز نہ ہونا شریعتِ محمدیہ کا آسان اور قابلِ عمل ہونا وغیرہ بھی آپ پر کھل جائے گا۔ ساتھ ہی بہت سے شرعی مسائل آپ کی نگاہوں سے وہ گذرینگے جو بہت اہم اور اعلیٰ ہیں۔ والسلام

از جامع رسالہ ھٰذا

(اب مولانا محمد صاحب کی کتاب الاکراہ ملاحظہ ہو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد لولیہ ۝ والسلام علیٰ نبیہ

کتاب الاکراہ

مؤلفہ مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

اللّٰھم یا ملھم الصواب ومعلم الکتاب ۝ الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی ۝
سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝

مسئلہ اکراہ حالتِ اکراہ میں جبکہ دشمن سر پر تلوار تولے کھڑے ہوں مسلمان تنہا اُن میں گھرا ہوا ہو۔ کفار شرک و کفر کے اس سے خواستگار ہوں۔ ورنہ جان لینے کے درپے ہوں بلا شک ایسے اکراہ کے موقعہ پر اُسے جائز و رخصت ہے کہ محض اپنی جان بچانے کیلئے بادلِ ناخواستہ صرف دفع الوقتی کے طور پر اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر ان کا کہا کردے ہاں اسوقت بھی اگر وہ اپنی ایمانی قوت سے کام لیکر مرنا قبول کرلے اور ان کا کلمہ کہا نہ کرے تو یہ افضل و اولیٰ ہے۔ یہی شانِ اسلام اور یہی طریقہ سلف ہے ✣

دلائل از کتاب و سنت قرآن کریم نے خود ایسے موقعوں پر رخصت دی ہے خدائے تعالیٰ نے اپنے دین میں آسانی رکھی ہے۔ فرمانِ قرآن ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ کھلے لفظوں میں جنابِ باری کا ارشاد ہے اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ الخ یعنی ایمان کے بعد جو دل کھول کر کفر کرے اس پر غضبِ خدا ہے اور اس کے لئے بہت بڑے عذاب ہیں۔ ہاں وہ اس حکم سے الگ ہیں جن پر اکراہ و زبردستی کی جائے اور اُن کا دل ایمان پر مطمئن اور برقرار ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ۔ رواہ ابن ماجہ والبیہقی وابن حبان والدارقطنی والطبرانی والحاکم وحسنہ النووی وقواہ الشوکانی وصححہ ابن حجر فی الفتح وصححہ ابن حبان۔ وقال الحاکم ھو صحیح۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت کی غلطی اور بھول سے اور ہر ایک اس چیز سے درگذر فرمالیا ہے جس پر وہ زبردستی اور اکراہ کئے جائیں۔ یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات کی کہ جو کام اکراہ کے طور پر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے اس پر خدا کے ہاں کچھ پکڑ نہیں۔ قرآن کریم نے ایک جگہ فرمایا ہے وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ

بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر پکڑتا ہے جو تم اپنے دل سے کرو۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى (بخاری) یعنی کل اعمال کا دار و مدار صرف نیتوں پر ہی ہے اور ہر شخص کیلئے صرف وہی ہے جو اس کی اپنی نیت ہو۔ فرمان قرآن ہے مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ خدا تعالیٰ نے اپنے دین میں تم پر کوئی تنگی اور سختی نہیں رکھی۔ +

امام بخاری کا فیصلہ

امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح بخاری شریف میں کتاب الاکراہ مرتب کر کے ثابت کر دکھایا ہے کہ بوقتِ اکراہ جو کام کرائے جائیں وہ لغو ہیں نہ اس وقت کی طلاق معتبر۔ نہ ترکِ ہجرت پر گرفت۔ نہ نکاح معتبر۔ نہ اس عورت پر حدِ شرعی جس سے اکراہ کے ساتھ زنا کیا جائے، نہ آزادگی معتبر۔ نہ ورثہ معتبر۔ نہ زبانی اقرار معتبر نہ قسم معتبر نہ گناہ پر پکڑ، نہ ہبہ معتبر، نہ خرید و فروخت۔ امام صاحبؒ باب باندھتے ہیں اِذَا قَالَ لِامْرَاَتِهٖ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ اُخْتِيْ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ۔ یعنی بوقتِ اکراہ اگر اپنی بیوی کو بہن کہدیا تو بھی اس پر کچھ نہیں۔ +

اجماع علما

آیتِ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ کی تفسیر میں تفسیر فتح البیان میں ہے اَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ وَاَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى اَنَّ مَنْ اُكْرِهَ عَلَى الْكُفْرِ حَتّٰى خَشِيَ عَلٰى نَفْسِهِ الْقَتْلَ اَنَّهٗ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنْ كَفَرَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَبِيْنُ مِنْهُ زَوْجَتُهٗ وَلَا يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِحُكْمِ الْكُفْرِ۔ یعنی جملہ مفسرین اور کل علما کا اتفاق ہے کہ جس پر کفر کا اکراہ کیا جائے یہانتک کہ اسے اپنی جان جانے کا خطرہ ہو تو ایسے وقت اُسے اپنے دل کو مطمئن بہ ایمان رکھ کر کفر کرنے میں کوئی گناہ نہیں نہ اس سے اس حالت اکراہ کے کفر سے اس کی بیوی جدا ہوگی۔ نہ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ اسیطرح یہ بھی یاد رہے کہ یہ آیت قولِ کفر و شرک اور فعلِ کفر و شرک مثلاً غیر اللہ کو سجدہ وغیرہ سب عام ہے +

قول و فعل

چنانچہ اسی تفسیر فتح البیان میں ہے فَاِنَّهَا عَامَّةٌ فِيْ مَنْ اُكْرِهَ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ یعنی یہ آیت عام ہے قول فعل میں کوئی فرق نہیں ہاں اگر اکراہ کیوقت بھی اس کا دل کفر کی طرف مائل ہوگیا اور اس نے کلمہ کفر کہا یا کفر کیا گو سینکڑوں تلواروں میں گھرا ہوا ہو لیکن دل سے کفر کیا بوقتِ کفر و شرک اس کا دل ایمان پر اطمینان سے نہ رہا تو بیشک وہ کافر ہو جائیگا اور جبکہ دل میں ایمان ہے تو نقل کفر کفر نہ باشد۔ +

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اتری ہے انھوں نے بحالتِ اکراہ اپنے دل کو مطمئن بہ ایمان رکھکر کافروں کا کہا کر دیا تھا

اِنَّہ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَکَرَ اٰلِھَتَھُمْ بِخَیْرٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا اور کفار کے معبودانِ باطل کی تعریفیں کیں تب انھوں نے چھوڑا۔ جب آپ نے یہ ذکر حضور سے کیا تو آپ نے فرمایا اِنْ عَادُوْا فَعُدْ یعنی اگر وہ لوگ پھر ایسا کریں تو تم بھی پھر ایسا کر لینا

تفسیر اکلیل میں اس آیت کی تفسیر میں ہے فِیْھَا اَنَّ الْمُکْرَہَ غَیْرُ مُکَلَّفٍ وَاَنَّ الْاِکْرَاہَ یُبِیْحُ التَّلَفُّظَ بِکَلِمَۃِ الْکُفْرِ بِشَرْطِ طُمَانِیْنَۃِ الْقَلْبِ عَلَی الْاِیْمَانِ وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِالْاٰیَۃِ عَلٰی نَفْیِ طَلَاقِ الْمُکْرَہِ وَعِتَاقِہٖ وَکُلِّ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ صَدَرَ مِنْہُ اِلَّا مَا اسْتُثْنِیَ۔ یعنی جس پر اکراہ کیا گیا وہ غیر مکلف ہے۔ اکراہ کی وجہ سے کلمۂ کفر کا زبان سے نکالنا بشرطیکہ دل میں ایمان پر اطمینان ہو مباح ہے علماء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ ایسے شخص کی جس پر اکراہ کیا گیا ہے نہ طلاق معتبر مانی جائیگی نہ آزادگی نہ اور کوئی بھی قول و فعل جو اس سے بحالتِ اکراہ صادر ہوا ہو۔ بجز اُن کے جو مستثنیٰ ہیں ؏

تفسیر خازن میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ حضرت عمارؓ کافر ہوگئے تو آپ نے فرمایا کَلَّا اِنَّ عَمَّارًا مُلِئَ اِیْمَانًا مِنْ قَرْنِہٖ اِلٰی قَدَمِہٖ وَاخْتَلَطَ الْاِیْمَانُ بِلَحْمِہٖ وَدَمِہٖ یعنی یہ غلط ہے عمارؓ تو پاؤں کی ایڑی سے سر کی چوٹی تک ایمان سے بھرا ہے اس کے تو گوشت و خون میں ایمان پیوست ہوگیا ہے۔ اسی تفسیر میں ہے کہ تلوار جس کے سر پر کھڑی کر دی جائے اور اس سے قتل کو کہہ دیا جائے تو ایسے اکراہ کے وقت ان کا کہا کر دینا مثلاً شراب نوشی مردار خنزیر کا کھا لینا وغیرہ جائز ہے۔ فرمانِ خدا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ یعنی اپنے آپ ہلاکت میں نہ پڑو ؏

اسی تفسیر میں ہے کہ یہ آیت حضرت جبیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو عامر بن حضرمی کے مولیٰ تھے۔ اَکْرَھَہٗ سَیِّدُہٗ عَلَی الْکُفْرِ فَکَفَرَ مُکْرَھًا۔ انھیں ان کے مالک نے کفر پر اکراہ کیا تھا یہانتک کہ اس اکراہ کی وجہ سے انھیں کفر کرنا پڑا۔ وَالْاَوْلٰی اَنْ یُّقَالَ اِنَّ الْاٰیَۃَ عَامَّۃٌ فِیْ کُلِّ مَنْ اُکْرِہَ عَلَی الْکُفْرِ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی گو آیت بہ اعتبار شانِ نزول کے کسی کے بارے میں ہو لیکن حکمِ آیت ہر اس شخص کیلئے ہے جو کفر پر اکراہ کیا جائے اور وہ اُسے قبول کر لے حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ تفسیر بیضاوی میں ہے وَھُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ التَّکَلُّمِ بِالْکُفْرِ عِنْدَ الْاِکْرَاہِ وَاِنْ کَانَ الْاَفْضَلُ اَنْ یَّتَجَنَّبَ عَنْہُ اِعْزَازًا لِلدِّیْنِ یعنی آیت اور واقعہ حضرت عمارؓ دلیل ہے اس بات کی کہ اکراہ کے وقت کلمۂ کفر کا کہنا جائز ہے گو افضل یہ ہے

تفسیر اکلیل

تفسیر خازن

تفسیر بیضاوی

کہ دین کی عزت کی خاطر اس سے بھی پرہیز کرے +

[19] تفسیر کبیر میں ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دو مسلمانوں کو پکڑ لیا ایک سے کہا کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا وہ خدا کے رسول ہیں پوچھا میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا تو بھی اللہ کا رسول ہے یہ سنکر اُسے چھوڑ دیا۔ پھر دوسرے سے پوچھا کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں پوچھا میری نسبت تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب میں کہا میں بہرا ہوں۔ تین مرتبہ یہی سوال کیا اور تینوں مرتبہ اُس نے یہی جواب دیا مسیلمہ ملعون نے اُسے قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اَمَّا الْاَوَّلُ فَقَدْ اَخَذَ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ وَاَمَّا الثَّانِیْ فَقَدْ صَدَعَ بِالْحَقِّ فَهَنِیْئًا لَّهٗ یعنی پہلے شخص نے رخصت خداوندی سے فائدہ اٹھایا اور دوسرے شخص نے حق کو خوب واضح کر دیا اُسے مبارک ہو۔ [20] تفسیر بغوی میں ہے کہ عیاش بن ربیعہ ابو جندل ولید بن ولید سلمہ بن ہشام عبداللہ بن ابی اسید وغیرہ کو بھی فَتَنَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَعْطُوْهُمْ بَعْضَ مَا اَرَادُوْا لِیَسْلَمُوْا مِنْ شَرِّهِمْ یعنی مشرکوں نے فتنے میں ڈال دیا تھا یہانتک کہ ان کی بعض چاہت ان بزرگوں نے انجام دیدی کہ ان کی شرارتوں سے بچ سکیں +

[21] صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ مجھے اور حضرت ابو حسل کو کفار نے پکڑ لیا اور یہ اقرار لیکر چھوڑا کہ ہم مدینہ واپس جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شامل نہ ہوں۔ پس اس اکراہ کی وجہ سے اس اقرار کرنے پر اُن کا کوئی مواخذہ نہ ہوا +

[22] سیرت ابن ہشام اور زاد المعاد میں ہے کہ جن صحابہ پر مشرکین نے اکراہ کیا تھا اُن سے صاف صاف کہلوایا جاتا تھا کہ لات و عزیٰ تمہارے خدا ہیں؟ انھیں جواب دینا پڑتا تھا کہ ہاں۔ یہانتک کہ گبریلے کیڑے کو جاتے ہوئے دیکھکر کہتے تھے کہ یہ کیڑا تیرا خدا ہے؟ وہ کہتے تھے ہاں عبارت ملاحظہ ہو حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَهُ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی اِلٰهُكَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ حَتّٰی اِنَّ الْجُعَلَ لَیَمُرُّ بِهِمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَهٗ هٰذَا الْجُعَلُ اِلٰهُكَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ افْتِدَاءً مِّنْهُمْ۔ لیکن چونکہ اکراہ تھا اس شرک وکفر پر خدا کی طرف سے پکڑ نہ ہوئی بلکہ اس کی رخصت دی گئی۔ جبکہ دل زبان کا ساتھی نہ ہو۔ پس صورت مذکورہ میں بھی یاد رہے کہ الفاظ کفر و شرک کا زبان سے نکالنا حرام ان سے دم جھاڑ کرنا حرام۔ کفر و شرک کا کام حرام۔ گو کیسی ہی ضرورت و مجبوری کیوں نہ ہو۔ لیکن بوقت اکراہ ان آیتوں اور ان حدیثوں کے تحت میں ان شرائط کے ساتھ جو مذکور ہوئیں

رخصت وجواز ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ خواہ کیسی ہی مجبوری ہو خواہ کتنی ہی مجبوری ہو خواہ تلواروں کا ہجوم ہو خواہ بندوقوں کا نشانہ ہو از خود اپنے اختیار سے شرک وکفر کرنا یا شرک وکفر کا کلمہ زبان سے نکالنا حرام اور شرک وکفر بوقتِ اکراہ بے بسی سے بہ شرطِ اطمینانِ دل بر ایمان برائے حرزِ جان رخصت۔ گو اتنا بھی نہ کرنا اور مرجانا افضل واعلیٰ۔ اور نشانِ کمالِ ایمان۔ ہاں اگر بوقتِ اکراہ دل خود اس کفر وشرک کی طرف مائل ہے تو پھر بھی انسان کافر ومشرک۔ کیونکہ اطمینانِ دل بر ایمان شرطِ رخصت ہے۔ واللہ اعلم۔ خدا کرے کسی مسلمان کو یہ صورت پیش ہی نہ آئے لیکن اگر آجائے اور اس پر اکراہ کیا جائے تلوار سے جان لینے کی خبر سنادی جائے اور کہا جائے کہ فلاں شرکیہ منتر پڑھکر دم کر تو اس وقت بھی اس میں نفع نہ سمجھکر صرف مصیبت سے چھوٹنے کیلئے اپنی جان بچانے کیلئے اگر کوئی کر گذرے تو نہ وہ کافر نہ مشرک ہاں نہ کرنا افضل وبہتر اور نشانِ کمالِ ایمان ہے۔ نواب[24] صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اردو کی تفسیر ترجمان القرآن میں لکھا ہے جس نے تلفظ وتکلم کیا ساتھ کلمۂ کفر کے یا کوئی کام کفر کا کیا برابر ہے کہ وہ مختار تھا یا مکرہ مگر وہ شخص جس پر زبردستی کی گئی اور دل اس کا مطمئن ہے ساتھ ایمان کے۔ مہ

پھر آگے چلکر لکھا ہے کہ اگر کسی پر زبردستی کی جائے سجدہ کرنے پر غیر اللہ کو اسے بھی آیت کے عموم میں داخل کرکے فرماتے ہیں کہ آیت عام ہے مکرہ میں بغیر فرق کے درمیان قول وفعل کے پس شرک وکفر قولاً فعلاً سب کو آیت شامل ہے۔ محلیٰ ابن حزم[25] میں ہے وَمَنْ اُکْرِہَ عَلَی السُّجُوْدِ لِصَنَمٍ اَوْ لِصَلِیْبٍ فَلْیَسْجُدْ لِلّٰہِ تَعَالٰی مُبَادِرًا اِلٰی ذَالِكَ وَلَا یُبَالِیْ فِیْ اَیِّ جِھَۃٍ کَانَ ذَالِكَ الصَّنَمُ وَالصَّلِیْبُ یعنی جسے اکراہ کیا جائے اس بات پر کہ وہ کسی بت یا صلیب کے سامنے سجدہ کرے تو اُسے جائز ہے کہ کسی طرف بھی سجدہ کرلے لیکن نیت اللہ کے سامنے سجدہ کرنیکی ہونی چاہئے۔ اسی[26] طرح آپ نے بھی مثل اور سلف صالحین کے اکراہ کے وقت کے ہر قول کو لغو قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ فَالْاِکْرَاہُ عَلَی الْکَلَامِ لَا یَجِبُ بِہٖ شَیْءٌ وَاِنْ قَالَہُ الْمُکْرَہُ کَالْکُفْرِ۔ وَالْقَذْفِ وَالْاِقْرَارِ وَالنِّکَاحِ۔ وَالْاِنْکَاحِ۔ وَالرَّجْعَۃِ۔ وَالطَّلَاقِ وَالْبَیْعِ وَالْاِبْتَاعِ۔ وَالنَّذْرِ وَالْاَیْمَانِ۔ وَالْعِتْقِ۔ وَالْھِبَۃِ الخ یعنی جسے اکراہ کے ساتھ مجبور کرکے کوئی کلمہ کہلوایا اُس سے کوئی چیز اُس پر واجب نہیں ہوتی۔ گو وہ ان کا کہا کردے۔ مثلاً کفر یا تہمت یا اقرار۔ یا نکاح۔ یا نکاح کرا دینا۔ یا رجعت۔ یا طلاق۔ یا تجارت۔ یا خرید وفروخت۔ یا نذر۔ یا آزادگی غلام۔ یا ہبہ۔ یعنی بوقتِ اکراہ ان سب چیزوں کا کوئی حکم شرعاً ثابت نہیں۔ اسی اکراہ کے وقت کے

ترجمہ

ترجمان القرآن

محلی ابن حزم

ایسے افعال کی نسبت بھی امام صاحبؒ نے یہی فیصلہ کیا ہے ؛

فتح الباری

آیتِ اکراہ کی نسبت فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے وَهِيَ حُجَّةٌ لِعَدَمِ الْمُؤَاخَذَةِ بِمَا وَقَعَ حَالَةَ الْإِكْرَاهِ یعنی حالتِ اکراہ میں جو شخص جو کچھ کر گذرے اس پر کوئی مواخذہ نہیں اسی فتح الباری میں ہے وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْإِكْرَاهِ عَلَى الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ عِنْدَ الْجُمْهُورِ یعنی جمہور علمارِ حقانی کے نزدیک اکراہ کے وقت کے قول فعل میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح تحریر ہے کہ وَلَا نِزَاعَ فِي أَنَّهُ غَيْرُ مُكَلَّفٍ یعنی یہ بھی اتفاقی مسئلہ ہے کہ جس پر اکراہ کیا گیا ہے اُس کا اور اس کا جس پر خدا کے حکم جاری ہی نہ ہوں ایک ہی حال ہے ۔+

حالتِ اکراہ کے قول و فعل کا ایک ہی حکم ہے

حافظ ابن حجرؒ نے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے ثابت کیا ہے کہ كَأَنَّ الْبُخَارِيَّ أَشَارَ بِإِيرَادِهِ هُنَا إِلَى الرَّدِّ عَلَى مَنْ فَرَّقَ فِي الْإِكْرَاهِ بَيْنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ ۔ یعنے حضرت امام المحدثینؒ نے اسے یہاں وارد کر کے ان لوگوں کی تردید کی جو اکراہ کے وقت کے حکم میں قول و فعل میں فرق کے قائل ہیں۔ آیت إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ کے تحت میں فتح الباری میں ہے هُوَ وَعِيدٌ شَدِيدٌ لِمَنِ ارْتَدَّ وَأَمَّا مَنْ أُكْرِهَ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ مَعْذُورٌ بِالْآيَةِ یعنی جو شخص اپنے آپ مرتد ہو جائے اُس کیلئے اس آیت میں سخت سزا کا اعلان ہے لیکن اسی آیت میں یہ بھی بیان ہے کہ جس پر اکراہ کیا جائے وہ معذور ہے اور اس سزا سے محفوظ ہے اسی فتح الباری پ میں ہے وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى عَدَمِ اعْتِبَارِ مَا يَقَعُ فِيهِ ۔ یعنی جمہور سلف علمار کا یہ مذہب ہے کہ حالتِ اکراہ میں جو کچھ کر لیا جائے اُس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اعلام الموقعین میں ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلِلْكُفْرِ أَحْكَامٌ فَلَمَّا وَضَعَهَا اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سَقَطَتْ أَحْكَامُ الْإِكْرَاهِ عَنِ الْقَوْلِ كُلِّهِ لِأَنَّ الْأَعْظَمَ إِذَا سَقَطَ عَنِ النَّاسِ سَقَطَ مَا هُوَ أَصْغَرُ مِنْهُ یعنی اس آیت سے جبکہ اکراہ کے وقت کا کفر ساقط ہو گیا تو اور تمام اقوال بھی ساقط ہیں جب بڑے سے بڑا لغو اور معاف ہے تو چھوٹوں کا اعتبار بالکل ہی نہ رہا۔ حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں۔

امام شافعی

أَمَّا تَقْبِيلُ الْأَرْضِ وَوَضْعُ الرَّأْسِ وَنَحْوُ ذَلِكَ مِمَّا فِيهِ السُّجُودُ . . . . فَلَا يَجُوزُ بَلْ لَا يَجُوزُ الْانْحِنَاءُ كَالرُّكُوعِ أَيْضًا . . . . وَأَمَّا إِذَا أُكْرِهَ الرَّجُلُ عَلَى ذَلِكَ . . . . فَإِنَّهُ يَجُوزُ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ فَإِنَّ الْإِكْرَاهَ عِنْدَ أَكْثَرِهِمْ يُبِيحُ الْفِعْلَ الْمُحَرَّمَ . . . . وَهُوَ الْمَشْهُورُ عَنْ أَحْمَدَ وَغَيْرِهِ مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے زمین بوس ہونا۔ سجدہ کرنا۔ رکوع کرنا

فتاویٰ ابن تیمیہ

حرام ہے لیکن بوقتِ اکراہ جائز ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہی ہے۔ بخاری مسلم کی حدیث میں ہے کہ میری امت کے دلوں میں جو وسوسے آئیں وہ معاف ہیں جب تک وہ ان پر کاربند نہ ہوں یا زبان سے نہ نکالیں۔ ابن ماجہ میں ساتھ ہی ہے کہ وہ سب کچھ بھی معاف ہے جو جبر و اکراہ کے ساتھ زبردستی کرایا جائے ۔

اکراہ اور غیر اکراہ کا فرق

یہ یاد رہے کہ بلا جبر و اکراہ کفر و شرک کرنا۔ کفر و شرک کے الفاظ کا زبان سے نکالنا۔ ان الفاظ سے دم جھاڑ کرنا حرام محض ہے۔ گو کتنی ہی اشد ضرورت اور سخت مجبوری ہو۔ ہاں جب کوئی تلوار لیکر سر پر کھڑا ہو۔ جان لینے کے درپے ہو۔ اس وقت صرف دفع الوقتی کے طور پر محض اپنی جان بچانے کی غرض سے اپنے دل کو مطمئن بر ایمان رکھ کر ان میں شفانہ سمجھکر بادلِ ناخواستہ عقیدہ صحیح رکھتے ہوئے اُس کے کہنے کو اس اکراہ کی وجہ سے کر دینے کی رخصت ہے لیکن یہ بھی صرف بطور جواز کے ہے ورنہ افضلیت اس وقت بھی یہی ہے کہ جان دیدے اور شرک و کفر سے علیحدہ رہے جیسے کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے لیے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ چونکہ دینِ اسلام ساری دنیا کیلئے ہے۔ کمزور زور آور ہر ایک کیلئے ہے۔ قوی ضعیف ہر قسم کے لوگ اس میں ہیں اور خدائے تعالیٰ نے اپنے دین میں آسانی رکھی ہے۔ کمزور ایمان والوں کا بھی خیال رکھا ہے اشد مصیبتوں کے برداشت نہ کر سکنے والے بھی اس کی نگاہوں میں ہیں۔ اسلئے يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ اور اَلدِّيْنُ يُسْرٌ وغیرہ کے ماتحت اُس نے ان ضعیف لوگوں کیلئے بوقتِ اکراہ رخصت عنایت فرما دی۔ فرمان ہے فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ اللہ تعالیٰ ان سے درگذر فرمائیگا۔

قرآن کا فیصلہ

مولانا وحید الزماں صاحب نے ترجمے والے قرآن کے حاشیے پر لکھا ہے۔ اسی طرح اگر کفر کے کام زبردستی کی وجہ سے کرے مثلاً بت کو سجدہ کرے تب بھی گنہگار نہ ہوگا۔ اسی قول کو مولانا نے راجح قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک کفر ہے اور شرک کفر قولی فعلی بوقتِ اکراہ آیت کے استثنا میں داخل ہیں ۔

امام ابن القیم کا فتوی

مجددِ دین مجتہدِ مطلق حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں وَ قَدْ دَلَّ الْقُرْاٰنُ عَلٰى اَنَّ مَنْ اُكْرِهَ عَلَى التَّكَلُّمِ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ لَا يَكْفُرُ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَى الْاِسْلَامِ لَا يَصِيْرُ بِهٖ مُسْلِمًا وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلٰى اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ تَجَاوَزَ عَنِ الْمُكْرَهِ فَلَمْ يُؤَاخِذْهُ بِمَا اُكْرِهَ عَلَيْهِ یعنی قرآنِ کریم سے ثابت ہے کہ جس پر اکراہ کیا گیا اور اس نے کلمہ کفر زبان سے نکالا تو وہ کافر نہیں ہو جائیگا اور جس پر اکراہ و جبر کر کے اس سے بے دلی سے اسلام کا کلمہ کہلوا لیا

وہ مسلمان نہیں ہو جائیگا۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ جس پر اکراہ کیا جائے اور جس چیز کیلئے اکراہ کیا جائے اور وہ ان کا کہا کردے تو خدا کی طرف سے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ الغرض اکراہ کے وقت کے بے دلی کے امور شرعاً قابل مواخذہ نہیں۔ اور یہی امام صاحبؒ کا فرمان ہے وَھٰذَا تَشْرِیْعٌ مِّنْہُ سُبْحَانَہٗ لِعِبَادِہٖ اَنْ لَّا یُرَتِّبُوا الْاَحْکَامَ عَلَی الْاَلْفَاظِ الَّتِیْ لَمْ یَقْصُدِ الْمُتَکَلِّمُ بِھَا حَقَائِقَھَا وَمَعَانِیْھَا یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو شریعت مقرر کی وہ یہی ہے کہ ان الفاظ پر کوئی حکم جاری نہ کیا جائے جن سے ان الفاظ کے بولنے والے نے ان کی حقیقت اور معنی مراد نہ لئے ہوں پس واضح اور ثابت ہو گیا کہ مکرہ شخص سے جو الفاظ کہلوائے گئے ہیں چونکہ ان سے اس کے معنی اس کے نزدیک مقصود و مراد نہ تھے لہذا شرعاً وہ الفاظ لغو اور مہمل اور بے معنی اور ناقابلِ مواخذہ و حکم ہیں۔ نہ ان سے وہ مشرک ہونہ کافر ہو نہ اس پر بکر جبکہ اس کا دل اس کی نیت اس کا قصد ان کے صریح خلاف ہے اس کا سینہ ان کیلئے کھلا ہوا اور اس کا دل ان کی طرف مائل نہیں صرف دفع الوقتی کیلئے کہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بھی ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ حالتِ اکراہ میں قرآن کے لفظوں میں کفر کی رخصت بشرطِ اطمینان بہ ایمان موجود ہے۔ تمام سلفؒ نے اپنا یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ جب کفر کی رخصت ہو گئی تو اور تمام چیزیں بھی جو ایسے اکراہ کے وقت سرزد کرائی جائیں۔ سب باطل اور لغو ہیں۔ مثلاً طلاق ہو آزادگی ہو وغیرہ وغیرہ اس کا بیان بسط سے گذر چکا ہے۔ امام صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَقَدْ اَفْتٰی اَصْحَابُہٗ بِعَدَمِ وُقُوْعِ طَلَاقِ الْمُکْرَہِ وَاِقْرَارِہٖ۔ یعنی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اکراہ کے وقت کی طلاق کو معتبر نہیں مانا نہ اس وقت کے کسی اقرار کو معتبر مانا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے بہ سندِ صحیح ثابت ہے کہ ایک شخص شہد کی غرض سے پہاڑ پر ایک رسی لٹکا کر چڑھتا ہے اس کی عورت اسے کہتی ہے کہ مجھے طلاق دیدے ورنہ تیری رسی کاٹ دیتی ہوں کہ تو گر کر مرجائے وہ اسے خدا کی قسمیں دلاتا ہے کہ ایسا نہ کر نہ ایسا کہہ لیکن وہ باز نہیں آتی چنانچہ یہ اسے طلاق دیدیتا ہے جب دربارِ فاروقی میں یہ مقدمہ پہنچتا ہے تو آپ فرماتے ہیں جا وہ بدستور تیری بیوی ہے یہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ بھی اکراہ کے وقت کی طلاق کو نہیں مانتے تھے ۔

حضرت ابن عمر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ الغرض سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس امر پر متفق ہیں کہ بوقتِ اکراہ جو کام بے دلی سے کرایا جائے

اکراہ کے وقت کی طلاق وغیرہ

وہ کالعدم ہے اُس پر نہ تو خدا کے ہاں کی پکڑ نہ دنیا میں مواخذہ۔ صحیح بخاری[۴۹] شریف میں ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْمَنْ یُکْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَیُطَلِّقُ لَیْسَ بِشَیْءٍ یعنی جسے چور اکراہ کریں اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو یہ طلاق کوئی چیز نہیں۔ اسی[۵۰] طرح امام صاحبؒ نے صحیح بخاری شریف میں باب باندھا ہے کہ لَا یَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُکْرَهِ یعنی اکراہ کے وقت کا نکاح بھی منعقد نہیں ہوتا نہ صحیح ہوتا ہے نہ جائز ہو سکتا ہے۔ آگے چلکر پھر اور باب باندھا ہے[۵۱] اِذَا أُکْرِهَ حَتّٰی وَهَبَ عَبْدًا اَوْ بَاعَهُ لَمْ یَجُزْ یعنی اکراہ سے جو ہبہ کیا جو بیع اور خرید فروخت کی وہ بھی کالعدم ہے پھر[۵۲] باب باندھا ہے کہ عورت پر اکراہ کر کے اس سے بدکاری کی گئی تو اُس عورت پر حد نہیں۔ بَابُ اِذَا اسْتُکْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَی الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَیْهَا۔ پھر[۵۳] باب باندھا ہے کہ اگر کہا جائے کہ یہ شراب پی لے یا یہ مردار کھالے یا اپنے غلام کو بیچ دے یا اتنے قرض کا اقرار کرلے یا ہبہ کر دے یا اور کسی عقد کی نسبت کہا جائے کہ یہ کرلے ورنہ ہم تیرے باپ کو یا تیرے بھائی اسلامی کو قتل کر دینگے تو ایسے اکراہ کیوقت اُسے ان تمام کاموں کی شرعًا رخصت واجازت ہے۔

رخصت کا اور واقعہ

اعلام[۵۴] الموقعین میں ہے سَأَلَهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَّاجُ بْنُ عِلَاطٍ فَقَالَ اِنَّ لِیْ بِمَکَّةَ مَالًا وَّاِنَّ لِیْ بِهَا اَهْلًا وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اٰتِیَهُمْ فَاَنَا فِیْ حِلٍّ اِنْ اَنَا نِلْتُ مِنْكَ اَوْ قُلْتُ شَیْئًا فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْلَ مَاشَاءَ اللّٰهُ یعنی رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے حضرت حجاج بن علاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ مکہ شریف میں میرا مال متاع ہے بال بچے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ میں اُن کے پاس جاؤں تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں؟ کہ (بوقتِ اکراہ) میں آپکے بارے میں کچھ گستاخی کے الفاظ کہدوں؟ یا کچھ اور کہدوں؟ تو انھیں حضورؐ نے اجازت دی کہ جو چاہیں کہہ دیں۔ اس[۵۵] کو بیان فرما کر امام الائمہ حضرت ابن القیمؒ تحریر فرماتے ہیں کہ فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْکَلَامَ اِذَا لَمْ یُرِدْ بِهٖ قَائِلُهٗ مَعْنَاهُ اِمَّا لِعَدَمِ قَصْدِهٖ لَهٗ اَوْ لِعَدَمِ عِلْمِهٖ بِهٖ اَوْ اَنَّهٗ اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ مَعْنَاهُ لَمْ یَلْزَمْهُ مَا لَمْ یُرِدْهُ بِکَلَامِهٖ وَهٰذَا هُوَ دِیْنُ اللّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَ بِهٖ رَسُوْلَهٗ وَلِهٰذَا لَمْ یَلْزَمِ الْمُکْرَهَ عَلَی التَّکَلُّمِ بِالْکُفْرِ الْکُفْرُ وَلَمْ یَلْزَمْ زَائِلَ الْعَقْلِ بِجُنُوْنٍ اَوْ نَوْمٍ اَوْ سُکْرٍ مَا تَکَلَّمَ بِهٖ۔ وَلَمْ یَلْزَمِ الْحَجَّاجَ بْنَ عِلَاطٍ حُکْمُ مَا تَکَلَّمَ بِهٖ لِاَنَّهٗ اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ یَعْقِدْ قَلْبُهٗ عَلَیْهِ۔ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ وَفِی الْاٰیَةِ الْاُخْرٰی وَ

وسعت رحمت

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ۔ فَالْاَحْكَامُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مُرَتَّبَةٌ عَلٰى مَا كَسَبَهُ الْقَلْبُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ وَاَرَادَهُ مِنْ مَعْنٰى كَلَامِهٖ یعنی اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اپنے کلام سے اسکے معنیٰ کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ خواہ مقصود نہ ہونے کے باعث۔ خواہ اس کا علم نہ ہونے کے باعث۔ یا یہ کہ اس نے اُن لفظوں سے اور ہی مطلب لیا ہو تو ان صورتوں میں جو اُس کا ارادہ نہیں وہ اس پر لازم نہیں آسکتا۔ یہی خدائے تعالیٰ کا وہ دین ہے جو اس نے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہم پر نازل فرمایا ہے اسی لئے جس شخص پر اکراہ کر کے اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلوایا ہے اس پر کفر ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح بوجہ زوال عقل کے مجنون اور سوئے ہوئے اور نشے والے شخص کے کلام سے جو اس نے کہا وہ ثابت نہیں ہوتا نہ اس پر لازم ہوتا ہے۔ حجاج بن علاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جو کہینگے اس کا مواخذہ بھی اسی لئے نہیں کہ وہ دل سے نہ کہیں گے اور ان کی مراد الفاظ سے الفاظ کے حقیقی معنیٰ نہ ہوگی۔ جناب باری عز اسمہ کا فرمان ہے کہ وہ لغو قسموں پر تمہیں نہیں پکڑتا بلکہ اُنہی قسموں پر پکڑتا ہے جو دل سے کھائی جائیں اور آیت میں ہے کہ وہ دل سے کئے ہوئے کام ہی پر پکڑ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کے کل احکام کا تعلق دلی ارادے اور دل کے قصد و فعل کے ساتھ ہے۔ الفاظ کے وہی معنیٰ مراد لیے جائیں گے جو بولنے والے نے ارادہ کیا ہے۔

امام صاحب اپنی مشہور عالم تصنیف اعلام الموقعین میں تحریر فرماتے ہیں فَاِنَّ الْاِقْرَارَ وَالشَّهَادَةَ وَالْاِسْلَامَ بَيْنَ خُلُوْهَا خِيَارٌ وَلَا يَصِحُّ مَعَ الْاِكْرَاهِ وَاِنَّمَا امْتَنَعَتْ عُقُوْدُ الْمُكْرَهِ مِنَ النُّفُوْذِ لِعَدَمِ الرِّضٰى الَّذِيْ هُوَ مُصَحِّحُ الْعَقْدِ وَهُوَ اَمْرٌ تَسْتَوِيْ فِيْهِ عُقُوْدُهٗ كُلُّهَا مُعَاوَضَتُهَا وَتَبَرُّعَاتُهَا وَعِتْقُهٗ وَطَلَاقُهٗ وَخُلْعُهٗ وَاِقْرَارُهٗ وَهٰذَا هُوَ مَحْضُ الْقِيَاسِ وَالْمِيْزَانِ فَاِنَّ الْمُكْرَهَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا اُكْرِهَ عَلَيْهِ غَيْرُ مُخْتَارٍ لَهٗ۔ فَاَقْوَالُهٗ كَاَقْوَالِ النَّائِمِ وَالنَّاسِيْ فَاعْتِبَارُ بَعْضِهَا وَالْغَاءُ بَعْضِهَا خُرُوْجٌ عَنْ مَحْضِ الْقِيَاسِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔ خلاصہ یہ ہے کہ حالتِ اکراہ میں اقرار شہادت اسلام معاوضہ کا لین دین۔ اللہ واسطے کا لین دین۔ آزادگی طلاق خلع وغیرہ سب کے سب غیر صحیح ہیں۔ اسلئے ان سب چیزوں کی صحت کا دارو مدار رضامندی پر ہے۔ اور اکراہ کے وقت رضامندی نہیں ہوتی۔ اکراہ جس پر ہوا ہے وہ تو بے لبی کے ساتھ وہ کرتا ہے جو اس سے اکراہ کرنے والا کراتا ہے وہ اپنے اختیار سے کچھ بھی نہیں کرتا۔ اس مکرہ شخص کے تمام اقوال کا وہی حکم ہے جو سوئے ہوئے اور بھولے ہوئے

اکراہ کے بعد قول خلاف عقل ہے

شخص کے اقوال کا حکم ہے۔ پھر اُس کے بعض قول کو معتبر ماننا اور بعض کو غیر معتبر ماننا یہ تو صراحتاً قیاس کے بھی خلاف ہے۔ اللہ توفیق دے۔

اکراہ کے موقعہ پر اگر کوئی شخص اسلام و ایمان قبول کرے تو وہ بھی اللہ کے نزدیک نامعتبر ہے وہ شخص جس نے صرف اپنی جان بچانے کیلئے کسی موقعہ پر پھنس کر بے دلی سے اپنے دل کو کفر پر برقرار رکھ کر کلمۂ طیبہ بھی پڑھ لیا تو وہ بھی خدا کے نزدیک نامعتبر ہے یہ شخص اسلامی رو سے مسلمان نہیں ہوا۔ جبکہ اکراہ کے وقت کا ایمان بھی اللہ رب العزت نامنظور کرتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ اکراہ کے وقت کے کفر و شرک پر وہ مواخذہ کرے؟ اسلام و ایمان جیسی نیکی جبکہ بوقتِ اکراہ رب کے نزدیک قابلِ قبول نہیں حالانکہ وہ نیکی کا قدردان ہے۔ ذرا سی نیکی پر بہت سا ثواب عنایت فرماتا ہے تو پھر اکراہ کے وقت کی بدی پر وہ کیسے پکڑ کریگا؟ جبکہ ہر بدی اور برائی سے درگذر کرنا ہی اُسے پسند ہے قرآن کریم نے صاف فرما دیا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ دینِ اسلام میں زبردستی اور اکراہ نہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے وَمَنْ اَعْمَى اللّٰهُ قَلْبَهٗ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَبَصَرِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يُفِيْدُهُ الدُّخُوْلُ فِي الدِّيْنِ مُكْرَهًا مَقْسُوْرًا۔ یعنی جس کا دل خدا نے اندھا کر دیا ہو اور جس کے کانوں اور آنکھوں پر مہرِ خداوندی لگ چکی ہو۔ وہ اگر اکراہ اور زبردستی کے ساتھ بادلِ ناخواستہ اسلام میں داخل ہوا تو وہ اُسے بالکل فائدہ مند نہیں۔ زبردستی اور اکراہ کا اسلام محض بے سود ہے۔

زاد المعاد میں ہے وَقَدْ دَلَّ الْقُرْاٰنُ عَلٰى اَنَّ مَنْ اُكْرِهَ عَلَى التَّكَلُّمِ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ لَا يَكْفُرُ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَى الْاِسْلَامِ لَا يَصِيْرُ بِهٖ مُسْلِمًا یعنی قرآن شریف کی دلالت اس بات پر صاف ہے کہ جس پر اکراہ کیا جائے کہ کلمۂ کفر کہ اور وہ کہدے تو وہ کافر نہ ہوگا اور جس پر اکراہ کیا جائے کہ تو اسلام لے آ اور وہ اسلام لے آئے تو وہ بھی مسلمان نہ ہوگا۔ الغرض اکراہ کے وقت کے نہ کفر کا اعتبار ہے نہ اسلام کا۔ پس بوقتِ اکراہ جس مسلمان نے اپنے دل کو مطمئن بہ ایمان رکھکر محض اپنی جان بچانے کیلئے کفار کا کہا کر دیا وہ اُسے معاف ہے گو اس نے کفر و شرک کیا ہو یا ایسے الفاظ بے دم کیا ہو یا ایسے الفاظ منہ سے نکالے ہوں بلکہ اس وقت کی طلاق نکاح اقرار آزادگی وغیرہ شرعاً اور قضاءً غیر معتبر ہیں۔ فعل ہو قول اسلام و ایمان اور فعل و قول کفر و شرک بوقتِ اکراہ یکساں بے اثر ہیں۔

تفسیر اکلیل میں ہے فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ اَهْلَ الذِّمَّةِ لَا يُكْرَهُوْنَ عَلَى الْاِسْلَامِ وَلَا يَصِحُّ اِسْلَامُهُمْ بِالْاِكْرَاهِ۔ یعنی آیت لَآ اِكْرَاهَ میں دلیل ہے اس بات پر کہ ذمّی کافر اسلام لانے پر اکراہ نہ کئے جائیں اور اکراہ کے وقت کا ان کا اسلام مقبول نہیں۔ امام الائمہ حضرت امام بخاری

اکراہ کے وقت اسلام و ایمان بھی نامقبول ہیں

امام بخاری کا مذہب

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اپنی صحیح کے اس باب میں بَابُ اِذَا لَمْ یَکُنِ الْاِسْلَامُ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ وَکَانَ عَلَی الْاِسْتِسْلَامِ اَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ یعنی جب حقیقی طور پر کوئی ایمان نہ لایا ہو بلکہ صرف ظاہر داری کے طور پر یا قتل کے خوف کی وجہ سے ایمان قبول کیا ہو (تو وہ خدا کے نزدیک معتبر نہیں)۔ ابن[۲۳] ابی حاتم میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ وَالْاِسْتِکْرَاہِ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت کی تین باتوں سے درگذر فرمالیا ہے غلطی سے اور بھول سے اور اکراہ اور زبردستی سے۔ امام حسن[۲۴] بصریؒ اس حدیث کی شہادت قرآنِ کریم کی آیت رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا الخ سے لیتے ہیں۔ امام[۲۵] ابن عدی کی کامل میں مرفوعاً مروی ہے کہ رَفَعَ اللّٰہُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ثَلَاثًا اَلْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَالْاَمْرَ یُکْرَھُوْنَ عَلَیْہِ یعنی اس امت کی خطا سے بھول سے اور جو کام ان سے زبردستی کرایا جائے اُس سے مواخذہ ہٹا دیا گیا ہے +

ترمذی[۲۶] اور ابو داؤد میں ہے کہ ایک عورت کو راہ میں کسی نے پکڑ لیا اور اکراہ کرکے اس سے زبردستی زنا کاری کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو حد نہ لگائی اس لئے کہ اس پر اکراہ کیا گیا تھا بلکہ فرمادیا کہ اِذْھَبِیْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکِ جا تمہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا

صحیح[۲۷] بخاری شریف میں ہے اِنَّ عَبْدًا مِّنْ رَقِیْقِ الْاِمَارَۃِ وَقَعَ عَلٰی وَلِیْدَۃٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَکْرَھَھَا حَتّٰی اقْتَضَّھَا فَجَلَدَہٗ عُمَرُ وَلَمْ یَجْلِدْھَا مِنْ اَجْلِ اَنَّہُ اسْتَکْرَھَھَا۔ یعنی غلامانِ امارت میں سے ایک نے خمس کی ایک لونڈی پر اکراہ کرکے اُس سے زبردستی بدکاری کی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام کو تو حد ماری لیکن اُس لونڈی کو حد نہیں لگائی کیونکہ اس پر اکراہ کیا گیا تھا۔ الغرض اکراہ کے وقت جیسے کہ کفر معاف ہے ویسے ہی کفر کے سوا کے اور گناہ بھی معاف ہیں۔ اور یہ بات بھی پوری طرح ظاہر ہے کہ تمام برائیوں سے بدتر برائی پر جب کہ پکڑ نہیں تو اس سے کم اور کمتر برائیوں پر پکڑ کیسے ہوگی؟ +

اعلام[۲۸] الموقعین میں ہے وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی رَفَعَ الْمُؤَاخَذَۃَ عَنِ الْمُتَکَلِّمِ بِکَلِمَۃِ الْکُفْرِ مُکْرَھًا لَمَّا لَمْ یَقْصِدْ مَعْنَاھَا وَلَا نَوَاہُ۔ فَکَذٰلِکَ الْمُتَکَلِّمُ بِالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ وَالْوَقْفِ وَالْیَمِیْنِ وَالنَّذْرِ مُکْرَھًا لَا یَلْزَمُہٗ شَیْءٌ مِّنْ ذٰلِکَ لِعَدَمِ نِیَّتِہٖ وَقَصْدِہٖ وَقَدْ اَتٰی بِاللَّفْظِ الصَّرِیْحِ۔ فَعُلِمَ اَنَّ اللَّفْظَ اِنَّمَا یُوْجِبُ مَعْنَاہُ لِقَصْدِ الْمُتَکَلِّمِ بِہٖ۔ یعنی جنابِ عزوجل نے اس شخص سے اپنی پکڑ ہٹالی ہے جس پر اکراہ کیا گیا اور اس نے کلمۂ کفر کہا

لیکن چونکہ وہ اُس کا مقصود تھا نہ اس کی نیت تھی ۔ اسی طرح جو طلاق دے یا آزاد کرے یا وقف کرے یا قسم کھائے یا نذر مانے اور یہ سب کام بوجہ اکراہ کے ہوں نیت و قصد نہ ہو تو گو صاف لفظوں میں ہوں پھر بھی وہ سب لغو ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی ثابت اور لازم نہیں ۔ پس صاف مسئلہ یہ ہے کہ لفظ کے معنیٰ اسی وقت لازم و ثابت ہونگے جب کہ بولنے والے کا مقصود وہی ہو ۔ جس پر اکراہ ہے وہ سمجھتا ہے جو کرتا ہے بلا قصد بلکہ خلاف مقصد کرتا ہے ؛

اُسکی دلیل میں یہ حدیث بھی پیش ہو سکتی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے تعالیٰ کی اُس خوشی کے بیان میں جو بندے کی توبہ سے اُسے ہوتی ہے ایک مثال پیش کی ہے جس میں ہے کہ ایک شخص سے اس کی اونٹنی کھوئی گئی جس پر اس کا کھانا پینا وغیرہ سب تھا اور تھا بھی وہ چٹیل بے نیلے میدان میں آخر ڈھونڈھ ڈھانڈ کر مایوس و ناامید ہو گیا پھر یکایک اچانک وہ اونٹ مع کل اسباب کے اُسے مل گیا غایتِ خوشی میں اس کی زبان سے نکل گیا کہ بیشک اے خدا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کلمۂ کفر ہے لیکن وہ شخص کافر نہیں ہوا اسلئے کہ غلطی سے ایسا کہا گیا ہے ارادہ اس کا یہ نہ تھا ۔ پس یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جب تک دل کا ارادہ اور قصد نہ ہو شرعی احکام کا ترتب نہیں ہوتا ۔ ظاہر ہے کہ اکراہ والے شخص کی نیت کفر و شرک کی نہیں اس کا دل اُس پر آمادہ نہیں صرف دفع الوقتی کے طور پر وہ جو کر رہا ہے کر رہا ہے پھر کون ہے جو اس پر حکم لگا دے ؟ اور اس کے قول و فعل کو سامنے رکھکر اس کے حقیقی مقصد سے غفلت برت کر موقعہ کی انتہائی نزاکت کو نظر انداز کر کے اس کے کفر و شرک پر فتویٰ جڑ دے ؟ اور شریعت کی آسانی کو سختی سے بدلکر لوگوں کو شرع سے بدظن کر دے ؟

بلاقصد کفریہ کلمات کہنا

اعلام الموقعین میں ہے کہ حضرت سوید بن حنظلہ اور حضرت وائل بن حجر اپنی قوم کے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر ہونے کے ارادے سے چلے ۔ راستے میں حضرت وائل کو ان کی قوم کے دشمنوں نے گرفتار کر لیا ۔ آخر حضرت سویدؓ نے قسم کھا کر جب کہا کہ یہ میرے بھائی ہیں تو انھوں نے چھوڑ دیا ۔ قافلے کے اور آدمیوں نے اس جھوٹی قسم سے انکار کر دیا تھا لیکن ان کی جان جاتی ہوئی دیکھ کر اور اس قسم سے ان کی جان بچتی ہوئی دیکھ کر اس اکراہ کے موقعہ پر حضرت سویدؓ نے اپنی قسم سے جو انھوں نے کھلائی ایک مسلمان کی جان بچا لی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اَنْتَ اَبَرُّهُمْ وَاَصْدَقُهُمْ یعنی ان سب سے زیادہ نیک سلوک اور سچا تو ہے ۔ اسی کو امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں لیا ہے کہ ایسی حالت میں دوسرے مسلمان

حدیث سوید

کی جان بچانے کیلئے ایسا کر لینا جائز درست اور شرعاً رخصت ہے بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ الخ

سنئے کفر و شرک کا تعلق دل سے ہے موحد کے دل میں جو درختِ توحید ہے اُس کا یہ حال ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ اس کی جڑیں تحت الثریٰ تک اور اس کی شاخیں آسمانوں تک پہنچی ہوئی ہیں۔ بھلا کونسی طاقت ہے جو اس درخت کو جنبش دے سکے؟ اپنی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے جو کچھ وہ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے صرف اپنی گلو خلاصی کیلئے نہ کہ اس درخت کو کوئی حرکت دیکر اس کا دل مطمئن بالایمان ہے اسلئے اس درختِ توحید کو کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ جب حضورؐ علیہ السلام کے پاس حضرت عمار رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آتے ہیں اور اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں تو آپ اُن سے دریافت فرماتے ہیں کہ اُس وقت تمہارے دل کی کیفیت کیا تھی؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ مطمئن بالایمان تھا۔ آپ فرماتے ہیں پھر کوئی حرج نہیں اِنْ عَادُوْا فَعُدْ اگر دوبارہ ایسا موقعہ پڑے تو پھر بھی تمہیں یہ کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت عمار کا واقعہ

یہ یاد رہے کہ حضرت عمارؓ کا کلمہ کلمۂ شرک تھا جیسے کہ علامہ نسفی نے تشریح کی ہے (فتح) اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ مَعَ تَحَقُّقِ الضَّرُوْرَةِ يُرَخَّصُ لَهٗ فِيْ اِجْرَآءِ كَلِمَةِ الشِّرْكِ یعنی اکراہ کے موقعہ پر کلمۂ شرک کے نکالنے کی رخصت ہے۔ یاد رہے کہ یہاں لفظ شرک کا ہے۔ اسی کتاب میں ہے کہ اللہ کے سوا اور کیلئے سجدۂ تعظیمی کرنا کفر ہے لیکن بوقتِ اکراہ اگر کسی نے صلیب کو سجدہ بھی کر لیا تو وہ کافر نہ ہوگا۔ قاضی کی تفسیر میں اس موقعہ پر حضورؐ کے الفاظ یہ ہیں۔ فَاِنْ عَادُوْا لَكَ فَعُدْ لَهُمْ بِمَا قُلْتَ یعنی اگر مشرکین پھر تیرے ساتھ ایسا ہی کریں تو تمہیں بھی یہی کہنے کی رخصت ہے ✦

حضرت عمار کا کلمہ شرک

حضرت امام شافعیؒ کتاب الام میں تحریر فرماتے ہیں۔ اِرْتَدَّ مُكْرَهًا اَوْلَهُ تَدَّ مُحَدُّدًا اَوِ ارْتَدَّ مَحْبُوْسًا لَمْ يُغْنَمْ مَالُهٗ وَوَرِثَهٗ وَرَثَتُهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی جو شخص زبردستی اکراہ کے ساتھ مرتد کیا گیا ہو اور اسی حالت میں وہ مرجائے اور اس کے گواہ دو گذر جائیں تو اس کا مال بطورِ غنیمت نہ لیا جائیگا بلکہ اس کے مسلمان وارث اس کے مال کو پائیں گے ظاہر ہے کہ حکمِ ارتداد اس پر بوجہ اکراہ کے جاری نہیں کیا گیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ ردت شرک و کفر دونوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے ثبوت میں کہ جو الفاظوں سے نہ نکلیں وہ خدا کے نزدیک قابلِ مواخذہ نہیں ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ جس کی تفسیر بقولِ سلف یہ ہے کہ

حضرت امام شافعی کا فتویٰ

سخت غصہ کے وقت انسان کی زبان سے اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے اپنے قبیلے کے لئے جو بددعا نکل جاتی ہے اللہ اُس پر توجہ نہیں فرماتا ورنہ انسان برباد ہو جائیں۔ یہاں سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ بلا قصدِ قلب جو چیز انسان سے صادر ہو اللہ کے ہاں اس پر حکم نہیں لگتا۔ پس حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ بالکل درست اور مطابق اصولِ شرع ہے کہ اِحْیَا الْأَلْفَاظُ اِنَّمَا یَتَرَتَّبُ عَلَیْهَا مُوْجِبَاتُهَا لِقَصْدِ اللَّافِظِ بِهَا وَلِهٰذَا لَمْ یُؤَاخِذْنَا اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِنَا یعنی الفاظ کے جو معنی ہوتے ہیں اُن ہی معنی کے قصد سے جب وہ الفاظ بولے جائیں تبھی اُن پر احکامِ شرع جاری ہونگے ورنہ نہیں۔ اسی لئے بلا قصد و نیت جو قسم کسی کی زبان سے نکل جائے اُس پر آیتِ قرآن لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ کی رو سے کوئی پکڑ اور مواخذہ نہیں۔ رخصتِ خداوندی کو قبول نہ کرنا بدترین جرأت ہے +

اگر اسے تسلیم نہ کیا جائے تو بہت سختی اور برائی لازم آئیگی۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ خدا کے سوا دوسرے کی قسم کھانے والا مشرک ہے اور خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ایسی قسم نکلی ہے۔ فرماتے ہیں اَفْلَحَ وَاَبِیْهِ اِنْ صَدَقَ (مشکوٰۃ) یعنی اس کے باپ کی قسم اگر اس نے سچ کہا ہے تو اسے نجات مل گئی۔ پس ہے کوئی زبان جو سرکارِ نبوت میں گستاخی کر جائے؟ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ سبقتِ لسان ہے بغیر قصدِ قلب کے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ نہ اس پر احکام کا ترتب ہے۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم نے اپنے دین میں بہت آسانی رکھی ہے۔ اور وہ بوجھ جو اگلوں پر تھا ہم پر سے ہٹا لیا ہے۔ فلہ الحمد +

بہت سے مواقع اکراہ میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جہاں مہلت ہی نہیں ملتی۔ اسی لئے شریعت میں توریہ کی بھی کوئی قید نہیں۔ اعلام میں ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یُوْجِبِ التَّوْرِیَةَ عَلٰی مَنْ اُکْرِهَ عَلٰی کَلِمَةِ الْکُفْرِ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اکراہ کے وقت کفریہ کلمہ میں توریہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ پھر لکھتے ہیں فَسَوَاءٌ وَرّٰی اَوْ لَمْ یُوَرِّ یعنی توریہ کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ نشے کی حالت میں بچپن کی حالت میں نیند کی حالت میں بھول کی حالت میں غلطی کی حالت میں اکراہ و اجبار کی حالت میں کسی قول فعل کا اعتبار شریعت نے نہیں کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحالتِ نشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتے ہیں هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِیْدٌ لِاَبِیْ تم میرے باپ کے غلام ہی تو ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے لیکن جس حالت میں یہ کہا گیا وہ حالت عقل و ہوش کی نہیں دل سے اسکا قصد نہیں اسلئے یہ کلمہ لغو قرار دیا گیا

قصدِ لغو کا حکم

وہ مواقع جن میں افعال و اقوال نامعتبر ہیں

اور اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوا۔ نہ حضرت حمزہؓ پر کفر کا فتویٰ لگا۔ اسی طرح چونکہ قصدِ قلب اکراہ کئے گئے شخص کا بھی نہیں اس لئے وہ بھی مواخذہ سے دور ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ شرطِ جنابِ باری نے لفظوں میں لگا دی کہ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ حدیث شریف میں بھی آچکا کہ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَۃٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یَعْقِلَ یعنی فرمانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے سویا ہوا شخص جب تک بیدار نہ ہو۔ بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو مجنون جب تک عقل کی حالت میں نہ آئے (ابوداؤد) نسائی ابن ماجہ) +

خلافتِ فاروقی کا واقعہ

خلافتِ فاروقی میں ایک دیوانی عورت عدالت میں پیش کی جاتی ہے جو زنا کے جرم میں پکڑی گئی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے رجم کرنے کی بابت صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ اے امیر المومنین کیا آپ کو یہ حدیث یاد نہیں رہی؟ پھر اوپر والی حدیث سناتے ہیں تو آپ تصدیق کرتے ہیں اور اس مجنونہ عورت کو آزاد کر دیتے ہیں (ابوداؤد)

اسی طرح صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ کفار کے چھوٹے چھوٹے بچے جو بوقتِ جہاد گرفتار کئے جاتے تھے انھیں قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ الغرض شریعت نے معافی کے بہت سے مواقع رکھے ہیں ان میں سب سے اہم اور سب سے زیادہ قابلِ رحم موقعہ وہ نازک اور پُر ہیبت موقعہ ہے جب کہ موت اپنی صورت دکھا رہی ہو۔ دشمنانِ دین کسی بے بس مسلمان کو اکراہ کر رہے ہوں تو شریعت نے ایسے موقعہ پر کوئی جابرانہ قانون مقرر نہیں کیا بلکہ اس شخص کے لئے کفر و شرک کرنے کفر و شرک کا کلمہ زبان سے نکالنے اور ایسے منتروں سے دم کر دینے کی رخصت عنایت فرمائی ہے جبکہ اس کا عقیدہ اٹل ہو اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو اور اس میں کسی شفا کا وہ قائل نہ ہو۔ ایسے موقعہ پر شرک و کفر کے حکم میں فرق کرنے والی کوئی دلیل نہیں +

قول فضل متقی

عنایہ میں ہے لَوْ قِیْلَ لَہٗ لَیَسْجُدَنَّ لِھٰذَا الصَّلِیْبِ۔ فَاِنْ اَعْجَلُوْہُ عَنِ التَّرْوِیَۃِ وَلَمْ یَحْضُرْ بِبَالِہٖ شَیْءٌ فَفَعَلَ مَا اُکْرِہَ عَلَیْہِ اَوْ قَالَ لَمْ یَکُنْ کَافِرًا یعنی کسی پر اکراہ و زبردستی کی گئی کہ اس بت کو سجدہ کر اور اُسے توریہ کا موقعہ نہ ملا نہ اس کے دل میں خیال آیا اور اس نے بت کو سجدہ کر دیا تو وہ کافر نہ ہوگا۔ کیا قرآن کریم کی سکھائی ہوئی دعا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ہمیں یاد نہیں جس دعا کے ایک ایک جملے کو خدائے تبارک و تعالیٰ نے قبولیت عطا فرمائی۔ اور ہر ہر جملے کے جواب میں فرمایا قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے یہ کر دیا۔

میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمائی۔ پس مسلمان کی خطا سے اس کی بھول سے اور اس پر کوئی ایسا بار ڈالنے سے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو خدائے تبارک وتعالیٰ نے درگذر فرمالیا۔ اسی لئے گویا اسی قرآنی آیت کی تفسیر میں حضور[91] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ میری امت کی خطا سے بھول سے اور جو کام ان سے اکراہ کے ساتھ کرایا جائے اس سے رب العالمین نے تجاوز فرمالیا۔ فالحمد للہ۔ یہی تین چیزیں اس آیت میں ہیں اور یہی تین چیزیں اس حدیث میں ہیں۔ ملفظ حدیث عام ہیں کہ ہر اُس چیز سے تجاوز ہے جو بوقتِ اکراہ سرزد ہوئی ہو۔ اسی عموم پر تمام سلف صالحین ہیں جن کی نظریں وسیع ہیں اور فتوے کے وقت وہ قرآن وحدیث کے تمام اُن مقامات پر نظریں رکھتے ہیں جو اُس فتوے کیلئے ضروری ہیں۔ آپ دیکھئے تو سہی کہ امام المحدثین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اس کی عمومیت کو اپنی صحیح بخاری میں کس قدر بیان فرمائی ہے؟

عموم حدیث

دنیا[92] جانتی ہے اور مانتی ہے کہ صحیح قول وفعل وہ ہوتا ہے جسے انسان ارادتاً از خود اپنی خوشی سے کرے جو کام جبراً قہراً کسی کے دباؤ سے جان جانے کے خطرے سے تلوار کے زور سے کرایا جائے وہ نامعتبر بے اصل اور کالعدم ہوتا ہے۔ عقل کا اقتضا بھی یہی ہے۔ قانون کا منشا بھی یہی ہے۔ شریعت اسلامی جو بالکل تمدنِ انسانی کے مطابق ہے اس کا اصول بھی یہی ہے کہ جو قول وفعل جبریہ ہو جس میں اکراہ وزبردستی ہو جسے بحالتِ مجبوری بطور حفاظتِ جان دفع الوقتی کیلئے بادلِ ناخواستہ کیا ہو۔ ظالم کی ڈانٹ میں آکر اس سے گلو خلاصی کرنے کیلئے ضمیر کے خلاف جو کردے یا کہدے وہ لائقِ اعتبار نہیں جب تک دل سے کوئی بات نہ ہو وہ بات ہی کہلانے کے لائق نہیں۔ فرمانِ[94] قرآن ہے وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ تمہاری خطا پر تم پر کوئی گناہ نہیں ہاں گناہ اس پر ہے جو تمہارے دلوں کے قصد ومیلان سے ہو۔ ظاہر ہے کہ جس پر جبر واکراہ کیا جاتا ہے وہ بے بس ہوتا ہے بے اختیار ہوتا ہے اُس کے دل کا قصد نہیں ہوتا بلکہ اس کا دل اس کے خلاف ہوتا ہے پھر اس پر پکڑ کیسی؟ ہاں اگر دل سے کرے عقیدہ رکھ کرے تو بلاشک جو کرے گا وہ بھگتیگا۔ اگر شرک وکفر میں دلچسپی لیگا۔ اگر ایسے الفاظ کے دم میں نفع اور شفا دل سے مانگا تو اس کے کفر میں کلام نہیں۔ ہاں بے دلی سے اکراہ کے وقت خدا کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں۔ نہ قول پر نہ فعل پر۔

صحیح قول وفعل

قصدِ[95] قلب کے متعلق نہ ہونے کے وقت مواخذۂ خداوندی نہیں یہ اصول بالکل اسلامی اصول ہے اس کی بہت سی دلیلیں گزریں۔ اور سنئے احرمتِ شراب کے نازل ہونے سے پہلے کا

حالت نشہ

ایک واقعہ تو آپ حضرت حمزہؓ کا سن چکے ہیں ایک اور صحابی کا واقعہ ہے کہ وہ بھی ایسا ہی ایک کام کر بیٹھے لیکن ان پر بھی کفر کا فتویٰ نہ لگا۔ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے شراب پیے ہوئے ہیں اور سورہ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کی تلاوت شروع کرتے ہیں تو پڑھتے ہیں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ الغرض سارا مضمون الٹ دیتے ہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ اے کافرو جن کی عبادت تم کرتے ہو انہی کی میں بھی کرتا ہوں۔ ہم تو انہی کی پوجا پاٹ کرتے ہیں جن کی تم کرتے ہو فرمائیے یہ کفر کی چیز ہے یا نہیں؟ لیکن چونکہ عقیدہ اس کے ساتھ نہیں دل زبان کے ساتھ نہیں اس کے معنی مقصود و مطلوب نہیں اس لیے نہ وہ کافر ہوئے نہ اُن پر کفر کا فتویٰ چسپاں کیا گیا جیسے یہاں حضورِ قلب نہیں اسلئے نا قابلِ مواخذہ بلکہ قابلِ درگذر ہے۔ اسی طرح زبردستی اور اکراہ کے موقعہ پر بھی چونکہ قصدِ قلب نہیں اسلئے درگذر ہے۔ بلکہ یہاں تو قصدِ قلب اُس کے بالکل خلاف ہے جو ہو رہا ہے۔

۹۶
اللہ تعالیٰ ہمارے امام حضرت ابن القیمؒ کی قبر کو نور سے بھرے آپ اعلام میں لکھتے ہیں اور علما کو نصیحت کرتے ہیں فرماتے ہیں فَاِيَّاكَ اَنْ تُهْمِلَ قَصْدَ الْمُتَكَلِّمِ وَنِيَّتَهٗ وَعُرْفَهٗ فَتَجْنِيَ عَلَيْهِ وَعَلَى الشَّرْعِ وَتَنْسِبَ اِلَيْهِمَا مَا هُمَا بَرِيْئَانِ مِنْهُ یعنی خبردار کلام کرنے والے کے مقصود اور نیت اور عرف کو مہمل نہ کر دینا۔ کہیں ایسا نہ کر بیٹھنا کہ بے گناہ کو گناہگار بنا دے اور شریعت میں جو نہیں اسے شریعت میں خواہ مخواہ ٹھونس دے پس بوقتِ اکراہ بھی جو کچھ کیا جائیگا وہ بلا قصد بلا نیت اور بے ارادہ ہوگا ایسے وقت اس شخص کو کافر و مشرک کہنا دراصل نہ صرف اسی مسکین پر زیادتی ہے بلکہ شریعتِ بیضا پر بھی بہتان ہے بالخصوص ایسے وقت جبکہ وہ کہہ رہا ہے جو وہ کہہ رہا ہے اس کے برخلاف اس کا ایمان و عقیدہ ہے اے کاشکے معلوم ہو جاتا کہ دنیا میں اس سے بھی بڑی کوئی غفلت ہو سکتی ہے کہ ایک بے بس بے کس کے اس قول و فعل پر مواخذہ کیا جائے جو اس نے نہیں کیا بلکہ ظالموں نے اس سے اکراہاً کرایا ہے اسے آلۂ کار بنایا ہے مانا کہ تیر کمان سے نکلتا ہے لیکن چلانے والا ہی پکڑا جاتا ہے۔ گولی گو بندوق سے نکلے لیکن مجرم لبلبی دبانے والا ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ اصول صحیح ہے تو اس مسکین کو آلۂ کار بنانے والا ظالم ہے نہ کہ یہ بے بس بے کس جس کی جان پر بنی ہوئی ہے جو سہما ہوا ہے جس کی رگ رگ کانپ رہی ہے جس کے سر پر موت ناچ رہی ہے جسے تلوار کی چمک نے بے حواس کر رکھا ہے جس کی ناک میں نکیل ڈال دی گئی ہے جسے کبھی بُت کے آگے جھکایا

جارہا ہے کبھی گوبر کے کیڑے کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ کہہ یہ میرا خدا ہے اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ اللہ ایسے وقت بد سے ہر مسلمان کو بچائے۔ اور خدا سمجھ دے کہ موقعہ کی نزاکت قرآن وحدیث کی کل دلیلیں احکامِ شرع کی مصلحتیں سامنے رکھکر ہم فتوے دیں۔ آمین!۔

97 یہ بھی خیال میں رہے کہ بعض مرتبہ اکراہ کرنیوالے کفار کا مقصود اصلی صرف اہلِ ایمان سے سلبِ ایمان ہی ہوتا ہے۔ جیسے گوبر کے کیڑے کو خدا کہلوانے والوں کا مقصد تھا۔ اور جیسے بشرطِ صحتِ روایت مکھی کا چڑھاوا چڑھوانے والوں کا مقصد تھا۔ مشرکین مکہ خود بھی گوبر کے کیڑے کو خدا نہیں مانتے تھے۔ بت پرست اپنے بت پر مکھی کے چڑھاوے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ لیکن مقصود ان کا مسلمان سے سلبِ ایمان کرنا تھا۔ اسی طرح صورتِ مذکورہ میں ہوسکتا ہے کہ شرکیہ الفاظ سے دم کرانیوالوں کا مقصود شفا حاصل کرنا نہ ہو بلکہ مقصود صرف سلبِ ایمان کا ایک طریقہ ہو۔ اور بس! بس یہ سمجھنا کہ جھاڑ پھونک کرانے والے تو خوشامد اور لجاجت کرینگے نہ کہ اکراہ اور زبردستی یہ نری خوش فہمی ہے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ التجا ولجاجت سے مقصود پورا ہوتا نہ دیکھ کر اب جبر وظلم واستبداد اور اکراہ پر اتر آئے ہوں۔ اور ہم کہتے ہیں اگر واقعی یہی ہو تو پھر وہ تو اس صورت میں داخل نہیں بحث اس میں ہے کہ خدانخواستہ کوئی ایسا ہی موقعہ ہو کہ شرکیہ الفاظ کے دم پر ہی اکراہ ہو۔ 98 یہ کہنا کہ فرضی صورت بنا کر فتویٰ دینا ممنوع ہے اس کی بابت صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ صحیح بخاری شریف میں اور جن کتابوں سے ہم نے عبارتیں پیش کی ہیں سب میں فرضی صورتیں اور ان کے متعلق فتاوے درج ہیں۔ جو ہم سے کہا جائے وہی ان بزرگوں سے دوسرے یہ کہ نہ ہم نے یہ مسئلہ نکالا نہ اس کا فتویٰ دیا بلکہ جب ایک شخص غالباً بارہ برس کے فتوے سے مناظرے کی گرفت سے بچنے کے لئے رجوع کرتا ہے اور اپنی خفت مٹانے کیلئے بالکل ہی ایک نئی صورت پیش کرتا ہے جو در اصل شرعی رخصت میں داخل ہے تو کیا صرف ضد میں آکر ایمان فروشی کوئی مستحسن فعل ہے۔

99 میں نے اس سے پہلے یہ بات بھی بیان کردی کہ بوقتِ اکراہ اسلام کا قبول کرنا بھی شرعاً بے سود ہے۔ کیونکہ اُس وقت دل زبان کے ساتھ نہیں ہوتا ٹھیک اسی طرح کی اور اسی امر کی شہادت اس آیت میں بھی ہے۔ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝ یعنی منافق لوگ تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ تہِ دل سے ہماری گواہی ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول

بعض اعتراضات کا دفعیہ

اکراہ سے ایمان لانا بھی بے سود ہے

ہیں گو بات واقعہ میں بھی یہی ہے کہ تو رسول اللہ ہے لیکن سُن لو ہماری اپنی شہادت ہے کہ یہ منافق بگو ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں ان کی یہ شہادتِ رسالت غلط ہے خلافِ ضمیر ہے۔ ہمارے ہاں محض نامعتبر ہے آپ نے خیال فرمایا؟ کہ وہ شہادت دیتے ہیں وہ کلمہ پڑھتے ہیں وہ پوری تاکید کے ساتھ اپنے اسلام کو ظاہر کرتے ہیں لیکن چونکہ دل زبان کا ساتھی نہیں اس لئے یہ مؤکد شہادتِ رسالت ردی کر دی جاتی ہے ذرا بھی سودمند نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ کفر و شرک جو دل سے نہ ہو محض لغو ہے۔ کوئی پکڑ دربارِ خداوندی میں نہیں اسی لئے تمام مفسر سارے محدث کل سلف اس بات پر متفق ہیں کہ اکراہ کے وقت کے کسی شرک و کفر کا کوئی اعتبار نہیں جس طرح ان منافقین کا بے دلی کا یہ قول کہ آپ رسول اللہ ہیں نامعتبر بلکہ ایسا ہے جیسے یہ کہیں کہ آپ رسول اللہ نہیں۔ اسی طرح اکراہ والے مومن کا مطمئن بالایمان والے کا یہ قول کہ عیسیٰ بھی خدا ہیں لات و عزیٰ بھی خدا ہیں ایسا ہی نامعتبر ہے بلکہ ایسا ہے جیسے کہ کہے عیسیٰ خدا نہیں لات و عزیٰ خدا نہیں۔ جیسے ان لوگوں کو جن کے دل میں حضورؐ کی رسالت کی تصدیق نہ تھی اقرارِ رسالت نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسی طرح اُسے جس کے دل میں لات و عزیٰ کی خدائی کا یقین نہیں اقرار کفر و شرک کوئی نقصان نہ پہنچائیگا۔ چنانچہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ حضرت عمارؓ نے بوقت اکراہ حضورؐ کو گالیاں دیں بتوں کی تعریفیں کیں۔ لیکن شرعی مواخذہ ان پر نہ ہوا بلکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُن کے آنسو پونچھ کر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اگر پھر ایسا موقعہ آن پڑے تو پھر بھی ایسا کر لینا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ۔ قرآن کریم کا فرمان ہے اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً یعنی بطور بچاؤ کے کافروں کے ہاتھ سے نجات پالینے کیلئے کوئی حرج نہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے اَلتَّقِیَّۃُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی یہ حکم قیامت تک باقی ہے ❖

قرآن کریم کی اصطلاحِ شرعی سے واقفکار بخوبی جانتے ہیں کہ شرک و کفر خدا کے نزدیک ایک چیز ہیں۔ باعتبار نتیجہ ایک چیز ہیں۔ کافر بھی ابدی جہنمی بخشش و جنت سے محروم۔ مشرک بھی جہنمی بخشش و جنت سے یکسر محروم۔ لغتاً بھی شرک کفر ہے قاموس میں ہے اَشْرَکَ بِاللّٰہِ کَفَرَ۔ صراح میں ہے اَلشِّرْکُ وَھُوَ الْکُفْرُ اَیْضًا یعنی شرک کو کفر بھی کہتے ہیں۔ لغتِ حدیث کی معتبر کتاب نہایہ میں ہے وَالشِّرْکُ الْکُفْرُ یعنی شرک کے معنی ہیں کفر کے۔ مجمع البحار میں ہے اَلشِّرْکُ الْکُفْرُ۔ اصطلاحِ شرع میں شرک کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے فرمان ہے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ

کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین الخ فرمان ہے لقد کفر الذین قالوا ان
اللہ ھو المسیح ابن مریم فرمان ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ شیخ
الاسلام امام شوکانی کے فتاوی میں زیر آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الخ کے ہے انھم
اھل الکتاب یؤمنون بکتابھم ویقلدون علماءھم فی الکفر بغیرہ ویقولون
المسیح ابن اللہ وعزیر ابن اللہ فھم یؤمنون بما انزل اللہ علی انبیاءھم حال
کونھم مشرکین۔ پس اس عبارت میں بھی یہود و نصاری کے شرک کا بیان ہے اور اسی کو تفسیر میں کفر کہا گیا ہی پھر آگے
چلکر لکھا ہے۔ وکذا یقال فی اھل الکتاب انہ اجتمع فیھم الایمان بما انزل
اللہ علی انبیاءھم والاشراک بجعل بعض المخلوقین ابناء اللہ عز وجل۔ یعنی
اہل کتاب کا مخلوق میں سے خدا کا بیٹا قرار دینا یہ ان کا شرک تھا۔ اسی شرک کو قرآن نے کفر
کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ پس شرک و کفر اصطلاحِ شرعی میں ایک چیز ہے۔ فرمان ہے قل
یا ایھا الکافرون ۝ لا اعبد ما تعبدون ۝ اسی مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں
اور ایک بالکل واضح اور صاف آیت بھی سن لیجیے ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکۃ و
النبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون۔ یعنی انبیا یہ نہیں فرما سکتے
کہ لوگو تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو کیا وہ تمہیں تمہارے اسلام کے بعد کفر کا حکم دینگے؟
پس انبیا اور فرشتوں کو خدا سمجھنا خدا کے ساتھ نبیوں کی پرستش کرنا جو اس سے اگلی آیت
میں ہے یہ شرک ہے اسی شرک کو قرآن نے کفر فرمایا۔ اوپر کی آیتوں میں بھی شرک کو کفر کہا گیا
اور بوقتِ اکراہ کفر کی رخصت قرآن کے لفظوں میں آچکی۔ پس اس رخصت میں شرک بھی آگیا۔
قرآن کا فرمان ہے ومن یدع مع اللہ الھا اٰخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ
انہ لا یفلح الکافرون ۝ اس آیت میں بھی خدا کے ساتھ اوروں سے دعا کرنے کے شرک کو کفر
کہا گیا ہے۔ ہمارے امام مسلمانوں کے پیشوا حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو خدا جزائے خیر دے
آپ نے کس عمدگی سے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں المعاصی من
امر الجاھلیۃ ولا یکفر صاحبھا بارتکابھا الا بالشرک۔ یعنی نافرمانیاں سب جاہلیت کے
کام ہیں ان کے ارتکاب سے انسان کافر نہیں ہوتا ہاں شرک کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہی
قرآن فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ یعنی
اللہ تبارک و تعالی اپنے ساتھ شریک مقرر کیے جانے کو تو بخشتا نہیں ہاں اس کے سوا کے تمام

کاموں کو جس کے لئے چاہے بخشدے۔ اگر کفر و شرک میں تباین قائم کیا جائے انھیں دو غیر
غیر چیزیں سمجھی جائیں تو ثابت ہو جائیگا کہ کفر بھی معافی کے قابل ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے
جس طرح شرک کے بعد بخشش کے دروازے بند۔ اسی طرح کفر کے بعد بھی۔ پس معلوم ہوا
کہ شریعت کے نزدیک کفر و شرک کا ایک ہی حکم ہے۔ امام[17] ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں
اس آیت کی نسبت لکھتے ہیں والمراد بالشرک فی ہذہ الآیۃ الکفر یعنی اس آیت میں مراد
شرک سے کفر ہے۔ حضرت[18] نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد نسفی میں اسی آیت کے ماتحت
تحریر فرماتے ہیں مراد بہ شرک کفر است، یعنی شرک سے مراد کفر ہے۔ تفسیر[19] جلالین میں ہے ولا تنکحوا
المشرکات ای الکافرات اور ہے[20] ولا تنکحوا المشرکین ای الکفار یعنی مراد مشرک مردوں
عورتوں سے کافر مرد و عورت ہیں۔ تفسیر جامع[21] البیان میں ہے والمشرکات ھھنا عامۃ فی
کل من کفرت یعنی مراد مشرک عورتوں سے اس جگہ عام کافر عورتیں ہیں۔ قرآن[22] شریف کی
اس آیت کو بھی پڑھ جایئے فرماتا ہے ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربھم
یشرکون ۝ لیکفروا بما اتیناھم فتمتعوا فسوف یعلمون۔ یعنی سمندر کی سختی جب ہم
ان مشرکین سے جو اس وقت سب کو چھوڑ کر ہم سے ہی دعا کر رہے تھے ہٹا لیتے ہیں تو اسی
وقت ان میں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے
اس سے کفر کریں اچھا برت لو عنقریب جان جاؤ گے یہاں بھی مشرکوں کے شرک کو کفر کہا
گیا ہے۔ پس دراصل جو حکم کفر کا ہے وہی شرک کا بھی ہے۔ شریعت میں یہ دونوں چیزیں ایک
ہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جس میں کوئی اردو داں بھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ تقویۃ[23] الایمان میں ہے۔ "مگر
یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اون کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و
شرک تھا"۔ خیال فرمائیے کہ شرک کے کام مشرکوں کے افعال بیان کر کے اسی کو کفر فرمایا ہے۔
اسی[24] تقویۃ الایمان میں ستاروں کا تصرف ماننے والوں کیلئے حدیث کا جملہ نقل کیا ہے کہ ایسے لوگ
کافر ہیں۔ پھر[25] فائدے میں لکھتے ہیں کہ "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعت کا ماننا اور
اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا اور نجومی کی باتوں پر یقین کرنا شرک کی باتیں ہیں"۔ ظاہر ہے
کہ اصطلاح شرع میں متقدمین سلف صالحین کے نزدیک یہ دونوں لفظ ہم معنی ایک کے بدلے
ایک بولے جاتے رہے۔ کفر کو شرک شرک کو کفر بلا نکیر کہا جاتا رہا۔ لفظی لغوی فرق کا لحاظ نہیں
رکھا گیا۔ ٹھیک جیسے اسلام و ایمان کا لفظ۔ پس اجازت کفر بوقت اکراہ بشرط اطمینان قلب

بالایمان صرف کفر تک ہی محدود نہیں اور نہ سلف صالحین میں سے ایک نے بھی اسے محدود مانا ہے بلکہ عام کہا ہے اور عمومیّت کو واضح طریق پر بیان فرمایا ہے اسلئے کہ ہر شرک کفر ہے ؛

شرک کے کفر ہونے میں دو اقوال

[۱۲۶] حدیث شریف میں بھی دونوں لفظوں کو جمع کر کے حکم لگایا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ یعنی انسان میں اور کفر و شرک میں فاصلہ نماز کا ہے (صحیح مسلم شریف وغیرہ) مختار الصحاح[۱۲۷] میں شرک کے معنیٰ کفر کے کئے ہیں ص۳۹۳ میں ہے وَالشِّرْکُ اَیْضًا اَلْکُفْرُ[۱۲۸] یعنی شرک کے معنیٰ کفر کے بھی ہیں۔ خیالی حاشیہ شرح عقائد میں ہے لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اَیْ یُکْفَرَ بِہٖ یعنی اس آیت میں شرک سے مراد کفر ہے۔ امام نووی[۱۲۹] رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں اِنَّ الشِّرْکَ وَالْکُفْرَ قَدْ یُطْلَقَانِ بِمَعْنًی وَاحِدٍ وَھُوَ الْکُفْرُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ یعنی شرک و کفر کا اطلاق ایک ہی معنیٰ میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی شرک بمعنیٰ کفر مستعمل ہوتا ہے وَقَدْ یُفَرَّقُ[۱۳۰] بَیْنَھُمَا فَیُخَصُّ الشِّرْکُ بِعَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ مَعَ اِعْتِرَافِھِمْ بِاللّٰہِ تَعَالٰی کَکُفَّارِ قُرَیْشٍ فَیَکُوْنُ الْکُفْرُ اَعَمَّ مِنَ الشِّرْکِ یعنی کبھی شرک و کفر میں فرق کیا جاتا ہے۔ پس شرک خاص ہوتا ہے بُت پرستوں وغیرہ کیلئے جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے مخلوق کی عبادت کرتے ہیں جیسے کفار قریش۔ پس اس لحاظ سے کفر شرک سے عام رہیگا۔ پس عام خاص کی نسبت کے بعد بھی ہر شرک کفر رہیگا اور کفر کی رخصت شرک کے ہر فرد کی رخصت کو شامل رہیگی۔ الغرض متقدمین صالحین کے یہ دو مسلک ہیں ایک تو کفر و شرک کا ہم معنیٰ ہونا اور ایک ہی چیز ہونا دوسرے یہ کہ ہر شرک کفر میں داخل ہے۔ آیہ کریمہ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ میں کفر کی رخصت ہے اور ہر شرک کفر ہے۔ لہذا شرک کا بھی یہی حکم ہوا۔ کیونکہ وجودِ[۱۳۱] خاص بدون وجودِ عام محال ہے ؛

مکھی والی روایت کی تحقیق

[۱۳۲] اس کے خلاف ایک روایت مکھی والی بحوالہ مسند احمد[۱۳۳] پیش کی جاتی ہے۔ ہمنے تو مسند کو خوب دیکھا لیکن یہ روایت اس میں ہمیں تو ملی نہیں ہمارے خیال سے تو یہ حوالہ دینے والوں کی غلطی ہے۔ وہ مکھی پر مکھی مارتے ہیں پھر حدیث[۱۳۴] میں یہ نہیں کہ مکھی مار پر کوئی جبر و اکراہ ہوا ہو۔ اُس روایت کا خلاصہ صرف اتنا ہی ہے کہ دو شخص ایک جگہ سے گذرتے ہیں جہاں مشرکوں کا قبضہ ہے جو بھی وہاں سے گذرے اس پر لازم ہے کہ کچھ نہ کچھ چڑھاوا اُن کے بُت پر چڑھانا جائے۔ چنانچہ اُن سے بھی کہا گیا تو اُن میں سے ایک نے جواب دیا کہ میرے پاس تو چڑھاوے کے لئے کچھ بھی نہیں انہوں نے کہا تو مکھی ہی چڑھادے چنانچہ اُس نے مکھی چڑھادی

اور اپنی راہ پکڑی یہ تو جہنم میں گیا دوسرے سے جب انھوں نے چڑھاوا چڑھانے کو کہا تو اُس نے جواب دیا کہ میں بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے نام پر کوئی چڑھاوا نہیں چڑھاؤں گا لوگوں نے اُس کی گردن ماردی وہ جنتی ہوگیا۔ پس ظاہر[۱۳۵] ہے کہ پہلا شخص اُس چڑھاوا چڑھانے پر دل سے راضی ہوگیا تھا اور اکراہ کے وقت کی رخصت کیلئے بدل ناراض رہنا بلکہ دل سے مطمئن بالایمان ہونا شرط ہے۔ چنانچہ[۱۳۶] اس حدیث کی شرح میں تحریر ہے کہ وَفِیْہِ اَنَّ عَمَلَ الْقَلْبِ ھُوَالْمَقْصُوْدُ الْاَعْظَمُ حَتّٰی عِنْدَ عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ۔ یعنی دلی مقصد ہی بہت بڑا مقصد ہے یہانتک کہ مشرک بھی اس بات پر متفق ہیں۔ پس دلی مقصد کا حصول مقصود تھا نہ کہ چڑھاوے کی چیز۔ اس[۱۳۷] شخص نے مکھی کے چڑھاوے کو اتنی ہلکی چیز سمجھا کہ بلا تامل اس کام کو کر گزرا۔ تَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ۔ اس شخص کے نزدیک یہ فعل معمولی تھا حالانکہ خدا کے نزدیک یہ شرک تھا۔ چنانچہ اسی[۱۳۸] حدیث کی شرح میں ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ قَدْ یَقَعُ فِیْہِ وَھُوَ لَا یَدْرِیْ اَنَّہٗ مِنَ الشِّرْکِ الَّذِیْ یُوْجِبُ النَّارَ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسا اوقات انسان شرک کو ہلکا کام سمجھکر کر گذرتا ہے اور اس سے وہ جہنمی بن جاتا ہے اور خود اُسے معلوم ہی نہیں ہوتا۔

حدیث[۱۳۹] شریف میں بھی ہے کہ شرک کی چال چیونٹی کی چال سے بھی مخفی ہے۔ آنحضرت[۱۴۰] کی دعا میں یہ جملہ بھی ہے کہ اُس شرک سے بھی میری توبہ ہے جسکا مجھے علم ہی نہ ہو۔ اس[۱۴۱] جہنمی شخص کا جواب اور اُس جنتی شخص کا جواب جو خاص فرق اپنے اندر لئے ہوئے ہے اُسے جو شخص دیکھے اس پر پھر کوئی التباس نہیں رہ سکتا۔ جہنمی کا جواب ہے لَیْسَ عِنْدِیْ شَیْءٌ اُقَرِّبُ میرے پاس چڑھاوے کے لئے کچھ نہیں۔ برخلاف اس کے جنتی کا جواب ہے مَا کُنْتُ لِاُقَرِّبَ لِاَحَدٍ دُوْنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ناممکن ہے کہ میں اللہ کے سوا دوسرے کے لئے کوئی چڑھاوا چڑھاؤں پس معلوم ہوتا ہے کہ شخص اول یا تو مسلمان ہی نہ تھا اور اگر تھا تو سرے سے اور شروع سے ہی اس کی توحید میں سوراخ تھا ورنہ یہ بھی وہی جواب دیتا جو اُس موحد نے دیا کہ ہم اللہ کے سوا دوسرے کے نام پر کوئی چیز چڑھاتے نہیں ہیں۔

علاوہ[۱۴۲] ازیں یہ حدیث مرسل ہے گو مرسل صحابی ہے اسلئے کہ اس کے راوی طارق بن شہاب نے گو حضورؐ کو دیکھا تو ضرور مگر حقیقی بات یہ ہے کہ انھوں نے آپ سے سُنا کچھ بھی نہیں حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ سنئے! فرماتے ہیں رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَلَمْ یَسْمَعْ مِنْہُ ۔ انھوں نے حضورؐ کو دیکھا تو ہے لیکن آپ سے سُنا نہیں۔ علاوہ[۱۴۲] ازیں اس کے راویوں میں ایک راوی اعمش ہیں اور یہ مدلِس ہیں تقریب میں ہے یُدَلِّسُ اور اس روایت کو وہ لفظِ عَنْ کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور مُدلّس جب عَنْ کے لفظ سے روایت کرے تو محدثین کے نزدیک ناقابلِ عمل ہوتی ہے۔ پس یہ حدیث ہرگز ہرگز احتجاج کے قابل نہیں حضرت اعمش کی تدلیس ان کا اپنے اُستاد سلیمان سے لفظِ عَنْ کے ساتھ روایت کرنا اور مدلس کی ایسی روایت کا نامقبول ہونا یہ سب چیزیں محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔ پس سند کی رو سے بھی یہ روایت ناقابلِ استدلال ہے۔ پھر[۱۴۳] روایت کے ان الفاظ کے مطابق تو ظاہر ہے کہ نہ اُس پر کوئی ظلم و زیادتی ہوئی نہ کوئی مار پیٹ ہوئی نہ اسے کسی نے پکڑا یہ راہگذر ہے پروانۂ راہداری چاہتا ہے اُن کا دستور اور قانون ہے کہ جو اُس بت پر چڑھاوا چڑھائے وہ گذر جائے یہ سنتے ہی چڑھا کر اپنی راہ لگتا ہے اسے اختیار تھا کہ یہاں سے گزرنے کی کوشش نہ کرتا اپنا سفر ملتوی کر دیتا۔ واپس لوٹ جاتا نہ پروانہ حاصل کرنے کی دھن میں رہتا نہ چڑھاوے کی جھنجھٹ میں پھنستا۔ بہ ظاہر[۱۴۵] معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔ کہ یہ واقعہ اگلوں کا بیان ہو رہا ہے تو ہمارے لئے اس حالت میں حجت نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے برخلاف ہمارے ہاں حکم موجود ہے۔

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل وغیرہ اگلے لوگوں پر جو سختیاں تھیں اس امت پر سے ہٹا لی گئی ہیں۔ پس یہ حکم بھی اُسی قبیل سے سمجھا جائے۔ اگلی امت صرف اپنی مسجد میں ہی نماز پڑھ سکتی تھی لیکن اس امت کے لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی اگلی امتوں پر مالِ غنیمت حرام تھا۔ لیکن اس امت پر حلال ہو گیا۔ ناپاکی لگ جائے تو اگلی امتوں کے ذمے کپڑے کا کتر ڈالنا تھا ہمارے ذمے صرف دھونا رہ گیا وغیرہ اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

ہمارے اس فتوے کے خلاف دوسری روایت یہ پیش کی جاتی ہے حدیث لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا الخ یہ[۱۴۶] منقطع ہے ثابت نہیں بالکل ضعیف ہے ملاحظہ ہو مرقاۃ۔ اس کے راوی عبدالرحمٰن بن جُبیر بن نُفیر کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سننا ثابت نہیں۔ پھر[۱۴۷] ہو سکتا ہے کہ یہ بطور زجر و توبیخ اور تغلیظ کے ہو جیسے شرابی کے بارے میں حکم ہے کہ اُسے چوتھی بار کے پینے پر قتل کر دو۔ اور[۱۴۸] یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بطور فضیلت و افضلیت کے ہو چنانچہ مرقاۃ میں ہے فَإِنَّهُ أَفْضَلُ عِنْدَ الْإِكْرَاهِ یعنی جو وقت اکراہ کیا جائے اُس وقت جل مرنے اور کٹ مرنے کو ترجیح دینے کا حکم بطور افضلیت کے ہے۔ بطور فرضیت نہیں۔ بفرضیت[۱۴۹] صحتِ حدیث یہی مطلب

دوسری حدیث کے جوابات

درست ہے۔ آگے چلکر اسی[149] مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے قَالَ ابْنُ حَجَرٍ شَرْطٌ لِلْمُبَالَغَۃِ بِاِعْتِبَارِ الْاَکْمَلِ یعنی امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ بطور کمال مبالغہ کے ہے۔ یعنی جل مرنا افضل ہے کمال اسی میں ہے توحید کا مبالغہ اسی میں ہے لیکن ایسے اکراہ کے موقعہ پر رخصت وجواز ضرور ہے چنانچہ اسی[150] مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے وَاَمَّا بِاِعْتِبَارِ اَصْلِ الْجَوَازِ فَیَجُوْزُ لَہٗ اَنْ یَّتَلَفَّظَ وَاَنْ یَّفْعَلَ مَا یَقْتَضِی الْکُفْرَ کَسَبِّ الْاِسْلَامِ وَسُجُوْدِ الصَّنَمِ۔ یعنی افضل وبہتر تو وہ ہے جو اوپر گذرا یعنی مرجائے قتل ہوجائے لیکن شرک نہ کرے ہاں بوقتِ اکراہ اصل جواز میں کسی کو کلام نہیں۔ جائز ہے کہ وہ الفاظ زبان سے کہے یا وہ کام کرے جو کفر کا ہے۔ جیسے اسلام کو گالیاں دینا اور بتوں کو سجدہ کرنا۔ یہاں[151] یہ بھی خیال میں رہے کہ بتوں کو سجدہ کرنا جو شرک ہے اُسے بھی کفر میں داخل کیا ہے۔ امام ابن رجب[152] شرح خمسین میں اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں فَالْمُرَادُ الشِّرْکُ بِالْقُلُوْبِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ وَاِنْ جَاھَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ الخ یعنی یہاں جو ہے کہ جلنے کٹنے کو بھی شرک نہ کرنے پر اختیار کرنا اس سے مراد دل سے شرک کرنا ہے۔ اور یہی مراد[153] آیت وَاِنْ جَاھَدَاکَ سے بھی ہے اور بوقتِ اکراہ دل سے انسان وہ فعل نہیں کرتا اسلئے گرفت سے محفوظ ہے۔ اگر دل سے کرے تو بیشک کفر وشرک عائد ہوگا۔ اس حدیث[154] میں جیسے کہ شرک پر جل جانے اور مرجانے کو ترجیح آئی ہے۔ اسی طرح اور حدیث میں کفر پر بھی جل جانے اور مرجانے کو ترجیح آئی ہے چنانچہ فرمانِ رسالت مآب ہے حَتّٰی اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْکُفْرِ۔ یعنی آگ میں جلا دیا جانا اُسے بہ نسبت کفر کرنے کے زیادہ پسند ہو۔ ظاہر ہے کہ بوقتِ اکراہ کفر کی اجازت ہے پس یہ حدیث بطور افضلیت کے مانی جائیگی جیسے کہ سلف صالحین کا مذہب ہے۔ اسی طرح مندرجہ بالا حدیثِ شرک بھی۔ فافہم۔ اسی[155] لئے فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں ہے وَاسْتُدِلَّ بِہٖ عَلٰی فَضْلِ مَنْ اُکْرِہَ عَلَی الْکُفْرِ فَتَرَکَ الْبَتَّۃَ اِلٰی اَنْ قُتِلَ یعنی اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ جس پر اکراہ کیا جائے اس کیلئے افضل یہی ہے کہ جان دیدے اور کفر نہ کرے۔ مرقاۃ[156] میں ہے وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ حَتّٰی اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ فِی الْکُفْرِ۔ یعنی بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے کہ آگ میں ڈال دیا جانا اُسے بہ نسبت کفر کرنیکے زیادہ پسند ہو۔ پس جیسے کہ شرک کے لئے ہے کہ آگ میں جل جانا پسند کرلے لیکن شرک نہ کرے، ایسے ہی یہی الفاظ کفر کیلئے بھی ہیں کہ آگ میں جل جانا

قبول کرلے مگر کفر نہ کرے۔ پس دونوں کا مطلب یہی ہے کہ یہ بطور افضلیت اور اکمل ہونے کے ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک وکفر شریعت میں ایک ہی ہیں ÷

امام بخاری کا شرک کی بابت فتویٰ

امام محدثین اور سرتاج مجتہدین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری صحیح بخاری شریف میں باب باندھتے ہیں بَابُ الطَّلَاقِ فِی الْاِغْلَاقِ وَالْکُرْہِ وَالسَّکْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرِہِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْیَانِ فِی الطَّلَاقِ وَالشِّرْکِ وَغَیْرِہٖ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی اس میں آپ نے ثابت کیا ہے کہ اغلاق کے وقت کی اور اکراہ کے وقت کی اور نشے کی حالت کی اور دیوانگی کی حالت کی اور غلطی کی اور بھول کی طلاق اور ایسے موقعہ کا شرک وغیرہ بوجہ نیت وارادۂ دلی نہ ہونے کے کالعدم ہے۔ امام نسفی کے نسخے میں یہ کل باب اس سے پہلے کے باب میں داخل ہے یعنی جو شخص اپنی بیوی کو بحالتِ اکراہ بہن کہدے تو فَلَا شَیْئَ عَلَیْہِ اس پر کوئی حرج نہیں اسی طرح طلاق شرک وغیرہ میں بھی کوئی پکڑ نہیں۔ الغرض سرتاج المحدیث سردار محدثین نے معاملہ صاف کردیا۔ لفظ شرک صاف طور پر لاکر ثابت کردیا کہ اکراہ کے وقت کے شرک پر بھی خدا کے ہاں کوئی مواخذہ نہیں۔ کفر کو بحالتِ اکراہ جائز کہہ کر شرک کو اسی حالت میں ناجائز کہنا شوربے کو حرام اور بوٹی کو حلال کہنا ہے۔ کفر شرک سے کم درجے کی چیز نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ یہ شرک کو جائز کرنے والے لوگ ہیں۔ کسقدر افترا ہے؟ کیا کوئی پلٹ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ پھر آپ کفر کے جائز کرنے والے ہیں۔ دراصل نہ کفر جائز نہ شرک جائز، دونوں چیزیں ہر مسلمان پر ہر وقت حرام۔ اور اکراہ کے وقت بھی مسلمان نہ کفر کرتا ہے نہ شرک کرتا ہے نہ اس کیلئے حقیقی کفر وشرک جائز ہے بلکہ وہ تو اپنی جان بچانے کیلئے تھوڑی سی دیر کے لئے کفار کو مغالطہ دیتا ہے۔ اپنے کسی قول سے یا فعل سے۔ پھر کسقدر ناانصافی ہے کہ اتنے کامل الایمان شخص کو جس نے جان جاتی ہوئی دیکھکر بھی ایمان اپنے دل سے الگ نہیں کیا ہم کافر ومشرک کہنے لگیں؟ یا کفر کو اس کے لئے جائز مانتے ہوئے شرک کو جائز نہ مانیں۔ بلکہ موقعکی نزاکت کو فراموش کرکے کفر کی خود اپنی مانی ہوئی رخصت کو بھی بھول کر رخصتِ شرک کے مفتی کو مشرک کہیں؟ ؎

کیا یہ حدیث پیش نظر نہیں کہ سچے مسلمان کو کہے ہوئے یہ الفاظ کہنے والے پر لوٹ آتے ہیں؟

امام ابن حجر کی تشریح

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا باب کا مطلب امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اِنَّ الْحُکْمَ اِنَّمَا یَتَوَجَّہُ عَلَی الْعَاقِلِ الْمُخْتَارِ الْعَامِلِ الذَّاکِرِ۔ یعنی احکام شرع

اُسی پر مُرتب ہوتے ہیں جو عاقل ہو یعنی مجنون وغیرہ نہ ہو مختار ہو یعنی حالتِ اکراہ میں نہ ہو قصد ارادے اور نیت سے اس کام کو کرتا ہوا بے دلی سے نہ کرتا ہو اور اُس کا بھلا بُرا ہونا اُسے یاد بھی ہو۔ بھولا ہوا نہ ہو۔ پس ظاہر ہے کہ بوقتِ اکراہ جو شرک وکفر طلاق وعتاق وغیرہ کرایا جائے نہ اس پر شریعت کی پکڑ نہ وہ شریعت کے احکام کا ثبوت۔ فتح الباری[161] میں آیت اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ کی تحت میں ہے وَاحْتَجَّ عَطَآءٌ بِاٰیَۃِ النَّحْلِ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ قَالَ عَطَآءٌ اَلشِّرْکُ اَعْظَمُ مِنَ الطَّلَاقِ اَخْرَجَہٗ سَعِیْدُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ یعنی حضرت امام عطا تابعی رحمتہ اللہ علیہ نے آیت اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ سے دلیل لی ہے کہ اکراہ کے وقت کی طلاق معتبر نہیں کیونکہ شرک جو طلاق سے بہت ہی بڑا اور بیحد بُرا ہے جب اس پر بھی حالتِ اکراہ میں پکڑ نہیں اور اس سے بھی انسان مشرک نہیں ہوتا تو طلاق پر کیسے پکڑ ہوگی؟ اور وہ کیسے واقع ہو جائے گی؟۔ یہ یاد[162] رہے کہ آیت میں لفظِ کفر ہے اور امام عطاؒ کے قول میں لفظ شرک ہے یہ بھی دلیل ہے اس بات پر کہ اصطلاحِ شرع میں سلف صالحین کے نزدیک دونوں لفظ گویا مترادف تھے۔ ایک کے بدلے ایک لایا کرتے تھے۔ شرک وکفر میں کوئی نسبتِ تباین نہ تھی۔

شرک کفر ایک ہے

فرمانِ[163] قرآن ہے یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ اس آیت میں نصاریٰ کے اس قول کو کہ عیسیٰ ابن اللہ ہیں کفر کہا گیا ہے حالانکہ وہ قطعاً شرک ہے۔ پس شرک وکفر ایک چیز ہے یا کم از کم ہر شرک کفر ہے۔ امام بخاری[164] رحمتہ اللہ علیہ بھی اس نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور ترجمہ الباب میں شرک کو طلاق پر عطف ڈالتے ہیں اور دونوں کا ایک ہی حکم بتلاتے ہیں یعنی بوقتِ اکراہ وغیرہ نہ تو طلاق واقع ہو نہ شرک پر شرعاً پکڑ۔

میرا عقیدہ

صاف[165] لفظوں میں میرا عقیدہ سنئے۔ شرک کفر قولاً فعلاً قصداً وعمداً ہر وقت ہر جگہ ہر صورت میں ہر قسم کا اپنے آپ کرنا محض حرام ہے۔ گو ضرورت ہو گو مجبوری ہو گو سخت ضرورت ہو گو بیحد مجبوری ہو۔ گو تلواروں بندوقوں اور تیروں میں گھرا ہوا ہو۔ کسی وقت بھی کسی قسم کا بھی جو بھی شرک کفر قولاً یا فعلاً اپنے آپ عمداً اور قصداً دل سے کرے وہ ابدی جہنمی ملعون محض بخشش خدا اور جنت سے محروم ہے۔ ہاں بے بسی بے کسی جبر واکراہ کے وقت جان جاتی دیکھ کر بے دلی سے صرف اپنی جان بچانے کیلئے توحید واسلام کو دل میں قائم رکھ کر اکراہ کرنے والوں کا کہا کر دینا خدا کی طرف سے ضعیف الایمان لوگوں کیلئے رخصت ہے۔ گو یہ بھی نہ کرنا افضل واعلیٰ بہتر وبالا ہے

واللہ اعلم۔ اپنی ضرورت کیلئے اپنی مجبوری کے لئے سانپ بچھو کے اتار کے لئے ادنیٰ سا شرک کفر کرنیوالا مشرک وکافر ہے۔ شرکیہ منتر میں شفا ماننے والا مشرک ہے۔ کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے ان منتروں کو دم کرنے والا مشرک وکافر ہے۔ اللہ ہمیں بچائے۔

ایک اور واضح قول سنئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا وَضَعَ الْکُفْرَ عَمَّنْ تَلَفَّظَ بِہٖ حَالَ الْاِکْرَاہِ وَاَسْقَطَ عَنْہُ اَحْکَامَ الْکُفْرِ فَکَذٰلِکَ یَسْقُطُ عَنِ الْمُکْرَہِ مَا دُوْنَ الْکُفْرِ لِاَنَّ الْاَعْظَمَ اِذَا سَقَطَ سَقَطَ مَا ھُوَ دُوْنَہٗ بِطَرِیْقِ الْاَوْلٰی۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حالتِ اکراہ میں جبکہ کلمۂ کفر کو لغو اور کالعدم قرار دیدیا تو صاف ظاہر ہے کہ اس شخص کی ہر چیز محض کالعدم ہے کیونکہ کفر کے سوا کی ہر چیز کفر سے کم درجے کی ہے جبکہ سب سے بدترین چیز پر پکڑ نہیں تو اس سے ہلکی چیز پر پکڑ کا نہ ہونا تو صاف ظاہر ہے۔ صاحب فتح الباری اس قول کو وارد کرکے لکھتے ہیں وَاِلٰی ھٰذِہِ النُّکْتَۃِ اَشَارَ الْبُخَارِیُّ بِعَطْفِ الشِّرْکِ عَلَی الطَّلَاقِ فِی التَّرْجَمَۃِ یعنی اسی نکتے کی طرف امام بخاریؒ نے بھی شرک وطلاق کو ایک ہی حکم میں لاکر اشارہ کیا ہے۔ امام بخاریؒ کے اسی باب کے ماتحت فتح الباری میں ہے۔ وَکَذٰلِکَ الْغَالِطُ وَالنَّاسِیْ وَالَّذِیْ یُکْرَہُ عَلَی الشَّیْءِ۔ یعنی جیسے کہ مجنوں اور جس پر اکراہ و زبردستی کی جائے اور وہ کوئی قول کہے یا کوئی فعل کرے تو اس کی پکڑ اور اس کا ثبوت بہ سبب نیت نہ ہونے کے نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے غلطی کرنے والے اور بھولنے والے اور جس پر کسی بات پر جبر واکراہ کیا جائے اس کی بھی کسی بات اور اس کے کسی فعل وعمل کا اعتبار نہیں۔

امام بخاریؒ کا اس بارے میں یہ حدیث لانا کہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے اس نے معاملہ صاف کردیا کہ نیت نہ ہونیکی وجہ سے وہ قول وفعل قابلِ مواخذہ نہیں۔ جیسے کہ قرآنِ کریم نے آیت اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ میں کفر وشرک پر سے پکڑ دور کردی۔ ایسے ہی اور آیتوں سے اور کاموں سے بھی ایسے وقت گرفت دور کی ہے مثلاً فرمان ہے وَمَنْ یُّکْرِھْھُّنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ مِنْ بَعْدِ اِکْرَاھِھِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی جو لوگ اپنی لونڈیوں سے جبراً اکراہاً حرامکاری کرائیں اللہ تعالیٰ اس اکراہ کے بعد کی اس کی بدکاری کو بخشنے والا ہے اور ان پر مہربان ہے۔ فرمان ہے وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا تمہارے لئے حلال نہیں کہ جبراً قہراً اکراہ کرکے تم عورتوں کے مالک بن جایا کرو ارشاد ہے اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً ہاں بوقتِ مجبوری بہ خوفِ جان کفار سے موالات کا اظہار تمہارے لئے جائز ہے۔ اور بھی بہت سی آیتیں گزر چکیں۔ فرمانِ عالی شان ہے فَاتَّقُوا اللّٰہَ

اکراہ کے وقت کوئی قول وفعل معتبر نہیں

اکراہ کے وقت کے اقوال وافعال

مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی اپنی طاقت جتنا خدا کا ڈر رکھو۔

بے ارادہ طلاق

[۱۴۲] اس کی سیر حاصل بحث گزر چکی ہے کہ جن الفاظ سے اُن کے معنی مراد نہ ہوں وہ لازم نہیں آتے۔ اس کی دلیل میں یہ ایک واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جو زاد المعاد میں ہے کہ ایک عورت اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ میرا نام آپ بدل دیجئے وہ کہتا ہے اچھا تمہارا نام آج سے ظبیہ ہے وہ کہتی ہے یہ نام مجھے پسند نہیں خاوند پوچھتا ہے پھر اور کیا نام رکھوں؟ وہ کہتی ہے میرا نام خلیہ طالق رکھو۔ خاوند کہتا ہے تو خلیہ طالق ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ تو آزاد ہے تو طلاق والی ہے۔ یہ عورت سیدھی دربارِ فاروقی میں پہنچتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دیدی بعد میں ان کے خاوند پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں حضرت واقعہ یہ ہے جب آپ کو اصلی قصہ معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ اس عورت کے سر پر مارو۔ اس کے خاوند سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ اور خوب مار مار کر اس کا دماغ درست کر دو۔ خیال فرمایئے کہ لفظ طلاق کا تاکید کیسا تھ موجود ہے لیکن چونکہ نیت متکلم کی ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی اس پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ پھر وہ جو دشمنوں کے پنجے میں اسیر ہے وہ بردلی سے اگر کچھ کہدے یا کر دے تو کیسے پکڑا جائیگا؟

[۱۴۳] بردلی سے کہنے کی وجہ سے ہی حضرت عمارؓ پر کفر ثابت نہ ہوا۔ چنانچہ تفسیر لباب النقول میں ہے کہ حضرت عمارؓ سے حضورؐ نے دریافت کیا کہ کَیْفَ کَانَ قَلْبُکَ حِیْنَ قُلْتَ اَکَانَ مُنْشَرِحًا بِالَّذِیْ قُلْتَ قَالَ لَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی جس وقت تو نے کہا تھا اُس وقت تیرے دل کی کیا کیفیت تھی؟ کیا وہ بھی اُس تیرے قول پر راضی رضامند اور خوش تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر یہ آیت اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ الخ نازل ہوئی۔ [۱۴۵] خود قرآن نے کفر کی سزا کے بیان سے پہلے یہ دونوں شرطیں لگائیں کہ اکراہ نہ ہو اور سینہ کفر پر کھلا ہوا ہو تو سزا ہے ورنہ نہیں۔

قول فعل اکراہ میں فرق نہیں

[۱۴۶] جو حضرات قول کو تو جائز مانتے ہیں اور فعل کو جائز نہیں مانتے وہ غور فرمائیں کہ کیا وہ سزا جسکا بیان اس آیت میں ہے صرف قول کفر پر ہے؟ فعلی کفر پر نہیں؟ اگر دونوں کفر سزا میں ہیں تو پھر رخصت میں آپ نے ایک کو لیکر ایک کو خارج کیوں کر دیا؟ [۱۴۷] پھر بالخصوص وہ حضرات جو اپنے تئیں متبع سلف مانتے ہیں اور اجماع کو دلیل جانتے ہیں اور جمہور کے خلاف کو برا سمجھتے ہیں وہ مزید غور فرمائیں اور سلف کے مسلک کو یہ چھوڑیں جنھوں نے قول فعل دونوں کو رخصت میں برابر رکھا ہے اور اس بے دلیل تفریق کی تردید کی ہے۔ [۱۴۸] ساتھ ہی حدیث کے اس

جملے پر بھی مکرر غور فرمالیں وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ. کیا قرآن کی آیت اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ کی تفسیر میں وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ والی حدیث کافی نہیں؟ کیا لفظِ مَا کا عموم نظر انداز کر دینے کے قابل ہے؟

پس حق اور صریح حق یہی ہے کہ ہر وہ چیز جس پر اکراہ ہو معاف ہے واللہ اعلم ✣

اس امت کی خصوصیت

ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ یعنی دلوں میں اٹھنے والے وسوسوں سے جب تک کہ انسان انھیں زبان پر نہ لائے یا عمل میں نہ لائے اور ہر اس چیز سے جو اس سے بوقتِ اکراہ سرزد ہو جنابِ باری نے درگزر فرمالیا ہے میری امت پر اس کا یہ خاص احسان ہے۔ تفسیر درِ منثور[180] میں حضرت عمارؓ کے نام کے ساتھ ہی حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی ہے۔ دونوں بزرگوں سے مشرکین نے اپنی من مانی کہلوائی تھی۔ فَاَخَذُوْهُمَا وَعَذَّبُوْهُمَا حَتّٰى كَفَرَا فَنَزَلَتْ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ (الی آخر الآیۃ)

حضرت عمارؓ، خبابؓ اور صحابہؓ

تفسیر درِ منثور[181] میں یہ بھی ہے کہ اور بھی بہت سے صحابہؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا جو صحابہؓ مکہ شریف میں تھے انھیں ان صحابہ نے جو مدینہ شریف میں تھے لکھا کہ جب تک تم ہجرت کر کے یہاں نہ آجاؤ تم کو ہم اپنا نہیں گن سکتے یہ لوگ ہجرت کے ارادے سے چلے لیکن راستے میں انھیں کفار نے گرفتار کر لیا اور سخت فتنے میں ڈال دیا۔ فَكَفَرُوْا مُكْرَهِيْنَ فَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ یہاں تک کہ انھوں نے بادلِ ناخواستہ اس اکراہ میں دب کر کفر کر لیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر انھیں معاف فرما دیا۔ ✣

اکراہ کے وقت افعال و اقوال دونوں ہی نظر انداز ہیں

اسی تفسیر درِ منثور[182] میں ہے لِاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اِنَّمَا يُؤَاخِذُ الْعِبَادَ بِمَا عَقَدَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُهُمْ یعنی خدا کے ہاں مواخذہ اسی پر ہے جو دل سے کیا جائے۔ حضرت[183] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مثل اور سلف کے اکراہ کے وقت کی رخصت کو عام لیا ہے صرف کفر یا کلمۂ کفر تک ہی محدود نہیں رکھا۔ آپ صحیح بخاری شریف میں باب باندھتے ہیں کہ جب کسی سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا اپنے غلام کو فروخت کر یا اقرارِ قرض کر یا ہبہ دے یا فلاں بیع وغیرہ کو فسخ کر دے ورنہ ہم تیرے باپ کو یا تیرے اسلامی بھائی کو قتل کر دینگے تو وسعۃٌ ذٰلِکَ اُسے یہ جائز ہے۔ خیال فرمائیے خود کا قتل نہیں دوسرے کا قتل ہے کفر پر اکراہ واجبار نہیں اور امورِ محرمہ پر ہے لیکن شرعاً اس کیلئے رخصت وجواز ہے۔ پس ظاہر ہے کہ سلف نے اس مسئلہ کو عام رکھا ہے صرف کفر کے ساتھ مخصوص نہیں کیا ✣ نہ قولِ کفر کے ساتھ مخصوص کیا ہے ✣

ان ایک سو تراسی دلائل کی بنا پر یہ مسئلہ بہت کچھ واضح ہوگیا۔ غالباً اس کی مزید وضاحت کی اب ضرورت نہ رہی۔ پس شرک و کفر کے کلمات سے دم کرنا حرام محض بلکہ شرک و کفر ہے۔ ہاں بوقت اکراہ جبکہ جان جانے کا ڈر ہو دشمن سر پر تلوار لئے کھڑے ہوں اور ان میں سے کسی کام کے کرنے پر اجبار و اکراہ کر رہے ہوں کہ یہ کرو ورنہ تجھے قتل کر دیا جائیگا۔ تو بیشک اسے جائز ہے کہ اپنے دل کو مطمئن بالایمان رکھکر صرف اپنی جان بچانے کیلئے اُن کا کہا کر دے۔ فعل ہو یا قول ہو۔

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے نامراد موقعہ سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ایمان کی محبت سے ایسا پُر نور کر دے کہ ایسے موقعہ پر بھی جان دے دینا گوارا کر لیں۔ اور کفار کو ہنسنے کا موقعہ نہ دیں۔ ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے یہ نمونہ بھی قائم کر دیا ہے کہ بدترین عذابوں اور مہلک مصیبتوں میں پھنس کر بھی ایمان سے بظاہر بھی ہاتھ نہ اٹھایا۔ جان دیدی مگر ایمان نہ دیا۔ اپنی آن پر پوری شان کے ساتھ قائم رہے۔ خدائے تبارک و تعالیٰ اُن سے خوش رہے اور ہمیں بھی انہی کی پیروی نصیب فرمائے۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ اٰمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

الراقم الراجی رحمت ربہ الکریم عاجز محمد بن ابراہیم مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی ۱۸ رجمادی الاخری ۱۳۵۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاٰلِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَمَّا بَعْدُ

تحریر مذکور کو اول سے آخر تک میں نے مطالعہ کیا مطابق تحقیق علماء متقدمین و متاخرین کے ہے۔ حق امر یہی ہے کہ آیت کریمہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ میں کفر و شرک دونوں داخل ہیں فقط کفر کے ساتھ خاص کرنا تحقیق کے خلاف ہے اور اس کے خلاف کرنا عدم تدبر پر مبنی ہے فقط مورخہ ۲۹ رجمادی الثانیہ ۱۳۵۲ھ

حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

الجواب صحیح نذیر احمد۔ مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی الجواب صواب عبید اللہ ٹونکی مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی

مؤلف رسالہ متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ نے جس بسط اور تفصیل کیساتھ محقق اور مدلل کر کے مسئلہ کو ثابت کیا ہے اب مزید تفصیل کی بالکل ضرورت نہیں ہے اور جو کچھ لکھا ہے حرفاً حرفاً صحیح ہے کتبہ عبید اللہ مبارکپوری رحمانی مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی

ما قال الفاضل المحدث النقیہ المدرۃ النبیہ۔ ذو العز والجاہ۔ فی مسئلۃ الجبر والاکراہ۔ فھو حق متقبل متداول لا یحوم حولہ باطل مضمحل متضائل والحق احق ان یتبع والباطل جدر ان یقمع و یدفع محمد عبد اللہ الندوی۔ مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

از جامع رسالہ منشی سید التفات الرحمٰن سہوانی

گذارش ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب کا یہ بسیط مضمون اس مسئلہ کو اس طرح واضح کر رہا ہے کہ اس میں کسی اور وضاحت کی مطلقاً ضرورت نہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے بس شرک و کفر کرنا یا ان الفاظ کا زبان سے نکالنا یقیناً شرک و کفر ہی ہے۔ سانپ کٹا ہوا مر جانا قبول کرے لیکن شرکیہ الفاظ سے دم نہ کرائے نہ کسی مسلمان کو اس پر ان الفاظ سے دم کرنا شفا طلبی کیلئے جائز ہے بلکہ حرام ہے اور شرک و کفر ہے لیکن اکراہ کے وقت جبکہ دشمن کی تلوار سر پر کھڑی ہو۔ خدائے رحمان کی طرف سے رحمۃ للعالمین کی شریعت میں رخصت مرحمت فرمائی گئی ہے۔ اس چھوٹے سے مسئلے پر اسقدر دلائل مولانا نے جمع کر دیئے ہیں کہ بیساختہ دل سے مبارکباد نکل رہی ہے جزاہم اللہ تاہم میں چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب کا ایک اور مضمون جو اخبار محمدی جلد ۱۳ ع ۱۲ یکم اپریل ۳۶ء میں نکلا ہے وہ بھی بجنسہٖ یہاں درج کر دوں ملاحظہ ہو۔

مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی کی ایک اور تحریر

(بجواب نامہ نگار اخبار اہلحدیث)

مختصر بات یہ ہے کہ مولوی عبدالوہاب صاحب دہلوی کا یہ مسئلہ تھا کہ بوقتِ ضرورت و مجبوری کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے الفاظ شرکیہ سے دم جھاڑا کرنا جائز ہے۔ اسی پر ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد اُن کے جانشین اُن کے صاحبزادے مولوی عبدالستار نے بھی اس مسئلے کی تلقین جاری رکھی۔ اس پر حافظ حمید اللہ صاحب سوداگر صدر بازار دہلی نے بمعرفت چودھری مہرالدین صاحب سوداگر صدر بازار دہلی اُن سے مناظرہ طے کیا۔ اور مجھے مناظرے کیلئے لے گئے مدعی کے پاس دلیل تھی ہی کیا جسے وہ پیش کرتا۔ تقریباً گھنٹہ بھر تک بغلیں جھانکنے کے بعد اپنے اُس فتوے سے رجوع کر لیا۔ اور صاف کہا بلکہ لکھکر دیا کہ بوقت ضرورت و مجبوری کسی مسلمان کی خیر خواہی کیلئے شرکیہ الفاظ سے دم جھاڑا جائز نہیں۔ ہاں کسی کی طرف سے مار ڈالنے کا جان لینے کا اکراہ و زبردستی ہو تو اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھ کر صرف اپنی جان بچانے کیلئے اگر اس کا کہا کر دے تو جائز ہے۔ یہ تحریر ہو گئی اور اس پر طرفین کے دستخط ہو گئے۔ گو اس کے بعد ہی امامیہ گروہ اپنی اس تحریر سے ہٹ گیا اور پھر چھاپ دیا کہ معمولی اور غیر شرعی ضرورت

مجبوری کے وقت یہ جائز نہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر غیر معمولی اور شرعی ضرورت و مجبوری ہو تو جائز ہے بلکہ اس کے بعد اپنے صحیفہ میں لکھ بھی دیا کہ سانپ کتے وغیرہ کے کاٹے ہوئے پر بھی جائز ہے۔ پس وہ تو اپنے اُسی پرانے شرک پر آ گئے۔

لیکن اس وقت ہمیں نامہ نگار اہلحدیث مولانا صاحب کے مضمون پر تبصرہ کرنا ہے۔ آپ اس کے تو قائل ہیں کہ کفر بحالتِ اکراہ جائز ہے لیکن شرک کو بحالتِ اکراہ بھی جائز نہیں جانتے۔ اس کے لئے اول دلیل تو جناب کی یہ ہے کہ شرک مطلق بلا قید و استثنا حرام ہے۔ اور کیوں جناب کفر کی حرمت میں کوئی استثنار اور قید بھی ہے؟ پھر فرماتے ہیں مشرک کی نیکیاں ضائع مغفرت و بخشش سے محروم اور اس پر بہشت حرام۔ اور کیوں جناب؟ کافر کی نیکیاں پھل دار؟ وہ بخشش و مغفرت کا مستحق اول؟ اور بہشت اس کی خالہ جی کا گھر؟ پھر چار آیتیں شرک کی قباحت پر نقل فرمائی ہیں لے حضور اور سارے قرآن میں شاید کفر کی قباحت پر تو کوئی آیت ہی نہ ہوگی؟ پھر آپ نے شیر اور چیتوں کے رن اور سنکھیا اور پچھلے کے بن ساتھ ہی گیہوں اور چاولوں کے ہرے ہرے کھیت دکھلائے ہیں۔ آپ کے نزدیک یہ بھی دلائل ہیں اکراہ کے وقت کفر کے جائز ہونے اور شرک کے ناجائز ہونے کے بہت بہتر۔

ہاں! اس کے بعد ایک دلیل آپ نے دی ہے لکھتے ہیں "شرک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ نہ کیجیو اگرچہ تو قتل کیا جائے اور جلایا جائے"۔ ہم کہتے ہیں اعلیٰ حضرت یہی فرمان کفر کے بارے میں بھی ہے ملاحظہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حَتّٰی اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْکُفْرِ یعنی آگ میں جلا دیا جانا اُسے بہ نسبت کفر کرنیکے زیادہ پسند ہو۔

اور ہاں حضور مفتی جی صاحب جناب تو اس کی سند سے بھی واقف ہونگے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس میں انقطاع ہے۔ پھر ایک گذارش اور بھی ہے کہ یہ حکم بطور افضلیت کے ہے یہ حکم اس وقت ہے جب دل سے شرک کرتا ہو اور جس پر اکراہ کیا جا رہا ہے اور وہ صرف اپنی جان کے بچاؤ کے لئے بطور دفع الوقتی کچھ کر گذرتا ہے وہ دل سے شرک و کفر نہیں کرتا اس کا دل تو ایمان پر مطمئن اور مستقیم ہے وہ اس میں داخل ہی نہیں ہاں اپنی ضرورت و مجبوری کے وقت جو شرک کرے یا شرکیہ الفاظ کہے بیشک وہ مشرک و کافر ہے۔

چنانچہ امام ابن رجب محدث رحمۃ اللہ علیہ شرح خمسین میں تحریر فرماتے ہیں وَاَنَّ مَنْ اُکْرِہَ عَلٰی قَوْلٍ مُّحَرَّمٍ اِکْرَاهًا مُّعْتَبَرًا اِنَّ لَهٗ اَنْ یَّفْتَدِیَ نَفْسَهٗ بِهٖ وَلَا اِثْمَ عَلَیْهِ

قَدْ دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمَّارٍ وَاِنْ عَادُوْا فَعُدْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ قَدْ عَذَّبُوْهُ حَتّٰى يُوَافِقَهُمْ عَلٰى مَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ فَفَعَلَ وَاَمَّا مَا وَرَدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَوْصٰى طَائِفَةً مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ وَاِنْ قُطِّعْتُمْ وَحُرِّقْتُمْ فَالْمُرَادُ الشِّرْكُ بِالْقُلُوْبِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۔ یعنی جس شخص پر اکراہ و زبردستی کی جائے اور وہ محض اپنی جان بچانے کیلئے کوئی ایسی بات کہہ دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اس کی دلیل آیت اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ الخ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر کفار پھر ایسا کریں تو تم بھی پھر سے یہی کر لینا۔ مشرکین ان سے اپنے کفر کی موافقت کرانے کے ارادے سے انھیں سزا دینے لگے تھے یہانتک کہ آپ نے اُن کا کہا کر دیا۔ جس روایت میں حضورؐ کا اپنے بعض صحابہ کو یہ فرمانا مروی ہے کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا گو تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ اس سے مراد دل سے شرک کرنا ہے (نہ کہ اکراہاً بے دلی کے ساتھ) یہی مطلب اس آیت قرآن کا بھی ہے جس میں فرمان ہے کہ اگر ماں باپ تجھ سے شرک کرانے کی کوشش کریں تو ان کا کہا نہ ماننا۔ خیال فرمایئے۔ کفر شرک کو ایک ہی حکم دیا جاتا ہے اور آپ کی پیش کردہ حدیث کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے مراد دل سے شرک کرنا ہے پھر آپ کا یہ حکم اس پر جاری کرنا جو دل سے شرک نہیں کرتا۔ خدا کے دین کو الٹ دینا ہے جس سے آپ کو فوراً توبہ کرنی چاہیے۔

مکھی والی روایت

مکھی والی روایت تو جناب نے غالباً اپنے حفظ سے کام لیکر نقل فرمائی ہوگی۔ ورنہ ذرا مہربانی فرماکر یہ تو فرمایئے کہ مسند احمد جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کی کس جلد کے کس صفحہ میں ہے؟ دوسرے یہ کہ مکھی مار پر کیا ظلم و زیادتی کی گئی تھی؟ شاید حدیث کے نقل کرتے وقت اپنی طرف سے کچھ زیادتی کرنیوالا تو آپ کے نزدیک اس وعید میں داخل نہ ہوگا کہ حضورؐ فرماتے ہیں جس نے میرا نام لیکر وہ کہا جو میں نے نہ کہا ہو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ مولانا وہاں جو کچھ ہے اس کا خلاصہ تو صرف اسقدر ہے کہ اس سے جب چڑھاوا چڑھانے کو کہا گیا تو اس نے جواب میں کہا میرے پاس کچھ نہیں کہ میں چڑھاوا چڑھاؤں انھوں نے کہا مکھی ہی سہی تو اس نے مکھی چڑھا دی یہ جو آپ نے لکھا کہ "لوگوں کے ظلم و زیادتی سے" کیا یہ الفاظ جناب مسند میں دکھا سکتے ہیں؟ اے اعلیٰ حضرت! نہ تو اسے کسی نے پکڑا تھا نہ اس پر ظلم و زیادتی ہوئی تھی یہ تو پروانہ راہداری

چاہتا تھا اور اس بادشاہ کا یہ قانون تھا اُسے حق حاصل تھا کہ وہ راہ چھوڑ دیتا اور چڑھاوے کی اس جھنجھٹ سے نجات پالیتا۔

اور ہاں جناب نے یہ خباب رضی اللہ عنہ والی روایت کیسے پیش فرمادی؟ وہ کون ہے جو بوقتِ اکراہ کفار کی سختی کی وجہ سے کفر و شرک کو فرض و واجب کہتا ہو۔ لے جناب جواز کا لفظ بتلا رہا ہے کہ شقِ مخالف افضلیت و اولویت والی ہے یہ تو کمزور ایمان والوں کے لئے صرف دفع الوقتی کے طور پر ہے کہ دل میں ایمان ہو اور ایمان بھی پختہ ہو دل ایمان پر مطمئن ہو شرک سے کفر سے کلی نفرت و بیزاری و انکار ہو ایک رخصت ہے۔ ورنہ کٹ مرے اور کفار کو خوش ہونے کا موقعہ نہ دے۔ یہی افضل و بہتر اولیٰ و اعلیٰ ہے۔ ناظرین کے سامنے سرِ دست ایک آیت اور ایک حدیث پیش ہے۔ آیت میں ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ الخ مطلب یہ ہے کہ کفار پر غضب خدا اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے لیکن وہ اس وعید میں نہیں جن پر اکراہ و زبردستی کی جائے اور ان کے دل ایمان پر مطمئن ہوں۔ یہ یاد رہے کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ہر شرک کفر ہے۔ پھر خدا جانے کہ بحالتِ اکراہ کفر کو جائز مانتے ہوئے کیوں ضد ہے

حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَیْهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت کی غلطی سے بھول سے اور ان تمام کاموں سے درگذر فرمالیا ہے جو اُن سے اکراہ اور زبردستی سے کرائے جائیں۔ چکڑالوی فرقے سے تو اس وقت ہمارا کلام نہیں ہاں حدیث کو جو حجتِ شرعی مانتے ہیں اُن سے گذارش ہے کہ حدیث میں لفظِ مَا عام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ہر اُس کام سے درگذر فرمالیا ہے جو اُن سے زبردستی بہ اکراہ کرائے جائیں امید کہ اہلحدیث اہلحدیث رہتے ہوئے اللہ کے رسول کی اس حدیث کا انکار نہ کرینگے۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ خواہ کیسی ہی ضرورت ہو خواہ کتنی ہی مجبوری ہو خواہ تلواروں کا ہجوم ہو خواہ بندوقوں کا نشانہ ہو شرک کفر از خود اپنے اختیار سے کرنا حرام اور شرک و کفر بوقتِ اکراہ بے بسی سے بہ شرط اطمینانِ دل بر ایمان کی رخصت پر عمل جائز اور اتنا بھی نہ کرنا اور مرجانا افضل و اعلیٰ۔ واللہ اعلم محمد

از جامع ۔ اس تحریر کو مدتیں گذر گئیں لیکن اسکا جواب نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ امید بلکہ ناظرین یہ خوشخبری بھی پڑھ لیں کہ اس کے بعد دہلی کے یہ مولانا صاحب مولانا محمد صاحب سے مل لئے اور معذرت ظاہر کی اور صاف کہا کہ میں نے یہ تحریر اخبار اہلحدیث میں نہیں بھیجی تھی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ✢

معترض کی تحقیق

از جامعِ رسالہ ایک زبردست دجالی چال یہ بھی اس اثنا میں ہوئی کہ حضرت مولانا محمد صاحب کی نسبت یہ شہرت دی گئی کہ مولانا نے عبدالوہاب کا فتویٰ مان لیا ہے اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں چنانچہ ضلع گوڑگانوہ سے ایک استفتا مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں پہنچا جسکا جواب آپنے دیا جو اخبار محمدی جلد ۱۳ ع ۲۳ ۱۵ اگست میں چھپ گیا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

استفتا بخدمت رأس الموحدین سید المحمدیین حضرت مولانا محمد صاحب زاد فضلہ

دربارہ عدم جوازِ منتر شرکیہ بوقت ضرورت

السلامُ علیکمُ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

مزاج شریف! گذارش مؤدبانہ آنکہ آجکل ہمارے یہاں مولوی عبدالوہاب صدری کے مریدین نے ضرورت کے وقت شرکیہ منتر کے جواز پر بہت زور دے رکھا ہے اور وہ گاؤں گاؤں یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ مولوی محمد صاحب نے مولوی عبدالوہاب کے اس شرکیہ منتر کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا ہے اور انھوں نے مولوی عبدالوہاب کے اس فتوے کی صحت پر جو ماہ رمضان ۱۳۵۷ھ کے صفحہ ۲۲ پر شائع ہوا تھا جس میں شرکیہ منتر کا جواز ہے دستخط کر دیئے ہیں۔ عوام مسلمان موحدین اس سے بہت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اسلیئے مہربانی فرما کر ان کے صدق وکذب کو اپنی قلم حقیقت رقم سے تحریر فرمائیں اور مفصل تحریر فرمائیں۔ اجرکم علی اللہ! فقط والسلام!

حاجی عبدالصمد اہلحدیث نمبردار۔ رہپوہ۔ ضلع گوڑگانوہ

الجواب۔ یہ ان لوگوں کا محض جھوٹ ہے۔ خدا جھوٹوں پہ اپنی لعنت نازل فرمائے۔ خواہ کیسی ہی ضرورت ومجبوری ہو۔ پھر بھی شرکیہ منتروں سے دم جھاڑ اکرنا اور کرانا محض حرام ہے بلکہ شرکیہ منتروں میں شفا سمجھنا ہی شرک وکفر ہے حدیث شریف میں ہے لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُکَ شفا صرف خدا کے ہاتھ ہے۔ باقی سب غلط بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَآءَکُمْ فِیْ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ حرام چیز میں شفا نہیں۔ سانپ کے کاٹے پر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد شریف پڑھکر دم کیا۔ خدا نے اُسے شفا دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا۔ پس آج جو اس سے ہٹ کر سانپ وغیرہ کے کاٹے پر شرکیہ منتروں کو جائز کہے اور جو ایسا کرے اور جو ایسا کرائے یہ سب مشرک ہیں۔ صحیح مسلم

شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا بَأْسَ بِالرُّقٰی مَا لَمْ یَکُنْ فِیْهِ شِرْكٌ۔ یعنی دم جھاڑا کرنے میں حرج نہیں تاوقتیکہ اس میں شرک نہ ہو۔ پس شرکیہ منتر تنتر بدترین مشرکوں کا کام ہے۔ مسلمان موحد اپنی جان پر کھیل جائیگا لیکن اس قسم کے شرکیہ منتروں کے جواز کا قائل ہرگز نہ ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے گلے میں ڈورا دھاگا بندھا ہوا دیکھکر غصے کے ساتھ اسے گھسیٹ کر توڑ کر پھینکدیا اور فرمایا اَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَاَغْنِیَاءُ عَنِ الشِّرْكِ۔ اے میرے گھرانے کے لوگو! تم شرک سے بے نیاز ہو۔

مولوی عبدالوہاب اور عبدالستار کا یہ فتویٰ محض غلط ہے۔ شرک کا مجوز بھی مشرک ہے۔ یہ بھی محض جھوٹ ہے کہ میں نے ان کے اس گندے فتوے پر دستخط کئے ہوں۔ نعوذ باللہ۔ بلکہ مولوی عبدالستار سے میرا اس پر مناظرہ ہوا اور اس مناظرے پر انھوں نے اپنے اس فتوے سے رجوع کیا جو لکھوا لیا گیا۔ رمضان ۱۳۶۵ھ کے رسالہ میں ان کا فتویٰ تھا کہ ایسا دم جھاڑا کر لینے میں بوقتِ ضرورت کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن مجلسِ مناظرہ میں کچھ ایسے گرفت میں آئے کہ اس کے خلاف صاف لکھدیا کہ جائز نہیں۔ پھر جب باہر آئے اور مریدوں نے بگڑنا شروع کیا یہانتک کہا کہ "تم اس شرک سے ہٹ گئے لیکن تمہارے باپ تو اسی پر مرے۔ اور جبکہ وہ شرک پر دنیا سے گئے تو امام کیسے؟ اور جب وہی امام نہیں تو تمہیں نیابت و خلافت کہاں سے پہنچی؟" غرض ان باتوں کے سننے سے پھر کروٹ لے لی اور آج وہ پھر اسی پر ہے جس پر اپنے باپ کو پایا تھا۔ پس جہاں کہیں بھی میری نسبت جو کہے کہ اس فتوے میں میں مولوی عبدالوہاب کا ساتھی ہوں وہ جھوٹا ہے ملعون ہے۔ میدانِ محشر میں اس کا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ۔ نہ میں کبھی اس کا قائل ہوا نہ اب ہوں۔ نہ خدا کرے کہ کبھی ہوؤں۔ آمین! والسلام

محمد

بہتان بازوں کا منہ کالا

سنا ہے کہ بعض فتنہ پرداز جو دراصل کسی مخصوص گروہ کے ایجنٹ ہیں انھوں نے یہ مشہور کرنا شروع کیا ہے کہ ہم نے عبدالستار دہلوی کے دعویٰ امامت کو تسلیم کرلیا ہے یا بوقت ضرورت سانپ بچھو کے کاٹے ہوئے پر شرکیہ منتروں سے دم کرنا ہم مان گئے ہیں اسلئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ میری نسبت اس چیز کو جو کہے گا قیامت کے دن اس کا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ۔ میرے احباب جہاں کہیں اس فرقے کے کسی خفیہ یا علانیہ ایجنٹ کے منہ سے یہ سنیں وہیں میری یہ تحریر دکھا کر لوگوں میں ان کے جھوٹ اور دجل

مولانا کی ایک اور تحریر بحوالہ اخبار محمدی ۶ جلد ۱۴ ۱؍۱۶

کا بھانڈا پھوڑ دیں۔ میں ہندوستان بھر کے تمام مدعیانِ خلافت و امارت کے دعوے کو خلافِ شرعِ محمدی جانتا ہوں اور سانپ بچھو وغیرہ کے کاٹے ہوئے پر شرکیہ الفاظ سے منتر کرنے والے کو کرانے والے کو اور اسے جائز بتلانے والوں کو سب کو مشرک مانتا ہوں۔ واللہ علیٰ ما نقول وکیل

از جامعِ رسالہ فرقہ امامیہ کے ایک خفیہ ایجنٹ نے ایک اور تحریر شائع کرائی تھی۔ اس میں بوقتِ اکراہ کفر کو جائز مانتے ہوئے شرک کو ناجائز بتلایا تھا اور دلیل میں دجال کا ذکر کیا تھا اس کے جواب میں ایک تحریر اخبار محمدی جلد ۱۳ ع ۱۵ صفحہ ۳ پر نکلی جو مندرجہ ذیل ہے۔

"تعجب ہے ان پر جو شرک کو تو اہمیت دیں مگر کفر کو کوئی چیز نہ سمجھیں۔ سنو! دجال تو اپنے تئیں خدا کہلوائے گا۔ یعنی وہ کفر کرائے گا۔ اور تمہارے نزدیک بوقتِ اکراہ کفر جائز ہے پس تمہارے الفاظ کو اب تم اپنے اوپر لوٹ لو کہ بڑے دجال سے پہلے اُس کے فوجی بن کر آج ہی سے تم اُس کا راستہ صاف کرنے لگ گئے۔ آپ نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ دجّال کا زمانہ امام مہدیؑ کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ ایک ہی ہو گا۔ دجّال حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں قتل کیا جائیگا۔ مسلمانوں کی غذا اُس وقت سبحان اللہ والحمد للہ ہو گی۔ یہ کس نے کہدیا کہ دجال کے زمانے کے عام مسلمانوں کو سبحان اللہ یا الحمد للہ پڑھنا بھی یاد نہ ہو گا۔ حالانکہ مومنوں کے دل اُس وقت کھلے ہوئے ہوں گے حدیث میں ہے کہ دجّال کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہو گا۔ اُسے ہر پڑھا لکھا اور بے پڑھا پڑھ لیگا۔ پس یہ غلط اور محض دجل ہے کہ اس وقت دجال مسلمانوں کو ایڑیاں رگڑوا رگڑوا کر بھوکوں ماریگا"۔

مولوی عبد الحکیم نصیر آبادی کا اصلی فتویٰ جو متفقہ فتویٰ نامی رسالے کے صفحہ ۴ پر چھپا ہوا ہے اس میں انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ اکراہ کے وقت کفر شرک دونوں جائز ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں "اکراہ یعنی زبردستی سے شرک و کفر کرانے میں اور شرکیہ عمل کرنے میں اور بیماری کا علاج کرانے میں اور بیقراری کی حالت بھوک میں سور کا گوشت یا بغیر اللہ کی چیز کھانے میں بہت سا فرق ہے ایک دوسرے پر قیاس کر کے سب کو ایک حکم میں نہیں لا سکتے۔ زبردستی کا حکم علیحدہ ہے اس کی حالت ظاہری ہے دل سے کچھ تعلق نہیں"۔

ظاہر ہے کہ مولوی صاحب اپنے اختیار سے شرک و کفر کا اور اکراہ کے وقت کے شرک و کفر کا حکم علیحدہ علیحدہ جانتے ہیں۔ دل سے جو کیا جائے اس کا اور بحالتِ اکراہ بے دلی سے جو کیا جائے

اس کا حکم الگ ہے اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک دونوں کو مولانا نے ایک ہی حکم میں رکھا ہے۔ پس اگر اکراہ کے وقت شرک کی رخصت بقول اس ایجنٹ کے اسلام کی صداقت وحقانیت کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہنے دیتی تعلیمات اسلامیہ کی عمارت منہدم کر دیتی ہے اور قرآن کریم کی دعوت ثبات واستقامت دین بالکل بے معنیٰ اور مہمل ثابت ہوجاتی ہے تو کیا کفر کی اجازت یہ قیامت قائم نہیں کرتی؟ حالانکہ ہر شرک کفر ہے اور کفر کی اجازت آپ کی سرکار سے ملتی ہے جو شرک کی اجازت کو مستلزم ہے۔ (انتہیٰ) پ

ازجامع رسالہ۔ اشتہارات میں جو مضامین چھپے ان کا خلاصہ ملاحظہ ہو

اکراہ کے پردے میں کفر کی تلقین کرنیوالوں کو جواب

میدان مناظرہ میں مولانا محمد صاحب نے خدا کے فضل وکرم سے اامیوں کے اُس مسئلے کو پاش پاش کر دیا جس پر تو سال سے وہ تھے۔ انھوں نے اپنے صحیفے میں جس صورت میں شرکیہ منتروں کو جائز لکھا تھا۔ مجلس مناظرہ میں فاضل مناظر کی گرفت میں آکر اُسے صاف لفظوں میں ناجائز لکھدیا فالحمدللہ۔ گو بعد میں وہ اس سے ہٹ گئے اور پھر تم جیسوں کی مدد سے اُسی مرکز پر قائم ہوگئے۔

رہی اکراہ کے وقت اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھ کر صرف اپنی جان بچانے کیلئے کفار کے کہے ہوئے شرک وکفر کی شرعی رخصت۔ یہ وہ چیز ہے جو قرآن میں ہے حدیث میں ہے چاروں مذہب میں ہے۔ تمام سلف صالحین کا اسپر اتفاق ہے۔ کل جمہور علمائے اسلام نے یہی فرمایا ہے۔ بحمداللہ سلف میں سے اس کا مخالف ایک بھی نہیں متفقہ فتویٰ جسے مشتہر نے دلیل میں پیش کیا ہے اُس میں بھی یہ چیز موجود ہے۔ علمائے اہلحدیث سے جو فتوے منگوائے ہیں وہ بھی بحمداللہ مولانا محمد صاحب کی موافقت میں ہی آئے ہیں۔ ہے کوئی حق بیں حق گو عالم دین؟ جو اس شخص کو جو خود مختار ہو۔ اور اس شخص کو جس کے سر پر موت ناچ رہی ہو۔ جو اپنے اختیار میں نہ ہو۔ جس پر دشمنان دین تلوار تولے کھڑے ہوں۔ اور اکراہ واجبار کر رہے ہوں ایک ہی حکم میں رکھے؟ اور قرآن، حدیث، اجماع اور سلف صالحین کا خلاف کرے؟ پ

سنو! حمایت شرک کرنیوالے ملعون۔ شرک کو بحالت اختیار جائز کہنے والے ملعون۔ بوقت ضرورت مجبوری جائز کہنے والے ملعون۔ لیکن مسلمانوں پر ان کے رہنماؤں پر غلط الزام لگا کر موحدوں کو مشرک

کہنے والے بھی ملعون ہ

خدا کے فضل سے عموماً علمائے دہلی اور ہندوستان بھر کے جید علمائے اہلحدیث اس پر متفق ہیں کہ حالتِ اکراہ میں ضعیف مسلمان صرف اپنی جان بچانے کیلئے اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر کفار کا کہا کردے تو وہ اللہ کے نزدیک مشرک و کافر نہ ہوگا۔ ان بزرگ علماء کرام کے فتاوے بھی انشاء اللہ عنقریب چھپ جائیں گے ؛

اب ہم مشتہر اور ان کے سرپرستوں سے پوچھتے ہیں کہ آیتِ قرآنی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ الخ یعنی جو شخص بحالتِ اکراہ اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر کفر کرے وہ خدائی سزا میں داخل نہیں۔ اور حدیث اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيَ الْخَطَاءَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطاؤں سے اور بھول چوک سے اور ہر ایک اس چیز سے جو ان سے جبراً اکراہاً کرائی جائے درگذر فرما لیا ہے۔ اور حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى۔ یعنی ہر عمل کا مدار نیت پر ہی ہے اور ہر انسان کیلئے صرف وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔ وغیرہ وغیرہ سے کیا آپ کے نزدیک بوقتِ اکراہ کفر کی رخصت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ کو بھی کیوں نہ کہا جائے کہ آپ کفر کے حامی ہیں۔ آپ کفر کی اشاعت کرنیوالے ہیں آپ اسلام کے مقابلے میں کفر کو جائز کہنے والے ہیں۔ آپ کا یہ فتویٰ کفر کا فتویٰ ہے۔ اور اس کی وجہ سے آپ بھی کافر ہیں۔ بندۂ خدا اختیار کے وقت اپنے آپ اپنی کسی ضرورت و مجبوری کے لئے شرک و کفر کا کرنا واقعی شرک و کفر ہے لیکن تلوار کے ساتھ اکراہ اور اجبار کے وقت صرف اپنی جان بچانے کیلئے اپنے ایمان کو اپنے دل میں مضبوط کر کے بظاہر کفار کا کہا کر دینا اور چیز ہے اور اس کی شرعاً رخصت ہے۔ گو ایسے وقت بھی جان دیدینا افضل و اعلیٰ ہے۔ یاد رکھو قرآن و حدیث میں سے کسی کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا یہودیت ہے۔ قرآن نے ایسوں کی سزا میں دنیا کی رسوائی اور آخرت کا شدید تر عذاب مقرر فرمایا ہے ؛

بے علم ہو کر غلط فتوے شائع کرنا اور نامرد ہو کر جرح و کرنا دونوں برا ہے۔ جو اشتہار تقسیم ہوا ہے اس میں لکھا ہے کہ عمارؓ سے شرک کا کلمہ روایت ہی نہیں۔ حالانکہ ابن کثیر میں موجود ہے ذَكَرَ اٰلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ بتوں کی تعریفیں کیں اور بتوں کی تعریفوں کو مشتہر کے مفتی نے اسی اشتہار میں شرک مانا ہے۔ سیرت ابن ہشام۔ اور زاد المعاد میں ہے کہ ان صحابہ سے صاف کہلوایا جاتا تھا کہ خدا کے سوا لات و عزیٰ بھی ہمارے خدا ہیں۔ علامہ نسفی صاف کہتے ہیں کہ حضرت عمار کا کلمہ شرکیہ تھا

لکھا ہی کتاب میں لکھا ہی یُرَخَّصُ لَہٗ فِی اِجْرَاءِ کَلِمَۃِ الشِّرْکِ یعنے ایسے اکراہ کیوقت کلمہ شرک کہنا رخصت ہی کفر و شرک کے فرق میں جو آیت اشتہار میں ہے یہ تو بتلا رہی ہے کہ لکھنے والے کے ہوش و حواس قائم نہیں۔ سنو قاموس صراح وغیرہ میں ہے کہ شرک کے معنی کفر کے ہیں۔ لغتِ حدیث کی کتاب نہایہ اور مجمع میں ہے۔ اَلشِّرْکُ اَلْکُفْرُ شرک کفر ہے۔ پس اہلِ دہلی آگاہ رہیں کہ موحدوں پر مشرک ہونیکے فتوے جاری کرنے والے حدیث کی رو سے خود مشرک ہیں۔ یہ فتویٰ انھیں پر اُلٹ رہا ہے ؂

ازجامعِ رسالہ۔ اب میں دیگر علمائے کرام کے فتاوے ذیل میں درج کرتا ہوں جن سے صاف کھل جائیگا کہ مکرَہ اور غیر مکلف کا ایک ہی حکم ہے حالتِ اکراہ کے کسی قول فعل کا کوئی اعتبار نہیں۔

علمائِ کرام کے فتاوے بابت اکراہ

بمقتضائے آیہ کریمہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ شریعتِ مطہرہ میں بصورت اکراہ بھلے یا بُرے کسی قول یا فعل کا کوئی اثر نہیں ہے نہ اس کا کوئی اعتبار ہے چنانچہ علامہ رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں ولا یمکن ان یراد بہ نفی ذاتہ لان ذاتہ موجودۃ فوجب حملہ علی نفی آثارہ والمعنی انہ لا اثر لہ ولا عبرۃ بہ ص۲۵ھ یعنی آیت شریفہ میں نفی سے ذات اکراہ کی نفی مراد لینی ناممکن ہے کیونکہ ذات اکراہ مکرہ کی جانب سے حقیقۃً موجود ہے۔ پس اس صورت میں اکراہ کی نفی سے اس کے آثار اور اس کے نتیجوں کی نفی مراد ہوگی جسکا مطلب یہ ہوگا کہ شریعت مطہرہ میں اکراہ کا نہ کچھ اثر ہے اور نہ اس کا کوئی اعتبار ہے لہذا اکراہ کی صورت میں اگر کوئی شخص دل میں ایمان مضبوط رکھکر کفر و شرک کے الفاظ کو بُرا سمجھتے ہوئے محض جان بچانے کیلئے ظاہری عمل یا زبانی تکلم کردے تو عند اللہ ماخوذ نہ ہوگا۔ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ ہی میرا دین و ایمان ہے اللہ اعلم۔ عبد الغفور عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی ؂

جواب صحیح ہے۔ شرک و کفر کے الفاظ کا زبان سے نکالنا ان سے دم جھاڑ کرنا خواہ کیسی ہی ضرورت ہو شرک ہے لیکن جب کہ جان جانے کا کسی اکیلے مسلمان کو خطرہ ہو اور کفار تلوار تولے کھڑے ہوں تو بیشک اسپر ان الفاظ یا عمل کی کوئی پکڑ نہیں حدیث میں ہے وما استکرھوا علیہ یعنی میری امت جس چیز پر جبر و اکراہ کی جائے وہ خدا کی طرف سے معافی میں داخل ہے۔ واللہ اعلم۔ یہی مذہب جمہور سلف صالحین کا ہے۔ فقط خلیل الرحمٰن بقلم خود ؂

کوئی کافر دشمن اسلام کسی مومن کو تلوار لیکر دھمکی دیوے اور کفر و شرک پر مجبور کرے کہکر

مولانا عبد الغفور صاحب مدرس [illegible] دہلی

مولانا خلیل الرحمٰن [illegible] دہلی

ورنہ مار ڈالونگا تو جان بچانے کیلئے بخوف قتل دل میں اطمینان رکھکر کفر و شرک کا لفظ زبان سے کہدیوے علماء امت نے اسکو جائز رکھا ہے اور دونوں کو آیت کریمہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان میں داخل کیا ہے۔ اور اگر قتل کو قبول کرلے اور زبان سے نہ نکالے شہید اکبر ہے۔ اور بغیر خوف دشمن اسلام کے مرض درد یا سانپ کتا بچھو وغیرہ کے کاٹے پر منتر کفر و شرک کرنا حرام ہے اس کے جواز کا فتوٰی دینے والا جائز رکھنے والا یا منتر شرکی کرنے والا کافر و مشرک ہے مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے فقط واللہ اعلم و علمہ اتم۔

حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی مورخہ ۱۲ رجمادی الثانیہ ۱۳۵۷ھ

الجواب صحیح محمد بشیر مبارکپوری مدرس مدرسہ حضرت میانصاحب رحمہ اللہ۔

شرک و کفر کرنا، شرک و کفر کے الفاظ کا زبان سے نکالنا ان الفاظ سے دم جھاڑ کرنا بیشک حرام اور شرک و کفر ہے۔ لیکن حالت اکراہ میں خدا کی طرف سے رخصت و جواز ہے جیسے کہ مفتی صاحب نے اپنے فتوے میں مع دلیل تحریر فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے فاولٰئک عسی اللہ ان یعفو عنھم حدیث شریف میں ہے انما الاعمال بالنیات لیکن ہمارا ایمان یہی ہے کہ بطور افضلیت نہ کرے جیسے کہ حدیث میں ہے لا تشرک باللہ الخ لیکن اگر کرے تو اسلام سے خارج نہیں ہوگا شخص مذکور ضعیف الایمان ہوگا۔ لیکن جواز میں کلام نہیں جیسا کہ مذہب سلف ہے ھذا ھو دین ندین اللہ بہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ابو عبد اللہ محمد کفایت اللہ ضلع سلہٹ ڈاکخانہ لکھائی ساکن برھباڑی بجٍ

لفظ شرک و کفر اکثر ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ان الشرک والکفر قد یطلقان بمعنی واحد (نووی شرح مسلم جلد اول) حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر کسی ظالم نے زبردستی کر کے کسی سے اس کی بیوی کو طلاق دلوادی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں عطاء نے کہا زبردستی کی طلاق نہیں پڑتی اور دلیل میں آیت الا من اکرہ پڑھی چنانچہ علامہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں واحتج عطاء بقولہ تعالیٰ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان وقال الشرک اعظم من الطلاق (نیل الاوطار جلد ۲) یعنی عطاء نے آیت من کفر باللہ الخ پڑھکر کفر کے معنی شرک کے کئے اور کہا جب کہ کافر کی زبردستی قتل سے شرک جیسے بڑے گناہ کا اعتبار نہیں تو طلاق کیسے واقع ہوگی و نیز تفسیر فتح البیان و ترجمان القرآن میں شرک کو کفر میں داخل کیا ہے تفسیر در المنثور و ابن کثیر میں ہے

مولانا احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

مولانا کفایت اللہ صاحب بنگالی

کہ کفار مکہ نے حضرت عمار بن یاسر کو قتل کی دھمکی دیکر کفر کے کلمے کہوائے اور بتوں کی تعریف کرائی عمارؓ نے ان کے بتوں کی تعریف کی اور یہ ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف کرنا یقیناً شرک ہے مگر قرآن مجید میں اس واقعہ کو من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ کے ساتھ نقل کیا۔ ان تصریحات بالا سے ظاہر ہے کہ کفر و شرک کا ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے لہذا اب سوال مذکور کا جواب ملاحظہ ہو اگر کوئی کافر ظالم کسی مسلمان کو کہے کہ تو کفر کر یا شرک کر یا شرکیہ کفریہ الفاظ منہ سے پڑھ یا سب وشتم حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کر ورنہ تجھکو ابھی قتل کر دونگا تو اس مسلمان کو ہر صورت سے یہی افضل و بہتر ہے کہ کافر کے ہاتھ سے قتل ہو جائے اور یہ کلمات منہ سے نہ نکالے اور شہید اکبر کا درجہ جنت میں حاصل کرے لان فی الصبر علی القتل اعزاز الاسلام (تفسیر مدارک) جیسا کہ بہت سے صحابہ کرام و اولیا عظام کی نظریں کتب اسلام میں موجود ہیں اور اگر علی سبیل التنزل ظالم کافر کے قتل سے خوف زدہ ہو کر کلمہ کفر و شرک دل مطمئن بالایمان رکھکر صرف محض اپنی جان بچانے کیلئے زبان سے نکالکر فوراً کافر سے نکل بھاگے تو اس کیلئے درجہ جواز ہے اور ایسا شخص مومن موحد شرعاً رہیگا۔ بدلیل آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان وحدیث وما استکرھوا علیہ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ودلت السنۃ علی ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ تجاوز عن المکرہ فلم یواخذہ بما اکرہ علیہ (زاد المعاد جلد ۲) یعنی مکرہ سے اللہ تعالیٰ نے درگذر کیا اس کی کسی بات پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ یہ چیز تمام علمار سلف وخلف کی متفقہ ہے ہاں اگر علاوہ خوف قتل کے سانپ و بچھو کتے وغیرہ کے کاٹے ہوئے پر جو شخص شرکیہ منتر بوقت ضرورت و مجبوری کرے یا کرائے یا اس کو جائز سمجھے یا فتوے اس کے جواز کا دے یہ کل کے کل کافر و مشرک ہیں واللہ الہادی

ابو الزبیر محمد یونس غفر لہ مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب پھاٹک حبش خاں دہلی ۱۲ رجمادی الثانی ۱۳۵۲ھ

حالتِ اکراہ میں یعنے بوقت قتل شرکیہ وکفریہ کلمہ نکالنا مطمئن بالایمان کی صورت میں مباح ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ الخ ہاں شرک وکفر صدری کسی حالت میں جائز نہیں اگر کفر و شرک صدری کر گیا اکراہ کی حالت میں تو وہ مشرک وکافر یقیناً ہو جائیگا اللہ فرماتا ہے ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم (النحل) اور کفر و شرک کبھی جمع ہو جاتے ہیں اور کبھی منفرق ہوتے ہیں علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں ثم ان الشرک والکفر

مولانا عبد السلام صاحب مدرس مدرسہ حاجی علی جان دہلی

قد یطلقان بمعنی واحدٍ وھو الکفر باللّٰہ وقد یفرق بینھما فیختص الشرك بعبدۃ الاوثان وغیرھا من المخلوقات مع اعترافھم باللّٰہ ککفار قریش فیکون الکفر اعم من الشرك ۔ قرآن مجید میں شرک کی جگہ کفر اور کفر کی جگہ شرک بولا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وقال المسیح یٰبنی اسرائیل اعبدوا اللّٰہ ربی وربکم انہ من یشرك باللّٰہ فقد حرم اللّٰہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظلمین من انصار لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم۔ اس آیہ میں شرک کی جگہ کفر بولا گیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ راقم عبدالسلام[14] (مولوی فاضل) مدرس مدرسہ حاجی علیجان دہلی۔

جواب صحیح ہے بیشک بوقت اکراہ شرک وکفر اور ان الفاظ سے دم کرنے کی از روئے شرع رخصت ہے بغیر از اکراہ حرام و شرک و کفر ہے واللہ اعلم۔ محمد ابراہیم[15] مدرس ملتانی ڈھانڈا پہاڑ گنج دہلی ۵ رجب ۱۳۵۴ھ

صورت مسئولہ عنہا میں اگر کافر و مشرک کی طرف سے کسی پر جبر و اکراہ کیا جائے تو وہ اپنی جان بچانے اور کافر کے دست ظلم سے نجات حاصل کرنے کیلئے کلمات کفریہ ادا کرے اور اس کا دل اس کو گوارہ نہ کرتا ہو مگر اپنی جان بچانا ضروری سمجھتا ہو تو بحکم آیۃ شریفہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کلمات کفریہ کہکر اپنی جان بچا سکتا ہے۔ اور اگر قوی الایمان ہے مر جانا بہتر سمجھتا ہے تو اگر کافر کفریہ کلمات نہ ادا کرنے پر اسکو قتل کردیں تو شہید اکبر ہے شرکیہ اور کفریہ منتر سے بوقت ضرورت جبکہ کوئی جبر و اکراہ کرنے والا نہ ہو تو جھاڑ پھونک کرنا یا کرانا بالکل حرام ہے ایسا کرنیوالا کافر ہے فقط واللہ اعلم بالصواب۔ الولی ابو عبید اللہ[16] غفرلہ مدرس مدرسہ دارالسلام دہلی

بوقت اکراہ جبکہ اعداء کسی تنہا مسلمان موحد کو گھیر کر سر پر تلوار تول کر کھڑے ہو جائیں اور اس سے کہیں کہ شرک و کفر کر یا زبان سے شرکیہ و کفریہ الفاظ نکال یا شرکیہ افسوں کر یا فلاں غلط اقرار کر یا اپنی بیوی کو طلاق دے یا فلاں غلام آزاد کر تو ہم تجھکو چھوڑ دیں گے ورنہ تجھے قتل کردیں گے یا تیرے کسی عزیز کو ہلاک کر دینگے ایسے وقت میں جوکہ جبر و اکراہ کا وقت ہے وہ موحد مسلم اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر اپنی جان بچانے کیلئے یا اپنے عزیز کی جان بچانے کیلئے جابرین کا کہنا مان لے تو وہ ہرگز بھی مشرک و کافر نہ ہوگا نہ اس کا اقرار دین و طلاق و عتاق وغیرہ اس پر لازم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان نیز فرمایا ہے

مولانا محمد ابراہیم صاحب ملتانی دہلی

مولانا عبید اللہ صاحب مدرس دارالسلام دہلی

مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی کا فتویٰ

والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان نیز امام بخاریؒ کتاب الاکراہ میں ان آیات کا باب منعقد فرما کر لکھتے ہیں قال ابو عبداللہ فعذر اللہ المستضعفین الذین لا یمتنعون من ترک ما امر اللہ بہ والمکرہ لا یکون الا مستضعفا غیر ممتنع من فعل ما امر بہ وقال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ وقال ابن عباس فیمن یکرھہ اللصوص فیطلق لیس بشئ وبہ قال ابن عمر وابن الزبیر والشعبی والحسن وقال النبی صلعم الاعمال بالنیۃ۔ (پ ۲۸) نیز امام بخاریؒ نے کتاب الطلاق میں لکھا ہے قال ابن عباس طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز (پ ۲۱) نیز کتاب الاکراہ میں مختلف ابواب منعقد فرمائے ہیں باب لا یجوز نکاح المکرہ۔ باب اذا اکرہ حتی وھب عبدا او باعہ لم یجز باب اذا استکرھت المرأۃ علی الزنا فلا حد علیھا (پ ۲۸) بلکہ امام بخاری نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کی جان بچانے کیلئے جابر مکرہ کی بات مان لینی چاہیے۔ ان قیل لک لتشربن الخمر او لتاکلن المیتۃ او لتبیعن عبدک او تقر بدین او تھب ھبۃ او تحل عقدۃ او لتقتلن اباک او اخاک فی الاسلام وسعہ ذلک لقول النبی صلعم المسلم اخو المسلم (بخاری پ ۲۸ کتاب الاکراہ) تو پھر اپنی جان بچانے کے خاطر کلمات کفریہ کہدینا یا دیون کا اقرار کر لینا بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا بلکہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ مکھی والی روایت میں اکراہ کی کوئی صورت نہیں ہے صنم خانہ سے آگے گذرنے کی شرط اس پر کچھ چڑھانا ہے وہاں سے واپس لوٹنے کیلئے یہ شرط نہیں ہے پس وہاں سے آگے گذرنے کا اصرار ضد ہے نہ اکراہ۔ اگر دونوں واپس چلے آتے تو کچھ بھی نہ ہوتا نہ شرک کرنا پڑتا نہ جان جاتی۔ دونوں نے اپنی ضد میں اسی راستہ سے آگے جانا چاہا ایک نے مکھی چڑھا دی۔ برضا و رغبت نہ باکراہ اُسے آگے جانے کا اجازت نامہ (پاسپورٹ) مل گیا۔ دوسرے نے ضد کی کہ ہم بغیر پاسپورٹ کے اس سرحد کو عبور کریں گے تمہارے صنم خانے کیلئے ایک پیسہ نہ دینگے وہ مار دیا گیا۔ آنحضرت صلعم نے ان کے انجام بیان فرما دیئے ہیں دونوں میں سے کوئی بھی مکرہ نہیں ہے علاوہ اس کے اُس حدیث کا راوی طارق بن شہاب نے آنحضرتؐ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ روایت اُس نے کسی تابعی سے لی ہے یا صحابی سے لہٰذا اس کی یہ مرسل روایت اہلحدیث کے نزدیک حجت نہیں ہو سکتی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں ان اللہ لما وضع الکفر عمن تلفظ بہ حال الاکراہ و اسقط عنہ احکام الکفر فکذلک یسقط عن المکرہ ما دون الکفر لان الاعظم اذا سقط سقط ما ھو دونہ بطریق الاولیٰ (فتح الباری انصاری پ ۲۲ ص ۱۷۱) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ

محمد ابو القاسم المحمدی السلفی السعیدی البنارسی بقلمہ

صورت مسئول عنہا میں اگر اس مسلمان کو یقین ہو کہ اگر میں ایسا نہ کروں گا تو واقعی مجھے کفار اسی وقت قتل کر ڈالیں گے تو ایسی مجبوری اور اکراہ کی صورت میں اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر صرف اپنی جان بچانے کیلئے ان الفاظ کو غیر نافع جانکر اپنی زبان پر جاری کرنا جائز ہے جیساکہ قولہ تعالیٰ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان. اور حدیث مذکور فی السوال سے رخصت معلوم ہوتی ہے کیونکہ محل ایمان قلب ہے اور وہ صورت مرقومہ میں مستثنیٰ ہے۔ نیز حدیث میں ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی. مفسرین آیت مذکورہ کی تفسیر کے تحت اکراہ کی حالت میں اطلاق کلمۂ کفر کے جواز پر محدثین ومفسرین کا اجماع نقل فرماتے ہیں والاجماع علی جواز کلمۃ الکفر عند الاکراہ لکن الافضل ترکہ جامع البیان وغیرہ۔ یعنی اجماع اس بات پر ہے کہ اکراہ کی حالت میں کلمۂ کفر کا اطلاق جائز ہے۔ لیکن ترک افضل ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری (جزء ۱۲ صـ۲۵۷) میں فرماتے ہیں قال ابن بطال تبعا لابن المنذر اجمعوا علی ان من اکرہ علی الکفر حتی خشی علی نفسہ القتل فکفر وقلبہ مطمئن بالایمان انہ لا یحکم علیہ بالکفر ولا تبین منہ زوجتہ الخ یعنی ابن بطال تبعا لابن المنذر فرماتے ہیں کہ محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص کفر پر اکراہ کیا جائے اور اپنے نفس پر اسے قتل کا خوف ہو پس کلمۂ کفر کا اطلاق کیا اور قلب مطمئن بالایمان ہے تو اس پر کفر کا حکم نہ لگایا جائیگا۔۔۔ الخ علامہ ابن القیمؒ اعلام الموقعین (جلد ۱ صـ۳۷) میں فرماتے ہیں والمکرہ علی کلمۃ الکفر اتی بصریح کلمۃ ولم یکفر لعدم ارادتہ بخلاف المستھزئ والھازل الخ یعنی جو شخص کلمہ کفر پر اکراہ کیا گیا اور صریح کلمہ کفر کا اطلاق کیا تو وہ کافر نہ کہا جائیگا اسلئے کہ اس کا ارادہ نہیں ہے۔۔ لیکن اگر ایسی صورت میں بھی کلمہ کفر نہ کہے تو اس کو رخصت ہے بلکہ افضل ہے جیساکہ اجماع مفسرین مذکور سے معلوم ہوا۔ نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب (صـ۱۰۲۶) من اختار الضرب والقتل والھوان علی الکفر میں فقال قد کان قبلکم یوخذ الرجل فیحفر لہ فی الارض الحدیث وغیرہ حدیث لاکر ترک کفر کی افضلیت ثابت کیا ہے۔ قال الحافظ فی الفتح (جزء ۱۲ صـ۲۵۹) قال ابن بطال اجمعوا علی ان من اکرہ علی الکفر واختار القتل انہ اعظم اجرا عند اللہ ممن اختار الرخصۃ الخ یعنی اجماع محدثین ہے اس بات پر کہ جو شخص کفر پر اکراہ کیا جائے اور وہ اپنے مقتول ہونے کو اختیار کرے تو اسکا اجر عند اللہ اس سے زیادہ ہے جس نے رخصت کو اختیار کیا۔ انتہی ھذا ما عندی والعلم عند اللہ۔

کتبہ ابوالنعمان انیس الرحمن غفرلہ مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ بانسدیہ پور (مالدہ)

ابوالنعمان انیس الرحمن صاحب مدرس دارالعلوم کا فتویٰ

امابعد صورت مذکورہ میں مکرہ مذکور کافر و مشرک نہیں ہوگا جیسا کہ آیت مذکورہ کے شان نزول میں عمار بن یاسرؓ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے آیت مذکورہ بالا اور حدیث سے شرعاً رخصت اور جواز ہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ آیت مذکورہ کا حکم بیان کرتے ہوئے مفسر تفسیر خازن نے لکھا ہے قال العلماء یجب ان یکون الاکراہ الذی یجوز ان یتلفظ معہ بکلمۃ الکفر ان یعذب بعذاب لاطاقۃ لہ بہ مثل التخویف بالقتل والضرب الشدید والایلامات القویۃ مثل التحریق بالنار ونحوہ نیز شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موضح القرآن میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کوئی ظالم زبردستی کفر کا کلمہ کہوائے تو کوئی گناہ نہیں۔ اور حدیث ان اللہ تجاوز الخ کے عمومیت سے جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے فتاوی میں کفر خطا و نسیان کے جواز پر استدلال کیا ہے اور ما استکرھوا علیہ بھی ماقبل پر عطف ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس سے استدلال نہ کیا جائے۔ اس کے بعد اخیر حدیث انما الاعمال الخ سے بھی استدلال ظاہر ہے کیونکہ جب اعمال کا دارمدار نیت پر ہے تو مکرہ کیسے ماخوذ ہو سکتا ہے۔ بہرکیف ان سب سے جواز معلوم ہوتا ہے تاہم مکرہ کا مذکورہ بالا حالت میں اپنے ایمان پر ظاہراً اور باطناً اڑے رہنا یہاں تک کہ جان بھی چلی جائے اولیٰ اور افضل ہے واللہ اعلم بالصواب۔ احقر محمد تسلیم بھکورہری عفی عنہ

صورت مسئولہ میں قرآن و سنت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حالت جبر و اکراہ میں جس طرح کلمہ اسلام معتبر نہیں اسی طرح کلمہ کفر و شرک کفر و شرک نہیں ہے۔ اسی طرح طلاق مکرہ بھی لغو ہے حافظ ابن القیمؒ نے "زاد المعاد" ذکر احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الطلاق" میں کیا خوب فرمایا وعلی ھذا فکلام المکرہ کلہ لغو وقد دل القرآن علی ان من اکرہ علی التکلم بکلمۃ الکفر لا یکفر ومن اکرہ علی الاسلام لا یصیر بہ مسلما ودلت السنۃ علی ان اللہ سبحانہ تجاوز عن المکرہ فلم یواخذہ بما اکرہ علیہ اس عبارت میں حافظ ابن قیمؒ نے حضرت عائشہؓ کی اس معلوم و معروف حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جسکو ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ رواہ ابن ماجہ والبیہقی (مشکوٰۃ ثواب ہذہ الامۃ) اور بالخصوص طلاق کے متعلق بھی احادیث میں مروی ہے کہ لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق عن عائشۃ۔ (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ) ہاں اگر حالت اکراہ میں کلمہ کفر نہ کہے اور موت منظور کر لے تو یہ بلا ریب افضل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اسلئے نصوص کتاب و سنت سے بھی ثابت ہے کہ حالت جبر و اکراہ میں کلمہ کفر و شرک اور کلمہ طلاق و عتاق لغو ہے اور جبکہ قرآن کریم کا

یہ ارشاد موجود ہے الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تو پھر زید وعمرو کا قول کیا حقیقت رکھتا ہے

وکفی بنا قدوۃ۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم۔ وعلمہ اتم۔ عبدہ المذنب

محمد داؤد[20] غزنوی امام جماعت اہلحدیث لاہور۔

جواب صحیح[21] ہے۔ محمد حسین ساکن امرتسر حال وارد دہلی

میرے[22] خیال میں کافر و مشرک تو اس شخص کو کسی حال میں نہیں کہہ سکتے۔ باقی رہا جائز یا ناجائز تو اس میں ایک طرف خدا کی وحدانیت کا خیال ہے دوسری طرف مومن کی جان کا اگر وہ شخص لڑ کر شہید ہو جائے تو اس کی اولویت میں کسی کو اختلاف نہیں اور اگر ان کا کہا کر دے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے نہی تنزیہی کے خلاف کیا یعنی رخصت پر عمل کیا واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم فقط۔ عبیداللہ[23] ٹونکی (مولوی عالم) مدرس مدرسہ دار الحدیث محمدیہ سکندر آباد (دکن)

من[24] کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ آیہ مذکورہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے واقعہ یہ ہے کہ عمار اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو مشرکوں نے پکڑا اور طرح طرح کا عذاب دیا تاکہ اسلام سے لوٹ جائیں لیکن ان میں سے سب اسلام پر جمے رہے کوئی قتل کر دئیے گئے اور کوئی آگ میں جلا دیا گیا اور کوئی خرید کر آزاد کر دیا گیا مگر عمار بن یاسرؓ کو مشرکوں نے جب بیر میمون میں بند کیا اور ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرو تو انھوں نے اسی پر مشرکوں سے بیعت کی یعنی کلمہ کفر کو کہا لیکن ان کا دل اس پر کارہ تھا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی کہ عمارؓ کافر ہو گیا آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بیشک عمار نے بھر لیا ایمان کو اپنے سر سے پاؤں تک اور مخلوط ہو گیا ایمان ان کے گوشت اور خون میں۔ پس عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا کہ کیا ہے تیرے پیچھے کہا شر اور ذکر کیا سارا حال تو آپ نے فرمایا کہ کس طرح پایا تو نے اپنے دل کو۔ انھوں نے کہا مطمئن بالایمان۔ تو آپ ان کی آنکھ سے آنسو پونچھنے لگے اور فرمایا کہ اگر وہی لوگ لوٹائیں تجھکو۔ تو تو لوٹا اس چیز کے ساتھ جو کہ تو نے ان کے لئے کہا (خازن) اس سے بیّن طور پر مکرہ مطمئن بالایمان کو رخصت ہے اور نیز علماء کا اتفاق ہے کہ مکرہ بالکفر اس کیلئے نہیں جائز ہے کہ کلمہ کفر صراحتاً تلفظ کرے بلکہ معاریض اور اس چیز کے ساتھ گمان کریں کہ کفر کیا۔ اور اگر صراحتاً تلفظ کرنے پر مجبور کیا جائے تو اس کو مباح ہے بشرط طمانیت قلب بالایمان اور کلمہ کفر کا معتقد نہ ہو اور جب جاتا رہے تو توبہ

مولانا عبیداللہ صاحب [illegible] سکندر آباد دکن

مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible]

استغفار کرے۔ اور اگر صبر کرے اور کلمہ کفر نہ کہے اور جان دیدے جیسے اکثر صحابہ نے کیا تو افضل اور شہادت کبری ہے خانزن وغیرہ۔ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ سے بھی رخصت نکلتی ہے ونیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بخاری شریف میں فرماتے ہیں کہ المکرہ من المستضعفین اور مستضعفین معذور ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لہذا مکرہ بھی معذور ہے بشرط مذکورہ ونیز حدیث الاعمال بالنیۃ اس پر دال ہے اور حسن بصریؒ نے کہا کہ التقیۃ الی یوم القیمۃ الا انہ کان لا یجعل فی القتل تقیۃ ولفظ عبد بن حمید لا فی قتل النفس التی حرم اللہ یعنی لا یعذر من اکرہ علی قتل غیرہ لکونہ یوثر نفسہ علی نفس غیرہ یعنی قتل نفس محرم میں تقیہ جائز نہیں ہے اسلئے کہ اپنے نفس کو غیر کے نفس پر ترجیح دی والله اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ ابو عبد الحنان محمد زمان غفر لہما الرحمٰن ۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ از مدرسہ جھنڈ نگر۔ [۲۳]

اقول وباللہ التوفیق صورت مسئولہ میں جبکہ بحالت جبر واکراہ خوف تلف وقتل جان کا ہی اور جان کا بچانا ضروری ہے لہذا عزیمت تو یہ ہے کہ کلمہ کفر وشرک کا زبان سے نہ کہے۔ اور رخصت یہ ہے کہ کلمہ کفر وشرک کا زبان سے کہکر اپنی جان بچالے اور دل میں نیت کفر وشرک کی نہ کرے۔ کما قال تعالیٰ فی سورۃ النحل الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور یہی مذہب حضرت امام المحدثین امام بخاریؒ ودیگر ائمہ محدثین وفقہاء اہلسنت وجماعت کا ہے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام بخاریؒ نے تصریح کی ہے کہ جب کلمہ کفر وشرک کہنے سے بحالت جبر واکراہ گناہ لازم نہیں آتا تو طلاق بھی بحالت جبر واکراہ واقع نہیں ہوتی۔ قال الحافظ فی فتح الباری شرح صحیح البخاری فی باب طلاق المکرہ والسکران واحتج عطاءؒ بآیۃ النحل الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان قال عطاء الشرک اعظم من الطلاق اخرجہ سعید بن منصور بسند صحیح وقررہ الشافعیؒ بان اللہ لما وضع الکفر عمن تلفظ بہ حال الاکراہ واسقط عنہ احکام الکفر فکذالک یسقط عن المکرہ مادون الکفر لان الاعظم اذا سقط سقط ما ھو دونہ بطریق الاولی والی ھذہ النکتۃ اشار البخاریؒ بعطف الشرک علی الطلاق فی الترجمۃ انتھی۔ الغرض اکراہ کی حالت میں محققین اہل سنت وجماعت واہلحدیث کے نزدیک نہ طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ ہی کلمہ کفر کہنے سے قائل اس کا کافر ہوجاتا ہے اگرچہ حنفیوں نے طلاق میں اختلاف کیا ہے مگر بحالت اکراہ وجبر کلمہ کفر یا شرک کہکر جان بچالینے کی رخصت کے قائل ہیں ملاحظہ ہو فتاوے قاضی خاں درمختار عالمگیری وغیرہ

مولانا ابو [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible] کا فتوی

قال فی المعالم واجمع العلماء علی ان من اکرہ علی کلمۃ الکفر یجوز لہ ان یقول ذلک (کما ان عمار انہ قال کلمۃ الکفر فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجاز ذلک رسول اللہ صلعم ذلک) واذا قال بلسانہ غیر معتقد لا یکون کفرا وان ابی ان یقول حتی یقتل کان افضل الخ اس سے معلوم ہوا کہ اکراہ وجبر کی حالت میں جان بچانے کیلئے اگر کلمہ کفر یا شرک کا کہدیا جائے تو شرعاً جائز رخصت ہے کسی قسم کا گناہ لازم نہیں آتا ملاحظہ ہو تفسیر کبیر وبیضاوی وجامع البیان وفتح البیان واحیاء العلوم وغیرہ واللہ اعلم بالصواب۔ الراقم حکیم مولوی حاجی حافظ واعظ مناظر مبلغ اسلام ابو تراب محمد عبدالحق مالک وایڈیٹر اخبار اہل السنت والجماعت امرتسر ومالک شفاخانہ حقانی وسند یافتہ از حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث مرحوم دہلوی وسند یافتہ از مولانا شیخ حسین صاحب محدث یمنی بھوپالی مرحوم وسند یافتہ از حکیم احمد خاں صاحب مرحوم دہلوی وتعلیم یافتہ از مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور وفیض عام کانپور وفاتح اول قادیان و فاتح کانگریس وسند وتمغہ یافتہ از آل انڈیا طبی کانفرنس دہلی مورخہ ۱۵ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ ستمبر ۱۹۳۵ء

الجواب صحیح ۲۵ حکیم ابو اسحاق محمد احسان الحق بقلم خود عفی عنہ

۲۲

صورت مسئولہ میں جبکہ کفار غالب ہو کر کسی مسلمان کو گھیر لیں۔ اور وہ مسلمان ان کفار سے عاجز ہو جائے۔ اور خیال کرے کہ اگر میں انکار کروں تو مجھکو قتل کر ڈالیں گے اور اس کے سر پر تلوار تولے کھڑے ہو جائیں تو ایسے اکراہ کے موقع پر اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر الفاظ شرک وکفر کا کہنا درست اور جائز ہے بدلیل اس آیت اور حدیث کے جو سوال میں مذکور ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انما الاعمال بالنیۃ لکل امرء ما نوا انتہی۔ اکراہ کی حالت میں اس کا دل ٹھیک اور مملو بالایمان ہے۔ اور اس کے عقیدہ میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ اور محل ایمان قلب ہے لہذا شخص مکرہ اگر کلمہ کفر عند الاکراہ کہے تو جائز ہوگا۔ کیونکہ حالت اکراہ میں اپنی زبان سے جو کچھ کہا ہے وہ محض لغو ہے قال علامۃ ابن القیم فی زاد المعاد۔ فکلام المکرہ کلہ لغو ولا عبرۃ بہ وقد دل القران علی ان من اکرہ علی التکلم بکلمۃ الکفر لا یکفر انتہی۔ یعنی علامہ ابن القیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ مکرہ کا کل کلام لغو ہے اعتبار اس کا نہیں۔ اس لئے قرآن شریف اس پر دال ہے کہ اکراہ کی حالت میں شخص مکرہ کلمہ کفر کے کہنے سے کافر نہیں ہوتا۔ علامہ موصوف اعلام الموقعین میں فرماتے ہیں والمکرہ علی کلمۃ الکفر اتی بصریح کلمۃ ولم یکفر لعدم ارادتہ انتہی۔ یعنی شخص مکرہ صراحۃ کلمہ کفر کے لانے سے کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ ارادہ اور قصد اس کا نہیں۔

مولانا محمد علی علاء الدین از مالدہ

قال الحافظ فی الفتح قال ابن بطال تبعاً لابن المنذر اجمعوا علی ان من اکرہ علی الکفر حتی خشی علی نفسہ القتل فکفر و قلبہ مطمئن بالایمان انہ لا یحکم علیہ بالکفر ولا تبین زوجتہ انتھی یعنی حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ابن بطال نے بتابع ابن المنذر کے کہا کہ محدثوں کا اجماع ہے کہ جو شخص کفر پر اکراہ کیا گیا حتی کہ اپنے نفس پر قتل ہونیکا خوف کیا اور کفر ہی کرڈالا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا تو اس حالت میں اس پر کافر کا فتویٰ نہ ہوگا۔ اور نہ اس کی بی بی جدا ہو جائے گی۔ جامع البیان میں ہے کہ الاجماع علی جواز کلمۃ الکفر عند الاکراہ لکن الافضل ترکہ وان قتل انتھی۔ یعنی عند الاکراہ کلمۂ کفر کے کہنے پر اجماع ہوگیا ہے۔ لیکن ترک اس کا افضل ہے۔ اگرچہ قتل ہو جائے۔ دلائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عند الاکراہ کلمۂ کفر صرف زبان سے کہنا رخصت ہے۔ والتفصیل مذکور فی الکتب۔ کتبتہ مابدالی والعلم عند اللہ العظیم۔ [26] ابو مسلم محمد شجاع الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ دارالہدیٰ دیور نگر بنگال۔ مالدہ ۲۵ رجمادی الثانی ۱۳۵۴ھ

[27] ابوعرفان محمد سلیمان عفی عنہ بمقام دیور نگر

[28] سوال مذکور کا جواب صحیح ہے عین الدین مدرس مدرسہ دلشاد پور ضلع راجشاہی

[29] ہو التحقیق ما قال المجیب محمد محی الدین عفی عنہ سلفی باشریب پوری

[30] المجیب مصیب خادم شریعت رسول الثقلین ابو القاسم محمد حسین عفی عنہ مفتی و ناظم دار العلوم باشریب پور۔ مالدہ۔

[31] الجواب صحیح راجی رحمۃ ربہ الجلیل ابو خلیل محمد اسمٰعیل غفر لہ دینی نگر ۲۸ رجمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ

[32] شرک اور کفر دونوں لفظوں میں باعتبار مفہوم کے تغایر ہے۔ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم مغفور لکھتے ہیں لفظ الشرک معناہ ان یعبد غیر اللہ مع اللہ وھذا ھو الواقع ولفظ الکفر معناہ الجحود والتکذیب والانکار علی ما علم مجیئ الرسول بہ ضرورۃ (الدین الخالص جلد اول ۱۱) واصل الکفر تغطی الشیء تغطیۃ تستھلکہ (مجمع البحار جلد ۳ ۲۱۹) الکفر بالضم ضد الایمان ویفتح کالکفور والکفران بضمھما وکفر نعمۃ اللہ وبھا جحدھا وسترھا وکافرہ حقہ جحدہ (قاموس ۳۲۵) شرک کا معنی شریک ٹھہرانا اور کفر کا معنی انکار کرنا پردہ ڈالنا جھٹلانا ہے لہذا دونوں لفظ باعتبار مفہوم کے متغایر ہیں۔ لیکن صدق کے اعتبار سے دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت۔ کفر عام اور شرک خاص ہے جہاں شرک کی صورت متحقق ہوگی وہاں کفر ضرور پایا جائیگا مثلاً کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید کی تکذیب کرے اور

مولانا عبدالوہاب صاحب آروی کا فتویٰ

اسکے ساتھ غیر اللہ کو شریک ٹھہراوے تو اس صورت میں شرک اور کفر دونوں متحقق ہیں۔ اور اس شخص کو شریعت کی اصطلاح میں مشرک بھی کہا جائے گا اور کافر بھی اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن پاک میں جا بجا مشرکین کو کافر کہا گیا ہے تمثیلاً ملاحظہ ہو۔ حتی اذا جاءت رسلنا یتوفونھم قالوا این ماکنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا وشھدوا علی انفسھم انھم کانوا کافرین (سورہ اعراف رکوع ۴) والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلال (سورہ رعد رکوع ۲) وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل (ای الیھود) اتخذوا احبارھم ورھبانھم الی قولہ ولو کرہ الکافرون (سورہ توبہ رکوع ۵) ان آیتوں میں مشرکین کے اقوال و اعمال شرکیہ کو بیان فرما کر ان کو کافر کہا۔ (وقس علی ھذا)۔ اسی مناسبت کی وجہ سے بسا اوقات شرک کی تفسیر کفر کے ساتھ کر دی جاتی ہے ملاحظہ ہو مجمع البحار جلد ۲ ص ۱۸۵ الشرک الکفر۔ اور امام نووی فرماتے ہیں۔ ثم ان الشرک والکفر یطلقان بمعنی واحد وھو الکفر باللہ تعالی وقد یفرق بینھما فیختص الشرک بعبدۃ الاوثان وغیرھا من المخلوقات مع اعترافھم باللہ تعالی ککفار قریش فیکون الکفر اعم من الشرک واللہ اعلم۔ (شرح مسلم ص ۶۱ جلد ۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی) اور دونوں لفظوں میں اسی مناسبت کی وجہ سے کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ لفظ شرک کا اطلاق کفر پر بھی آیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ والمراد بالشرک فی ھذہ الایۃ الکفر لان من جحد نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً کان کافرا ولو لم یجعل مع اللہ الٰہ اخر والمغفرۃ منفیۃ لہ بلا خلاف وقد یرد الشرک ویراد بہ ما ھو اخص من الکفر کما قولہ تعالی لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین الخ (فتح الباری شرح بخاری ص ۵۸) چونکہ کفر عام اور شرک خاص ہے۔ اسلئے بعض صورتیں ایسی ہیں جن پر کفر اصطلاحی صادق ہیں مگر شرک اصطلاحی صادق نہیں ہے مثلاً کوئی شخص خالق کائنات ہی کا منکر اور لامذہب ہو تو ایسا شخص کافر اصطلاحی ہے مگر مشرک اصطلاحی نہیں۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں اعلم انہ صعب علی المتکلمین ذکر حد الکفر (الی)، فاذن الکفر عدم تصدیق الرسول فی شیٔ مما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ ومثالہ من انکر وجود الصانع او کونہ عالما قادرا مختارا (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۱۰) تشریح مذکور سے امور ذیل معلوم ہوئے۔ (۱) کفر اور شرک دونوں کے مفہوموں میں متغایر ہے (۲) صدق اور تحقق کے اعتبار سے دونوں میں عموم خصوص مطلق کی

نسبت ہے (۳) شرک کی تمام صورتوں پر کفر کا اطلاق صحیح ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ کفر کا لفظ شرک کی تمام صورتوں کو شامل ہے مگر شرک کا لفظ کفر کی تمام صورتوں کو شامل نہیں ہے۔

اس ضروری تشریح کے بعد زیر بحث (آیت) من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کا معنیٰ واضح ہوجاتا ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنیوالے کیلئے غضب الٰہی عذاب الیم۔ کی اشد وعید ہے۔ مگر جو شخص اکراہ کی حالت میں قلب مطمئن بالایمان کفریہ کلمات کا تلفظ کرے اس کو اس وعید سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے اس آیت میں کفر باللہ کا ذکر ہے اور اس کا حکم کیا گیا ہے اور تشریح مذکور سے واضح ہوچکا ہے کہ کفر باللہ اشراک باللہ کی تمام صورتوں کو شامل ہے اور شرک کی تمام صورتیں کفر میں داخل ہیں اسلئے حالت اکراہ میں قلب مطمئن بالایمان شرکیہ کلمات کا تلفظ کرنیوالا بھی۔ غضب الٰہی اور عذاب الیم۔ کی وعید سے مستثنیٰ ہے خواہ وہ شرکیہ کلمات منتر کی قسم سے ہوں یا کچھ اور واللہ اعلم بالصواب کتبہ[۳۲] عبدالوہاب الآروی۔

خادم الطلبہ بدار العلوم انوار احمدیہ ببلدۃ آرہ دار العلوم انوار احمدیہ ۔ آرہ

[۳۳] الجواب صحیح عبدالغفار حسن عمرپوری مدرس مدرسہ انوار احمدیہ آرہ

الجواب صحیح عبدالمتین مدرس دار العلوم انوار احمدیہ آرہ

[۳۵] الجواب صحیح احمد حسین مدرس مدرسہ انوار احمدیہ آرہ

شرک کرنا الفاظ شرک وکفر کا زبان سے نکالنا ان سے جھاڑ پھونک کرنا حرام ہے۔ اگر کفار کے ظلم مذکور کی حالت میں کوئی شخص بطور دفع الوقتی کے ان الفاظ کو غیر نافع سمجھکر زبان سے نکالے تو شرعاً کافر و مشرک نہیں ہوگا بدلیل الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان وحدیث ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ اور انما الاعمال بالنیات کے۔ ھذا[۳۷] عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ الراقم محمد وقاص علی غفرلہ مدرس مدرسہ نور الہدیٰ موضع قمر گاؤں جے پور ہاٹ ضلع بگرا مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۵ء

بدلیل آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور بدلیل آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنھم۔ اور بدلیل آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اور بدلیل آیت ولکن ما تعمدت قلوبکم۔ اور بدلیل حدیث انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نویٰ۔ اور بدلیل واقعہ حضرت عمار بن یاسرؓ وغیرہ اور بدلیل حدیث ان اللہ تجاوز عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا

مولانا محمد وقاص علی صاحب کا فتویٰ

مولانا [illegible] صاحب کا فتویٰ

علیہ وغیرہ کے شرعاً اس کے لئے رخصت وجواز ہے یہ جو دلائل ہیں وہی کافی ہیں بیشک بحالت اکراہ رخصت وجواز ہے ومن قال سوا ذالک فھو کاذب انا العبد عبدالتواب غزنوی ثم العلیگڈی

۳۸
مذکورہ بالا صورت میں اگر کوئی مسلم اپنی جان بچانے کیلئے اپنی زبان سے کفریہ الفاظ نکالے اور اس کا دل مطمئن ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جائز ہے۔ اور ایسا کرنیکی وجہ سے وہ مشرک یا کافر نہیں ہوگا

دلائل۔ پہلی دلیل۔ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (بخاری شریف)

دوسری دلیل۔ عمار بن یاسرؓ اور ان کے والد اور والدہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو مشرک گرفتار کرکے لے گئے تھے ان کی والدہ اور والد کو بری طرح سے شہید کیا گیا۔ جب عمارؓ کی باری آئی تو ان سے کہا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرو اور ان کو نبی نہ مانو۔ عمارؓ نے کفریہ الفاظ کہے حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور ان کے بتوں کو اچھا کہا۔ جب اس بات کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا اور لوگوں نے اطلاع دی کہ عمارؓ کافر ہوگئے۔ تو آپ نے فرمایا کلا ان عمارا ملئ ایمانا من قرنہ الی قدمہ واختلط الایمان بلحمہ ودمہ (ہرگز نہیں عمارؓ تو سر سے لیکر پاؤں تک ایمان ہی سے بھرے ہوئے ہیں اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے)۔ پھر عمارؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے۔ آپنے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ عمارؓ نے جواب دیا۔ مجھسے برائی ظاہر ہوئی ہیں نے آپ کی توہین کی اور ان کے بتوں کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا تیرا دل کیسا تھا؟ جواب دیا کہ ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ کے آنسو صاف کئے اور فرمایا کہ اگر پھر ایسا موقعہ ہو تو پھر ایسا کہدینا۔ انھیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔ تفسیر ابن کثیر و معالم التنزیل ج ۵ ص ۹۴۔

اسی کے ذیل میں حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں ولھذا اتفق العلماء علی ان المکرہ علی الکفر یجوز لہ ان یوالی ابقاء لمھجتہ۔ اسی واسطے تمام علمائے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جس شخص کو کفر پر مجبور کیا جائے تو وہ اپنی جان بچانے کی خاطر ان سے دوستی کرسکتا ہے۔ جیسے عمارؓ اور کفر سے انکار بھی کرسکتا ہے جیسے بلالؓ کو سخت تکلیف دیجاتی تھی تو احد احد ہی کہتے تھے اور کفریہ الفاظ نہ نکالتے۔ تیسری دلیل لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰۃً۔ چوتھے پارہ میں فرمایا۔ مومن مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو شخص ایسا کرے گا اسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر تمہیں ان سے خطرہ محسوس ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطرہ اور ڈر کیوجہ سے

ان سے دوستی کرنی جائز ہے۔ اور دوستی اسی وقت ہوگی جبکہ کفریہ الفاظ نکالے جائیں۔ چوتھی دلیل ابراہیم علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے ڈر سے اپنی بیوی کو بہن کہا تھا۔ بخاری شریف ج۲ ص۱۰۲۶ پانچویں دلیل عورت سے اگر زبردستی زنا کیا جائے تو عورت پر شرعاً کوئی حد نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَنْ يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ اور جس شخص نے انھیں زنا پر مجبور کر دیا زبردستی کی پس تحقیق اللہ تعالیٰ زبردستی زنا کرنے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اکراہ کی حالت میں جان بچانے کی خاطر کفریہ الفاظ کہدینا جائز ہے ہذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ابو نعیم عبد الحکیم قصوری مولوی فاضل ۱۲ ر جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ

ع۳۹ اقول وبہ نستعین۔ محض جان بچانے کی غرض سے بشرطیکہ قلب مطمئن بالایمان ہو الفاظ شرکیہ و کفریہ زبان سے نکال لینا رخصت ہے بدلیل آیہ کریمہ و حدیث شریف مذکورین فی السوال۔ اور اس رخصت پر اجماع ہے۔ فتح الباری ج۱۲ ص۲۵۴ میں ہے قال ابن بطال تبعاً لابن المنذر۔ اجمعوا علی من اکرہ علی الکفر حتی خشی علی نفسہ القتل فکفر وقلبہ مطمئن بالایمان انہ لا یحکم علیہ بالکفر ولا تبین زوجتہ۔ عون المعبود ط ج۳ میں ہے قال ابن بطال اجمعوا علی ان من اکرہ علی الکفر واختار القتل انہ اعظم اجراً عند اللہ ممن اختار الرخصۃ فتح الباری ص۳۸ ج۱ تحت آیہ کریمہ ولکن یواخذ بما کسبت قلوبکم کے مذکور ہے۔ وقولہ بما کسبت قلوبکم ای بما استقر فیہا۔ والایۃ وان وردت فی الایمان بالفتح فالاستدلال بہا فی الایمان بالکسر واضح للاشتراک فی المعنی اذ مدار الحقیقۃ فیہما علی عمل القلب۔ حاصل ان عبارتوں کا یہ ہے کہ قتل کے خوف کی صورت میں الفاظ کفریہ کا استعمال کرنا رخصت ہے اور اس رخصت پر تمام علماء کا اتفاق اور اجماع ہے۔ نہ کفر کا حکم صادر ہو سکتا ہے اور نہ اس کی بی بی اس کے نکاح سے خارج ہو سکتی۔

تفسیر کبیر جزء خامس ص۳۵۱ میں ہے روی ان ناساً من اہل مکۃ فتنوا فارتدوا عن الاسلام بعد دخولہم فیہ وکان فیہم من اکرہ واجری کلمۃ الکفر علی لسانہ مع انہ کان بقلبہ مصراً علی الایمان منہم عمار وابواہ یاسر وسمیۃ۔ الی قولہ فاتی عمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یبکی فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح عینیہ ویقول مالک ان عادوا لک فعد لہم بما قلت ہکذا فی المدارک ج۱ ص۳۵۱ وہکذا فی تفسیر ابی سعود جزء خامس ص۲۷۳ علی الرازی۔ وہکذا فی الہدایۃ ص۲۹۳ ج۳ خلاصہ ان عبارتوں کا یہ ہے کہ عمار بن یاسرؓ کو آنحضرت صلعم نے

الفاظ کفریہ استعمال کرنے کی اجازت دی جب جب ایسا واقعہ پیش آوے بشرطیکہ قلب مطمئن بالایمان ہو۔ فقط۔ کتبہ احمد عفی عنہ مدرس فیض عام مئوناتھ بھنجن ضلع اعظمگڈھ ۱۲ جمادی الاخری ۵۴ھ

الامر ما قال الحبیب المجتبیٰ ✣ والجواب حقاً وھو فیہ مصیبٌ

صورت مسئولہ میں لاریب ایسا مسلمان جسکا دل مطمئن بالایمان ہے اگر کسی کے زبردستی کرنے سے بادل ناخواستہ منہ سے کلمات شرکیہ نکالدے تو وہ اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا۔ دلیل اس کی خود آیہ کریمہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور شان نزول ہے جسکا حکم تاقیام قیامت عام ہے۔ فتح البیان ص۲۸۰ ج ۵ میں ہے والحق ان الاٰیۃ عامۃ فی کل من اکرہ علی الکفر وقلبہ مطمئن بالایمان وان کان السبب خاصاً اور ص۲۷۹ میں ہے قال القرطبی اجمع المفسرون واھل العلم علی ان من اکرہ علی الکفر حتی خشی علی نفسہ القتل انہ لا اثم علیہ ان کفر وقلبہ مطمئن بالایمان ولا تبین منہ زوجتہ ولا یحکم علیہ بحکم الکفر وھکذا فی عامۃ الکتب وفی ھذا القدر کفایۃ لمن لہ درایۃ ٥

فاقول ما قال المجیب المرتضیٰ ✣ واصاب فی ھذا الجواب مجیبٌ

کتبہ العاجز محمد ابو النعمان الاعظمی ۱۹۳۵ء

صورت مسئولہ میں کلمات کفریہ وشرکیہ منہ سے نکالنا قطعاً حرام ہے لیکن جبر واکراہ کی حالت میں جبکہ جان کے تلف ہونیکا بالکل یقین ہو تو جائز ورخصت ہے بشرطیکہ قلب مطمئن ہو۔ جیساکہ جوابات مذکورہ بالا میں اس کے دلائل منقول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مکرہ کی طلاق بھی نہیں واقع ہوتی، اور جو عورت زنا پر زبردستی کی گئی اس پہ شرعی حد نہیں۔ فقط حررہ محمد سلیمان مئوی ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ

الجواب صحیح عبدالرحمن عفی عنہ بقلم خود

صورت مرقومہ بالا جو سوال کے اندر مذکور ہے حالت اکراہ وجبر ہے۔ ایسی حالت میں کفر وشرک بالاقوال والافعال کرنا عند الشرع روا ورخصت ہے بشرطیکہ دل مطمئن بالایمان رہے یہی آیت مذکورہ بالا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور حدیث مندرجہ بالا ان اللہ وضع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ۔ وحدیث انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئٍ مانوی وغیرہ رخصت وجواز کی بین دلیل ہے۔ باقی اگر کوئی باوجود ایسی حالت اکراہ میں لا تشرک باللہ وان قتلت وحرقت عزیمت کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے قتل یا ضرب ھوان کو اختیار کرے تو وہ عند اللہ اجر جزیل سے فائز المرام ہوگا۔ اسی مضمون پر امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاکراہ کرکے خاص ایک کتاب لاتے ہیں اور باب باندھتے ہیں کہ۔ من اختار الضرب و القتل والھوان علی الکفر جس کے ماتحت تین حدیثیں وارد کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ مومن کے نزدیک کفر و شرک کو اختیار کرنے سے قتل کو اختیار کرنا یا ضرب و ہوان پر صابر رہنا اسہل ہے یعنی مومن کی شان یہ ہے کہ کفر و شرک پر قتل یا ضرب و ہوان کو اختیار کرے۔ جیسے حضرت بلالؓ حضرت خبابؓ۔ حضرت صہیبؓ وغیرہم۔ ضرب و ہوان پر صابر تھے۔ اور عمار بن یاسرؓ کے والدین اور قریش کی ایک جاریہ قتل کو اختیار کئے تھے اور خود حضرت عمار بن یاسرؓ رخصت کو اختیار کئے تھے۔ جس کی شان میں یہ آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان نازل ہوئی۔ الحاصل آیت مذکورہ اور احادیث مندرجہ بالا رخصت و جواز کی بین دلیل ہے۔ اور حدیث لا تشرک باللہ و ان قتلت وحرقت یا اسی مضمون پر کوئی آیت و حدیث عزیمت کی دلیل ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو فتح البیان مع ابن کثیر جلد خامس صفحہ ۱۲۹ و صفحہ ۳۸۱۔ فتح الباری اٹھائیسویں پارہ صفحہ ۴۹ تا صفحہ ۵۲ زاد المعاد جلد ثانی صفحہ ۲۴۱ اور اعلام الموقعین جلد ثانی صفحہ ۳۷ کی طرف رجوع کریں۔ ہذا عندی واللہ اعلم بالصواب علمہ اتم۔ حررہ بندہ عبد الخبیر کان اللہ لہ ولوالدیہ مورخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ ساکن بڑمبہ۔ کوئی کالا ضلع ہوگلی۔ بنگال۔

قد صح الجواب محمد عبد اللطیف سکرٹری انجمن اہلحدیث بنگال و آسام

مولانا عبداللطیف صاحب کا فتوی

مذکورہ بالا صورت میں جبکہ ایک مسلمان نرغہ کفار میں پھنس گیا ہے اور وہ اس پر تلواریں تولے کھڑے ہیں اور اس کی زبان سے کلمات کفر و شرک کہلانے پر آمادہ ہیں تو ایسی صورت میں اُسے شرعاً اجازت ہے کہ دل میں ایمان کو جاگزیں کرتے ہوئے جان عزیز کو بچانے کیلئے ان کلمات کو غیر نافع سمجھکر زبان سے کہدے تو اس کے واسطے جائز ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کہ شرک و کفر تمہیں کسی حالت میں درست نہیں بلکہ قطعاً حرام ہے البتہ ایسا آدمی جس پر اکراہ کیا جارہا ہے تو اس کو جائز ہے کہ جان بچانے کیواسطے ایمان کو دل میں رکھتے ہوئے کلمات ممنوعہ کا تلفظ کرے۔ نیز حدیث شریف ان اللہ تجاوز عن امتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مکرہ سے جو کچھ کہلایا جاوے اس پر اس کو عند اللہ مواخذہ نہ ہوگا بشرطیکہ اطمینان قلبی اس کا سلامت رہے مکرہ کی تعریف امام بخاری نے یوں کی ہے والمکرہ لا یکون الا مستضعفاً غیر ممتنع من امر بہ۔ وقال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی قول ہے کہ اگر کسی پر اکراہ جور کرے اور

وہ زبان سے خلاف شرع کلمہ نکال دے بشرطیکہ وہ اس کا معتقد نہیں تو جائز ہے اور قول حسن رضی اللہ عنہ کا مفاد بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں تقیہ کر لینا درست ہے یعنی زبان سے کہدے اور دل میں اعتقاد نہ رکھے۔ اور اگر کوئی مریض جاں بلب ہے یا کسی زہریلی چیز نے کاٹا ہے اور زندگی سے مایوس ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں شرکیہ دم جھاڑ قطعاً حرام ہیں کیونکہ یہ اکراہ کی صورت سے خارج ہے لہذا یہ اُس حکم میں داخل نہیں نیز حدیث میں ہے لا تشرک باللہ ان قتلت او حرقت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک بغیر اکراہ حرام ہے اور بیماری کی حالت میں اور کسی چیز کے کاٹنے میں کوئی اکراہ کرنیوالا نہیں ہوتا لہذا یہ صورت اُس سے مستثنا ہے

واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ عبدالطیف حصاری غفرلہٗ ۲۵ھ

علا۴ شخص مذکور کو صورت مرقومہ بالا میں اپنے دل کو ایمان پر مطمئن رکھکر کفر کا کلمہ زبان سے نکالنا مباح ہے اگر صبر کرے اور کلمہ کفر مُنہ سے نہ نکالے اور شہید ہو جائے تو اس کو بڑا ثواب ہو گا کہ اس نے عزیمت سے کام لیا۔ مگر یہ کام مشکل ہے اور دین میں آسانی ہے اس لئے اکراہ کے وقت دل کو ایمان پر بکار رکھکر کلمہ کفر صادر کرنے کی اجازت ہے۔ قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہٖ تحت قولہ تعالیٰ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان الآیہ فھو استثناء ممن کفر بلسانہ ووافق المشرکین بلفظہ مکرھا لما نالہ من ضرب واذی (الی قولہ) وھو یقول احد احد ویقول واللہ لو اعلم کلمۃ اغیظ لکم منھا لقلتھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ ان روایات سے ثابت ہوا کہ اگر اخراج کلمہ کفر سے انکار کرے تو عزیمت ہے اور اسے ثواب ہو گا مگر اسے دل اپنا ایمان پر مضبوط رکھکر جان بچانے کیلئے کلمہ کفر کا صادر کرنا مباح ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں واما من اکرہ علی ذلک فھو معذور بالآیۃ (الی قولہ) والمشھور ان الآیۃ المذکورۃ نزلت فی عمار بن یاسرؓ اور وہی حدیث ذکر کرتے ہیں جو اوپر حافظ ابن کثیر سے مذکور ہو چکی ہے یعنی قال اخذ المشرکون عمار بن یاسر الخ) اس کے بعد چند احادیث ذکر کرکے لکھتے ہیں واخرج ابن حمید من طریق ابن سیرین (الی قولہ) ان عادوا فعد ورجالہ ثقات مع ارسالہ ایضا وھذہ المراسیل یقوی بعضھا ببعض . . وقد اخرج الطبری . . . عن ابن عباس فی قولہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان قال اخبر اللہ ان من کفر بعد ایمانہ فعلیہ غضب من اللہ واما من اکرہ بلسانہ وخالفہ قلبہ بالایمان لینجو بذلک من عدوہ فلا حرج علیہ ان اللہ انما یأخذ العباد بما عقدت علیہ قلوبھم . . . (الی قولہ) وکان البخاری اشار بایرادہ

الی الرد علی من فرق فی الاکراہ بین القول والفعل لان العمل فعل واذا کان لا یعتبر الا بالنیۃ کما دل علیہ الحدیث فالمکرہ لا نیۃ لہ بل نیتہ عدم الفعل الذی اکرہ علیہ و احتج بعض المالکیۃ بان التفصیل یشبہ ما نزل فی القرآن لان الذین اکرھوا انما ھو علی الکلام فیما بینھم وبین ربھم ... وتعقبہ ابن المنیر بانھم اکرھوا علی النطق بالکفر وعلی مخالطۃ المشرکین ومعاونتھم وترک ما یخالف ذالک والتروک افعال علی الصحیح اھ واللہ اعلم فتح الباری مطبوعہ ہند جز ۲۸ صفحہ ۵۱-۲۵۰ محمد اکرم مدرس مدرسۃ القرآن والحدیث

ہالہ سندھ ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ

ایسی صورت میں کفر اور شرک کے الفاظ محض زبان سے نکالنے کی اجازت ہے۔ سوال کے ضمن میں دلائل مذکور ہوئے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں وفی الاستشفاء بما شرع اللہ ورسولہ ما یغنی عن الشرک واھلہ۔ والمسلمون وان تنازعوا فی جواز التداوی بالمحرمات کالمیتۃ والخنزیر فلا یتنازعون فی ان الکفر والشرک لا یجوز التداوی بہ بحال لان ذلک محرم فی کل حال ولیس ھذا کالتکلم بہ عند الاکراہ فان ذلک انما یجوز اذا کان قلبہ مطمئنا بالایمان والتکلم بہ انما یؤثر اذا کان بقلب صاحبہ ولو تکلم بہ مع طمانینۃ قلبہ بالایمان لم یؤثر۔ والشیطان اذا عرف ان صاحبہ مستخف بالعزائم لم یساعدہ وایضا فان المکرہ مضطر الی التکلم بہ ولا ضرورت الی ابراء المصاب بہ لوجہین احدھما انہ قد لا یؤثر اکثر مما یؤثر من یعالج بالعزائم فلا یؤثر بل یزیدہ شرا والثانی ان فی الحق ما یغنی عن الباطل انتھی۔ ایضاح الادلہ۔ یعنی قرآن حدیث میں شفا حاصل کرنے کے طریق مشرکین کے طریقوں سے ہمیں بے نیاز کر دیتے ہیں اجماع ہے کہ کفر و شرک سے علاج مطلقاً حرام ہے لیکن کفریہ شرکیہ الفاظ سے بوقتِ اکراہ دم جھاڑ کرنا دل کو مطمئن بالایمان رکھ کر بیشک جائز ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے وقت کے یہ کلمات محض بے سود ہوں گے کیونکہ دلی لگاؤ نہیں لیکن بے دلی سے صرف جان بچانے کیلئے یہ جھاڑ پھونک ہوئی ہے نہ اس کے کرنے والے کا مقصود بیمار کو فائدہ پہنچانا ہے نہ شیطان اس صورت میں اپنا کام کرتا ہے ویسے ہی جھاڑ پھونک سے شفا کا حاصل ہونا یقینی نہیں ہے تو ایسی صورت میں تو اور بھی زیادہ غیر یقینی ہو جائیگا۔ فقط حررہ العبد العاصی الراجی رحمۃ ربہ الغنی المدعو بکبیر الدین۔ المدرس بدار الحدیث۔ برائے دھکہ

قد اصاب من اجاب محمد عبدالواحد (مولوی فاضل)

از حکیم صاحب ایڈیٹر اخبار اہلسنت والجماعت

۴۹ اکراہ کی حالت میں جبکہ خوف قتل اور تلف جان کا ہو تو عزیمت یہ ہے کہ کلمہ کفر و شرک نہ کہے اور رخصت یہ ہے کہ کلمہ کفر و شرک کا زبان سے کہکر اپنی جان بچالے اور دل میں نیت کفر و شرک کی نہ کرے کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النحل۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور حضرت امام بخاریؒ امام المحدثین کا مذہب بھی یہی ہے کہ جب کلمہ کفر و شرک کا اکراہ کی حالت میں کہنے سے گناہ لازم نہیں آتا تو طلاق بھی بحالت اکراہ وجبر واقع نہیں ہوتی قال الحافظ فی الفتح فی باب طلاق المکرہ والسکران واحتج عطاء بایۃ النحل الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان قال عطاء الشرک اعظم من الطلاق اخرجہ سعید بن منصور بسند صحیح وقررہ الشافعی بان اللہ لما وضع الکفر عمن تلفظ بہ حال الاکراہ واسقط عنہ احکام الکفر فکذلک یسقط عن المکرہ ما دون الکفر لان الاعظم اذا سقط سقط ما ھو دونہ بطریق الاولیٰ والی ھذہ النکتۃ اشار البخاری بعطف الشرک علی الطلاق فی الترجمۃ۔ الغرض اکراہ کی حالت میں نہ طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ ہی کلمہ کفر کہنے سے قائل اس کا کافر ہوجاتا ہے قال فی المعالم واجمع العلماء علی ان من اکرہ علی کلمۃ الکفر یجوز لہ ان یقول ذالک کما ان عمار اذا قال کلمۃ الکفر فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجاز رسول اللہ صلعم ذلک لا اذا قال بلسانہ غیر معتقد لا یکون کفرا وان ابی ان یقول حتی یقتل کان افضل لہ (معالم تفسیر سورت نحل) اس سے معلوم ہوا کہ اکراہ وجبر کی حالت میں جان بچانے کیلئے اگر کلمہ کفر یا شرک کا کہہ دیا جائے تو شرعاً جائز اور رخصت ہے کسی قسم کا گناہ لازم نہیں آتا کیونکہ جان کی حفاظت بھی ضروری ہے اسی واسطے اضطرار کی حالت میں حرام کھانا جائز ہے۔ راقم خادم حکیم مولوی ابو تراب عبد الحق ایڈیٹر اخبار اہلسنت والجماعت امرتسر (از اخبار اہلسنت ۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

از مولانا [illegible] صاحب امام [illegible] کا فتویٰ

الحمد للہ رب العالمین صورت مذکورہ میں یہ کافر و مشرک نہیں ہوگا۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان میں داخل ہے عن ابن مسعودؓ قال کل کلام یدرأ عنی سوطین الا کنت متکلما بہ وھو قول الجمھور (فتح الباری) اور زاد المعاد مصری ج ۱ صـ ۲۹۷ میں ہے ولما اشتد اذی المشرکین علی من اسلم وفتن منھم من فتن حتی یقولوا لاحدھم اللات والعزی الھک من دون اللہ فیقول نعم انتھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بصورت اکراہ تلفظ کلمۃ الشرک باوجود اطمینان قلب جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وقال صلی اللہ علیہ والہ وسلم انما الاعمال بالنیات۔ البتہ اس صورت میں جبکہ اکراہ بالفعل ہو کچھ راجح معلوم ہوتا ہے۔

اور اسی پر حدیث ابن ماجہ ولا تشرک باللہ وان قتلت او حرقت محمول ہو سکتی ہے۔ اور وہ حدیث جس کی تصحیح وسقم کے متعلق بحث نہیں کی جاتی کیونکہ اس وقت مستحضر نہیں ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ دو شخص ایک بت پر گذرے تو بت والوں نے کہا کہ کوئی چڑھاوا چڑھاؤ۔ ورنہ نہ جاؤ گے چنانچہ ایک قتل کیا گیا اور دوسرے نے ایک مگس چڑھادی تو یہ دوزخ میں گیا۔ اس سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ فعل درست نہیں ہے وھو قول الاوزاعیؒ مگر امام بخاریؒ کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ قول اور فعل میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ صورت مستثنیٰ ہے کہ بسبب اکراہ کے قتل نفس محرمہ جائز نہیں اگرچہ خود قتل ہو جائے (فتح الباری میں ہے۔ ولا یجوز لاحد ان ینجی نفسہ من القتل بان یقتل غیرہ انتھی۔ الحاصل کہ صورت مرقومہ میں اگر واقعی اس کو اپنی جان کا خطرہ ہے اور توریہ کرنے سے بسبب کسی وجہ کے مجبور ہے یا جاہل تو ایسا منتر کرنے سے کافر ومشرک نہیں ہوگا فقط واللہ اعلم

نیک محمد ابو اسحق

ابو اسحاق نیک محمد غفرلہ مدرس مدرسہ غزنویہ امرتسر

ھو الموافق للصواب۔ ما قال المفتی فھو صحیح بلا ارتیاب۔ موافقۃ للسنۃ والکتاب۔ جس پر جبر واکراہ کیا جاوے اس پر کہ وہ کلمہ کفر کا کہے یا فعل کفر کرے ورنہ اس کی جان ماری جاتی ہو۔ اور دل میں یقین کامل واطمینان واثق اسلام کے امر پر رکھتا ہو۔ تو اس کلمہ یا فعل کے بمجبوری کر دینے سے کافر نہیں ہوتا اور نہ زوجہ اس کی اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ کما فی الفتح من کفر باللہ من بعد ایمانہ۔ ای تلفظ وتکلم بالکفر او فعل فعل کفر (الی قولہ) فنزلت الا من اکرہ الخ یعنی کفر کا کلمہ ہو یا کفر کا فعل ہو جو کرے اس پر غضب وعذاب ہے بجز اسکے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ مفسرین اور اہل علم کا اجماع ہے کہ جان جاتی دیکھکر دل کو ایمان پر مضبوط رکھکر کفر کرنے والا بے گناہ ہے اس کی جورو اس کے نکاح سے نہیں نکلتی نہ اس پر احکام کفر جاری ہوتے ہیں بعض حضرات نے کلمہ کفر کی رخصت دیکر فعل کفر سے روکا ہے لیکن آیت کے الفاظ ان کے مخالف ہیں آیت میں قول فعل کا کوئی فرق نہیں ہے الخ۔ اگر قتل ہونے پر صبر کرے اور کفر نہ کرے تو افضل ہے۔ کما قال عماد الدین ابو الفدا اسمعیل ابن کثیر فی تفسیرہ و ھذا اتفق العلماء علی ان المکرہ علی الکفر یجوز لہ ان یوالی ابقاء لمھجتہ ویجوز لہ ان یابی (الی قولہ) وھو ثابت علی ذلک) انتھی یعنی اس میں تمام علما کا اتفاق ہے کہ ایسے شخص کے لئے جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نہ کرے جیسے کہ حضرت بلالؓ سختی سے سخت مصائب جھیلتے

مولانا نیک محمد صاحب امرتسری کا فتویٰ

رہے لیکن کفر سے انکاری رہے اور جیسے کہ حضرت حبیب بن زید انصاری کہ مسیلمہ نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن کفر سے باز رہے ۔ حافظ ابن عساکر نے ایک صحابی عبداللہ بن حذافہ کے ترجمہ میں قصہ طویلہ نقل کیا ہے انہ اسرتہ الروم الی قولہ فیأبی ۔ یعنی رومیوں نے انھیں ہر چند لالچ دی پھر دباؤ ڈالا لیکن انھوں نے جان دیدی اور ان کا کہا نہ کیا ۔ اور حدیث معاذ قال اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشر کلمات قال لاتشرک باللہ وان قتلت وحرقت الحدیث رواہ احمد والطبرانی یعنی گو قتل کر دیا جائے گو جلا دیا جائے خدا کے ساتھ شریک نہ کرنا ۔ اس کی سند میں انقطاع ہے اور حدیث منقطع قابل حجت نہیں ہوتی لیکن حدیث طارق بن شہاب کی مکھی کے چڑھاوے کی ابن قیم نے کہا یہ حدیث مرسل صحابی ہے ۔ . . . .

معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے ابتداءً ہی قصد خوف شرک کا نہیں کیا بلکہ محض اپنی خلاصی وبچاؤ جان کیلئے کیا جیسے کہ بشرح کتاب التوحید میں ہے ۔ جب شرک سب گناہوں سے بدتر ہے تو اس کی سزا بھی ویسی ہی بڑھکر ہے ۔ کما قال اللہ تعالی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ۔ تو شرک کا کرنیوالا بھی نہایت اذل واضل ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق ۔ وقال تعالی انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار ۔ وقال تعالی واذ قال لقمان لابنہ وھو یعظہ یابنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم اس لئے اس منتر کنندہ کو چاہئے چاہے اس نے جبر واکراہ سے یہ کام کیا ہے ۔ اب توبہ صحیح کر کے دین اسلام پر ثابت قدم ہوجائے اور آئندہ ایسے فعل سے احتیاط رکھے ۔ جیسا شاہ رفیع الدین صاحب نے تفسیر موضح القرآن میں لکھا ہے ۔ اور جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر سے یا زر کی لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں ؟ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ واستغفار کرکے ثابت قدم ہو جائے ۔ انتہی ۔ محمد جمال عفا اللہ عنہ امرتسری

ایسا شخص جو جبر واکراہ سے شرکیہ الفاظ صرف زبان سے بول کر دم کر دے اور اس کا دل توحید پر مطمئن ہو ۔ مشرک نہیں قرار پائے گا ۔ دیانتاً یعنی بینہ وبین اللہ ۔ کیونکہ اللہ باطن کا حال جانتا ہے ۔ مگر ظاہر میں آیہ کریمہ " الا من اکرہ " پر جو قیاس کیا گیا ہے اسکا مفہوم بھی یہی ہے

یعنی جبر واکراہ کی حالت میں کمزور طبیعت مسلمانوں کیلئے مباح کیا گیا ہے کہ وہ دل کو ایمان پر مطمئن رکھتے ہوئے صرف زبان سے کفر کا اقرار کرکے اپنی جان بچا سکتے ہیں یہ لوگ عند اللہ کافر نہیں ہونگے اور اس کے غضب سے محفوظ رہیں گے۔ کتبہ بقلمہ محمد اسلم جیراجپوری ع۵

۵۳ جو کچھ اوپر جواب دیا گیا ہے مجھے اس سے کلیۃً اتفاق ہے علماء کرام کو اس میں الجھنے کی ضرورت نہیں کیا اچھا ہو اگر وہ اپنا دماغ مال اور وقت کسی اچھے کام میں خرچ کریں واللہ الہادی عبد الحی۔ ۵۴

شخص مذکور کو رخصت اور جواز شرعاً حاصل ہے وہ مشرک اور کافر نہیں ہو سکتا۔ اس کی دلیلیں خود سوال میں موجود ہیں مزید یہ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ ما نوی (صحیحین) واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ۵۵ قاری احمد سعید مدرس جامعہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس ۵ اشوال ۱۳۸۳ھ

۵۶ اکراہ وجبر کی حالت میں کوئی فعل شرعاً معتبر نہیں اور نہ وہ فعل عند اللہ قابل مواخذہ ہے آیت قرآنی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اس پر شاہد ہے دیگر ہیچ۔ راقم آثم محمد حبیب اللہ عفی عنہ مدرس جامعہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس۔

۵۷ مذکورہ بالا صورت میں مکرہ علیہ کو شریعت کی طرف سے رخصت حاصل ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم عبد الغفار حسن عمرپوری مدرس جامعہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس۔

۵۸ اصاب من اجاب خاکسار قاری عبد الوہاب عفی عنہ بنارسی مدرس مدرسہ جامعہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس

الجواب وہو الموفق للصواب۔ جس شخص کے سر پر تلوار لیکر کھڑے ہو جائیں اور اس کو یہ کہیں کہ تو ایسا کر ورنہ ہم تجھ کو قتل کر دیں گے اگر شخص مکرہ نے جان بچانے کی خاطر اور دفع الوقتی کے طور پر ادا ان الفاظ کو غیر نافع سمجھتے ہوئے اجراء کلمۃ الکفر کر دیا تو اس شخص کو کسی صورت میں مشرک و کافر نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ شخص مکرہ مسلمان ہے اہل اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ تمام مفسرین ومحدثین وفقہاء رحمہم اللہ اجمعین کا اجماع ہے کہ اگر اکراہ کی صورت میں کسی شخص نے اجراء کلمۃ الکفر کر دیا تو جائز ہے۔ چنانچہ تفسیر جامع البیان ص۲۳۳ تا ۲۳۴ میں اس آیہ کریمہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی تفسیر یہ کی ہے الا من اکرہ علی کلمۃ الکفر وقلبہ مطمئن بالایمان لم یتغیر عقیدتہ اور تفسیر مذکور میں ایک صحابیؓ کا واقعہ جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت عمار بن یاسرؓ ہے تحریر کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو مشرکین کی جماعت نے گھیر لیا تھا اور عذاب کیا تھا۔ اور مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ کہا تھا کہ تم بھی ہم جیسے ہو جاؤ یعنی مرتد ہو جاؤ

پھر صاحب جامع البیان تحریر فرماتے ہیں فوا فقھم مکرھا وجاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتذرا والاجماع علی جواز کلمۃ الکفر عند الاکراہ لکن الافضل ترکہ و ان قتل اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ اگر عند الاکراہ کلمۃ الکفر منہ سے نکال دیا جائے تو جائز ہے چنانچہ رئیس المحدثین والمفسرین حضرت علامۃ الدھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صحیح بخاری جلد رابع مطبوعہ مصر ص۱۲۲ کتاب الاکراہ میں فرماتے ہیں ۔ و قول اللہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان نیز مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے متعلق صحیح بخاری پر حاشیہ لکھتے ہیں ۔ فیہ جواز الکفر عند الاکراہ بشرط الطمانینۃ بالایمان وان کان الافضل لثبات علی الایمان اور حضرت علامہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مسمی بہ اعلام الموقعین جلد ثالث ص۱۱۱ مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں المکرہ یأتی باللفظ المقتضی للحکم ولم یثبت علیہ حکمہ لکونہ غیر قاصد لہ ۔ علاوہ مفسرین و محدثین کے جمیع فقہاء کا بھی اس پر اجماع ہے کہ کلمۃ الکفر عند الاکراہ جائز ہے اور وہ شخص مکرہ مسلمان ہے ۔ چنانچہ کنز الدقائق مطبوعہ قاسمی دیوبند ص۳۲۵ میں ہے وعلی الکفر واتلاف مال المسلم بقتل وقطع لا بغیرھما یرخص وثیاب بالصبر اور دیگر کتب فقہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے الغرض شخص مذکور شرعاً اگر کلمۃ الکفر عند الاکراہ وعند احاطۃ الکفار یہ کہدے تو جائز ہے اور شریعت میں رخصت ہے اور شرعاً شخص مکرہ مسلمان ہے کافر اور مشرک اس شخص کو نہ کہنا چاہئے کیونکہ اصول فقہ میں صاحب اصول تحریر فرماتے ہیں عند المعذورات تبیح المحظورات یعنی اعذار کے موقعہ پر ممنوعات بھی جائز ہو جاتی ہیں [۵۸] ھذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ فقیر اللہ از چک ۱۲ ڈاک بنگلہ دلو والہ تحصیل پاکپتن ضلع منٹگمری پنجاب مورخہ ۳ رجب المرجب الی بی

صورت سوال [۵۹] کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو سانپ یا کتے نے کاٹ کھایا اس جگہ کوئی دوا یا دعا وغیرہ کسی کو بھی معلوم نہیں صرف ایک نومسلم شخص ہے جسکو زمانہ جاہلیت کا کوئی ایسا منتر یاد ہے جس کے شرکیہ الفاظ ہیں کفار اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو وہ منتر پڑھکر اس مارگزیدہ پر دم جھاڑ کر اور اس پر اکراہ و جبر کیا جاتا ہے ۔ کہ اگر تو ایسا نہ کریگا تو تجھے قتل کردیا جائیگا ۔ آخر اس اکراہ کی وجہ سے مجبور ہوکر صرف محض اپنی جان بچانے کی غرض سے دل مطمئن بایمان رکھکر اور شرکیہ منتر کو غیر نافع سمجھکر دم کر دیتا ہے کیا ایسا شخص شرعاً مشرک اور کافر ہو جائیگا ؟ یا بدلیل آیت الا من اکرہ

وقلبہ مطمئن بالایمان اور بدلیل حدیث شریف ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ (بیہقی وابن ماجہ) وغیرہ کے اسے رخصت وجواز ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ آیت کریمہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان سے کھلا ثابت ہے کہ اجرائے کلمہ کفر وشرک بشرط اطمینان قلب با یمان رخصت ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے اکراہ کی صورت اور ان کے اجرا ر کلمہ کفر وشرک کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی گئی اور کہا گیا کہ وہ کافر ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ کافر ہرگز نہیں ہوئے بلکہ ایمان سے سرتا پا پر اور ایمان ان کے گوشت وخون میں ساری ہے۔ اور حضرت عمار سے اس واقعہ کے سننے پر فرمایا ان عادوا لک فعد بما قلت یعنی اگر کفار تم پر پھر کبھی اس طور پر غالب آجائیں تو ایسا ہی کہکر اپنی جان بچانا کما فی تفسیر معالم التنزیل۔ لہذا جو صورت مندرجہ سوال بالا ہے وہ بلا شک اس آیت مذکورۃ الصدر کے ماتحت ہے واللہ اعلم بالصواب۔ خاکسار محمد منیر خاں عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ مدنپورہ بنارس شہر ۱۶ رجادی اخری ۱۳۵۴ھ

الجواب ٢ یجوز للمکرہ ان یاتی بما اکرہ علیہ بشرط طمانینۃ القلب بالایمان والدلائل علیہ مکتوبۃ فی الاستفتاء وان شئت البسط فعلیک بکتب السلف مثل اعلام الموقعین والمحلی والبخاری وغیرہ واللہ اعلم (ترجمہ) جس چیز پر اکراہ ہوا ہے اگر کر دیا جائے با وجودیکہ دل ایمان پر برقرار ہو تو بلا شبہ یہ جائز درست ہے۔ اگر بسط سے دلائل دیکھنے ہوں تو کتب سلف مثل اعلام الموقعین اور محلی اور صحیح بخاری وغیرہ ملاحظہ ہوں (مترجم) سید عبد العزیز زاہدی

الجواب ٣۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما ما سئلتم عن الرجل اذا اکرہ علی الکفر فقال بلسانہ مع اطمینان قلبہ ھل یصیر بذلک مشرکا او کافرا فنقول ان الآیۃ التی ذکرتم قد فصلت وما بعدھا جواب ولا یرد علیھا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرک باللہ شیئا وان حرقت وقطعت فھذا لمن لیس مطمئن القلب بالایمان بلا شرک باللہ والآیۃ قد قیدت العمومات کقولہ تعالی ان الذین امنوا ثم کفروا الخ وکقولہ یا ایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین کل ھذا فی من لم یکن مطمئن القلب بالایمان اما الادویۃ بالشرکیات للاستشفاء فلا یدخل فی ھذا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا باس بھا مالم یکن فیھا شرک ولقولہ ولا تداووا بحرام فان اللہ لم یجعل شفاء امتی فیما حرم علیھا وغیر ذلک والسلام علیکم

١ از مولانا محمد منیر خاں صاحب بنارسی

٢ مولانا سید عبد العزیز صاحب زاہدی

٣ مولانا عبد العزیز صاحب

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الداعی لکم عبدالعزیز عبد مجدی (ترجمہ از مترجم) یعنی اکراہ کی صورت میں اطمینان برایمان کے بعد مشرک وکافر نہ ہوگا آیتِ اکراہ اس بارے میں نص قطع ہے۔ جس حدیث میں ہے کہ جلا دیئے جاؤ کاٹ ڈالے جاؤ لیکن پھر بھی خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب شرک از خود دل سے کرے دل بوقتِ شرک مطمئن بالایمان نہ ہو یہی مطلب آیت ان الذین اٰمنوا ثم کفروا اور آیت یاایھا الذین اٰمنوا ان تطیعوا الذین کفروا الخ وغیرہ کا ہے پس جس کا دل بوقتِ اکراہ مطمئن بالایمان ہے وہ سزا کی وعید کی ان آیتوں میں ہرگز داخل نہیں ہاں بطور شفا طلبی کے شرکیہ کلمات سے منتر کرنا حرام ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ انکا کوئی ڈر نہیں جب تک شرک نہ ہو اور حدیث میں ہے حرام سے دوا علاج نہ کرو کیونکہ خدا نے اس میں شفا نہیں رکھی مترجم)۔

۶۲ الجواب۔ یجوزلہ ان یاتی کل ما اکرہ علیہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولئن اختار القتل فھو افضل عند اللہ۔ ھذا مایظھر عن الکتاب والسنۃ واقوال السلف رحمھم اللہ واللہ اعلم عبداللہ قدوس عفی عنہ متوطن مکۃ المکرمہ محلہ جارۃ الباب جبل الجائز (از مترجم) جس چیز پر اکراہ کیا جارہا ہو صرف اپنی جان بچانے کیلئے اپنے دل کو مستقیم رکھ کر اس کے کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں گو افضلیت نہ کرنے میں ہے کتاب وسنت اور اقوال سلف سے یہی بات ظاہر ہے مترجم)۔

مولانا عبداللہ قدوس صاحب از مکہ شریف

۶۳ یرخص للانسان ان یفعل الکفر اذا اکرہ علیہ مدافعا عن حیاتہ موقتا علی شرط ان یطمئن قلبہ بالایمان الصحیح وکما کتب فی جواب الاستفتاء فی ھذا السآن من الادلۃ والحجج صحیح جدا ومن اراد ان یعرف الادلۃ بالتفصیل فلینظر فی صحیح البخاری الشریف واعلام الموقعین وکتب التفاسیر۔ الکاتب محمد عبدالمنان۔ شیخ رواق الھنود سابقا بالازھر بمصر وحامل الشھادۃ العالمیۃ من الازھر المذکورۃ مصر مورخہ ۸ شعبان ۱۳۵۴ھ (ترجمہ از مترجم) فعلِ کفر کرنا جبکہ اس پر اکراہ کیا جارہا ہو مسلمان کیلئے اس وقت رخصت ہے لیکن اپنا دل ایمان پر مستقیم رکھے صرف اپنی جان بچانا اس آفت سے مقصود ہو مزید تفصیل کتب تفاسیر وغیرہ میں ہے (مترجم)۔

مولانا عبدالمنان صاحب از مصر

۶۴ کفر شرک بحالت اکراہ جائز ہے جیسا کہ ان دلائل مندرجہ بالا سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے علاوہ بریں دلائل اور بھی ہیں جو اپنے مقر میں موجود ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ بعض الناس خواہ مخواہ

مولانا محمد یوسف صاحب حنفی از کلکتہ

اختلاف کی خلیج بڑھا دیتے ہیں اور نصوص قرآنی اور واقعات کو فراموش کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اخلاص العمل کی توفیق بخشے۔ محمد یوسف بن شرام امرتسری حال کلکتہ ۱۵ کنائی سیل اسٹریٹ۔

مولانا صاحب کی اس تحریر کی میں لفظ بہ لفظ تائید کرتا ہوں عبدالرحمان[۶۵] از دھرم پور، پنجاب ثناء اللہ از امرتسر

بخاری شریف کتاب الاکراہ کے ذیل میں جملہ ابواب و تراجم پر نظر غائر کرنے پر استدلالات قرآنیہ وارشادات نبویہ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مکرہ کا قول و فعل جو ماتحت اکراہ کے (جسکے چار شروط حافظ ابن حجر نے مذکور فرمائے ہیں) ہو، موجب کفر و شرک نہیں اور نہ وہ فعل مخبر مثمر خطر وغیرہ ہوتا ہو آیات مذکورہ فی السوال ونیز کریمہ الا ان تتقوا منھم تقاۃ و بعض احادیث صریح دلیل ہیں کہ مکرہ کو مباح ہے کہ وہ قول و فعل صادر کرے اور اس پر اس قول و فعل کا حکم نہ ہوگا بلکہ ایک حالت اکراہ پر یہ لفظ بھی صاف فرمادیا ہے فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم۔ خدا محفوظ رکھے۔ ہذا ما حضرلی الآن واللہ اعلم۔ ابو محمد عبدالحق[۶۶] ملتانی عفی عنہ

[۶۷] بصورت اکراہ بشرط اطمینان قلب بالایمان جواز کلمۃ الکفر پر علماء نے اجماع نقل کیا ہے آیت کریمہ الا من اکرہ الآیہ کے تحت جامع البیان میں ہے عن ابن عباسؓ انھا نزلت فی عمار بن یاسر حین عذبہ المشرکون لیرتد فوافقھم مکرھا وجاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتذرا والاجماع علی جواز کلمۃ الکفر عند الاکراہ لکن الافضل ترکہ وان قتل انتھی وفی الکشاف ازید من ھذا واطول من شاء فلیرجع الیہ کتبہ محمد اسمٰعیل[۶۷] عفی عنہ

جناب[۶۸] مولانا حافظ محمد اسمٰعیل صاحب دام مجدہم نے جو جواب رقم فرمایا ہے بالکل صحیح واجب القبول ہے۔ خاکسار محمد فضل اللہ عفی عنہ

قرآن[۶۹] مجید کی آیت من کفر باللہ ...... بالایمان کے مطلب کو نواب صاحب علیہ الرحمۃ کی تفسیر فتح البیان میں یوں ظاہر کیا گیا ہے "اجمع المفسرون واھل العلم علی من اکرہ علی الکفر حتی خشی علی نفسہ القتل انہ لا اثم علیہ ان کفر وقلبہ مطمئن بالایمان اسی تفسیر میں ایک واقعہ یوں لکھا ہے کہ جس وقت بلالؓ۔ خبابؓ۔ عمارؓ اور ایک جاریہؓ کہ جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کو مشرکوں نے ایک موقعہ پر گرفتار کیا تو اس وقت عمارؓ نے ایک ایسا کلمہ تقیہ کے طور پر استعمال کیا کہ جو کفار کو پسند آیا، پھر وہ لوگ جب رسول اللہ صلعم سے ملاقی ہوئے تو عمارؓ کے اس تقیہ کے کلمہ کی خبر رسول اللہ صلعم کو دیگئی اسوقت رسول اللہ صلعم نے سوال کیا

مولانا محمد عبدالحق صاحب ملتانی　مولانا حافظ محمد اسمٰعیل صاحب　مولانا فضل اللہ صاحب　مولانا ... صاحب

کیف کان قلبك حین قلت اکان منشرحا بالذی قلت ام لا۔ مفسرین قرآن مجید قرآن مجید کی اس آیت یعنی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کا اشارہ اسی واقعہ کی طرف کرتے ہیں۔
المجیب عبد الخبیر عفی عنہ صادق پوری ؒ

صورت مسئولہ میں الفاظ شرک کا تلفظ خلاف عزیمہ ہے لیکن قائل بصورۃ طمانینۃ قلب نہ مشرک ہے نہ خارج از ایمان حدیث لا تشرك باللہ وان قتلت الخ محمول علی العزیمۃ ہے ہذا عندی واللہ اعلم۔ اسماعیل کان اللہ لہ از گجرانوالہ

الجواب۔ صورت مرقومہ میں بلاشبہ کسی کلمہ کفر شرک کے بول لینے کی رخصت ہے جیسا کہ آیات واحادیث مذکورہ سے ظاہر ہے اور نواب المحدثین بھی اسی طرف گئے ہیں چنانچہ اپنی مختصر تفسیر نیل المرام میں آیہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کے ماتحت لکھتے ہیں قال القرطبی اجمع اھل العلم علی ان من اکرہ علی الکفر حتی خشی علی نفسہ القتل انہ لا اثم علیہ وان کفر وقلبہ مطمئن بالایمان ولا تبین منہ زوجتہ ولا یحکم علیہ بحکم الکفر وحکی عن محمد بن الحسن انہ اذا اظھر الکفر کان مرتدا فی الظاھر فیما بینہ وبین اللہ علی الاسلام وتبین منہ امراتہ ولا یصلی علیہ ان مات ولا یرث اباہ ان مات مسلما وھذا القول مردود علی قائلہ مدفوع بالکتاب والسنۃ وذھب الحسن البصری والاوزاعی والشافعی وسحنون الی ان ھذہ الرخصۃ مثل ان یکرہ علی السجود لغیر اللہ ویدل فعم ظاھر الایۃ فانھا عامۃ فی من اکرہ من غیر فرق بین القول والفعل ولا دلیل للقاصرین للایۃ علی القول وخصوص السبب لا اعتبار بہ مع عموم اللفظ کما تقرر فی الاصول۔ انتہیٰ۔ یعنی اکراہ کے وقت کے قول فعل پر کچھ نہیں۔

لیکن ایسا آدمی میری نظر میں ضعیف الایمان شمار کیا جائیگا جیسا کہ حدیث من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالك اضعف الایمان میں اس قسم کا اشارہ ہے اور افضل ایمان وہ ہے جو ساحرین فرعون اور مظلومین اصحاب الاخدود کا تھا۔ دوم۔ دم جھاڑ کی بھی فقط وہی صورت جو سوال میں مرقوم ہے جائز معلوم ہوتی ہے نہ یہ کہ بغیر اکراہ کے فقط کسی کو سخت بیمار دیکھکر جھاڑ پھونک کی جائے اور اس کو اکراہ سمجھا جائے اور ایسا استدلال کرنے والے کیلئے ان آیات واحادیث میں کوئی دلیل نہیں۔ سوم اس حالت پر دوام جائز نہیں اس پر فرض ہے کہ موت سے نجات پانے کے ساتھ ہی اگر مقدور ہو تو وہاں سے فی الفور چلا جائے جیسا کہ آیت الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا

مولانا محمد اسماعیل صاحب از گوجرانوالہ

میں فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔ انا المسکین خیر محمد النظامانی مقیم حیدرآباد سندھ ۴ شعبان ۱۳۵۴ھ

اگر اپنی جان دیدے اور کفر وشرک نہ کہے تو اُسے شہادت کبرٰی کا درجہ ملیگا جیسا کہ اکثر صحابہ کرام سے ثابت ہے اور اگر اس کا ایمان اتنا قوی نہ ہوا ور کلمہ کفر وشرک کہدے تو اُسے اللہ تعالیٰ نے معافی کی امید دلائی ہے فاولئك عسى الله ان يعفو عنهم الايه واللہ اعلم بالصواب

محمد یوسف شمس محمدی فیض آبادی۔

(الجواب) واللہ الموفق للصواب آیت سورہ نحل میں مورد خاص ہے مگر حکم عام ہے اب بھی مکرہ بخوف قتل کلمہ کفر کہدے تو خاطی نہ ہوگا واقعہ عمار وغیرہ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے اس آیت میں صرف کلمے کفریہ کا ذکر ہے البتہ ایسی صورت میں کلمہ شرکیہ کی کوئی صریح مثال تو قرآن شریف میں مجھے نہیں ملتی۔ حدیث رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدانخواستہ واقعی ایسا موقع آہی جائے کہ بغیر شرکیہ کلمہ کہے جان بچ ہی نہیں سکتی ظالم کی تلوار وغیرہ سر پر قائم ہے تو فاتقوا اللہ ما استطعتم کے ماتحت اپنی جان بچانے کی غرض صرف زبان سے شرکیہ کلمہ کہہ لے تو اجازت معلوم ہوتی ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا بغرض علاج منتر جھاڑ دم شرکیہ الفاظ سے اختیار کرنا قطعاً جائز نہیں ورنہ فتاوی قاضی خاں وغیرہ کا یہ قول صحیح ہو جائیگا کہ بغرض علاج پیشانی مریض پر قرآن شریف پیشاب سے لکھنا جائز ہے اور بھی علاج ہیں لکل داء دواء الا السام اسمیں اور صورت مسئولہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ شراب سے تجربہ اور موجودہ علاج اگر شفاء کے باعث ہوں تاہم لا شفاء في الحرام اسلامی اصول ہے رہا معاذؓ کو آپ کا فرمانا لا تشرك بالله وان قتلت او حرقت سوای روایت احمد پر جرح انقطاع اور ضعف کے علاوہ شارحین نے اس واقعہ کو مخصوص معاذ کیلئے کیا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اولیٰ پر عمل کرتے تھے جن لوگوں نے اس کو عام رکھا ہے انھوں نے بھی اس کے خلاف دوسرے دلائل قرآن وحدیث مذکورہ کو مدنظر رکھکر ہی محض تہدیدا اور تغلیظ پر عمل کیا ہے جیسا کہ شارب الخمر کی نسبت لکھا ہے۔ وان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہ۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط عبدالمجید صدر مدرس مدرسہ محمدیہ قصبہ باڑی ریاست دھولپور۔

میں بھی اس فتوے کی لفظ بہ لفظ تائید کرتا ہوں محمد ثناء اللہ ترسناری

اصاب من اجاب محمد ظفر عالم

الجواب ھو الموفق للصواب۔ آپ ایک تمہید کے بعد ایک شق اپنے فتوے میں یہ تحریر

مولانا محمد یوسف صاحب شمس فیض آبادی مولانا عبدالمجید صاحب مدرس مدرسہ باڑی

مولانا عبیداللہ صاحب ٹونکی کا جواب

فرماتے ہیں کہ کلمات کفریہ یا شرکیہ کا کہنا امر دیگر ہے اور شرک کرنا امر دیگر ہے اول کا استعمال حالت اکراہ میں جائز ہے اور ثانی کسی حالت میں جائز نہیں۔ اب صورت مسئولہ کی دو شقیں ہیں ایک یہ کہ مکرہ حالت اکراہ میں مخفی طور پر کلمات کفریہ اور شرکیہ پڑھتا اور دم کرتا ہے اس صورت میں وہ مکرہ نہیں کیونکہ حاضرین کو کیا علم کہ کیا پڑھتا ہے پھر اکراہ کیسے اور کلمات کفریہ اور شرکیہ کا پڑھنا حالت اختیار میں کم از کم کفر تو ضرور ہے۔ نیز اگر حاضرین اس بات سے سمجھیں کہ کلمات معہودہ شرکیہ پڑھ رہا ہے کہ اس کے پڑھنے سے مریض کو آرام ہو جاتا ہے تو اس صورت میں ضرور ہے کہ راقی نے غیر اللہ سے وہ استعانت حاصل کو جو شرک کی قسم سے ہے لہذا شرک ہوا شق دوم یہ ہے کہ کلمات کفریہ اور شرکیہ کو وہ سب حاضرین جانتے ہیں اور اس کو مجبور کرتے ہیں کہ تو ان کلمات کو پڑھکر دم کر تو وہ خوف قتل سے ان کلمات شرکیہ اور کفریہ کو علی الاعلان پڑھتا ہے تاکہ قتل سے بچے اور غیر اللہ سے مدد کا ارادہ نہیں کرتا تو یہ صورت جواز کی نکل سکتی ہے۔ العبد محمد مدرس مدرسہ مرکزیہ پنجاب واقع گوجرانوالہ ۱۳ جمادی الاخریٰ۔

مولانا محمد صاحب امام مسجد ... کا فتویٰ

جواب: اقول۔ باسمہ الموفق وبعونہ تعالیٰ۔ اسکو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کفر بواح ثابت نہیں ہوا ہاں ضعیف الایمان کہا جا سکتا ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو کافر نہیں کہیں گے زیادہ سے زیادہ اقرار باللسان کا خیال کرکے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کفر عارضی تھا جو شرکیہ الفاظ یا شرکیہ فعل کے ختم ہونے پر فوراً زائل ہو گیا اور مومن زانی کی طرح پھر اس کا ایمان عود کر آیا۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم حررہ عُبیداللہ ٹونکی مولوی عالم ۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

جواب۔ صورت مسئولہ میں جو شخص الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم کرنے پر اکراہ بالقتل کیا جاتا ہے وہ اگر کامل الصبر آدمی ہو اور کفار کی ایذا رسانی سے اس کو مرتد ہو جانیکا خوف نہو تو اس کے واسطے اخذ بالعزیمۃ کرکے حالت مذکورہ میں بھی اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم نہ کرے بلکہ ان کفار کو بذل نفس اپنا کرکے مقتول ہو جاوے اسلئے کہ جب وہ صرف اپنا دین اور ایمان بچانے کے واسطے کفار کے ہاتھ سے مقتول ہوگا تب وہ شہید فی سبیل اللہ ہو جائے گا جیسا کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا من قتل فی سبیل اللہ فھو شھید رواہ مسلم یعنی جو شخص فی سبیل اللہ یعنی دین کے واسطے مارا گیا وہ شہید ہوا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور شہادت کی فضیلت اور بزرگی کسی اہل ایمان پر مخفی نہیں قرآن وحدیث اس سے مملو ہے چنانچہ قرآن شریف میں وارد ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون الآیۃ

یعنی اے پیغمبر جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھ وہ اپنے مالک کے پاس
زندہ ہیں ان کو روزی ملتی ہے اور نیز حدیث شریف میں وارد ہے عن انس رضی اللہ عنہ ان
النبی صلعم قال ما احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا وان لہ ما علی الارض
من شیئ الا الشہید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ و
فی روایۃ لما یری من فضل الشہادۃ رواہ البخاری ومسلم یعنی انس سے روایت ہے کہ فرمایا
نبی صلعم نے کوئی شخص جنت میں داخل ہونیکے بعد دنیا میں پھر لوٹ آنے کو پسند نہیں کریگا۔ اگرچہ
اس کو دنیا کی ساری چیزیں دی جائیں سوائے شہید کے پس بیشک وہ دنیا میں لوٹ آنے کی
آرزو کرے گا کہ پھر وہ فی سبیل اللہ مقتول ہووے اسی طرح دس مرتبہ اس سبب سے کہ دیکھیگا
وہ جنت میں بزرگی شہادت کی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بسبب اس کے کہ دیکھیگا
وہ فضیلت شہادت کی روایت کیا بخاری ومسلم نے اور سوا اس کے اور بھی بہت سی آیتیں اور حدیثیں
ہیں جن سے شہادت کی فضیلت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اسی قسم کے رفیع الشان کامل
الصبر آدمی ہی کو نبی صاحب نے ایک حدیث میں مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ لا تشرک باللہ وان
قتلت وحرقت کیونکہ مخاطب اس حدیث میں معاذ بن جبل ہیں جو اعلیٰ درجے کا ایک رفیع الشان
کامل الصبر عالی ہمت صحابی تھے کفار کی ایذا رسانی پر ان کو صبر کرنے کی پوری طاقت تھی۔
اسی لئے نبی صاحبؐ نے شہادت کا ثواب اور اس کی فضیلت کو مد نظر رکھتے ہوئے شرک و کفر
پر تحریق کی حالت میں بھی ان کو اخذ بالعزیمۃ کا ارشاد فرمایا تھا ورنہ ہر شخص عام طور پر
اس خطاب کے ساتھ مخاطب نہیں ہوسکتا کیونکہ اس صورت میں یہ حدیث قولہ تعالیٰ الا من
اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان وقولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ونحو ذلک کا معارض
اور مخالف ہونے کی وجہ سے ساقط عن الاحتجاج ہوگی وحالانکہ ایسا نہیں۔ پس ضرور ہے کہ
تطبیق بینہما بطور مذکور ہو۔ ولیکن اگر شخص مذکور اس رتبہ کا نہ ہو اور کفار کی ایذا رسانی سے اسکو
مرتد ہوجانیکا خوف ہو تو وہ اگر اخذ بالرخصۃ کرے یعنی اپنے قلب کو مطمئن بالایمان رکھکر کفار
سے اپنی جان بچانے کیلئے صرف منہ سے الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم کرے تو یہ بلا ریب شرعاً
جائز ومباح ہوگا اس کی وجہ سے ہرگز وہ کافر ومشرک نہیں ہوگا بلکہ وہ مومن موحد ہی رہیگا
دلیل اس کی وہی آیت اور حدیث ہے جو سوال میں مذکور ہے جس کی تشریح یہ کہ فرمایا اللہ عزوجل
نے سورہ نحل میں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولاکن

من شرح بالکفر صدراً فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم یعنی جس شخص پر زبردستی کی جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اس پر کچھ گناہ نہ ہو گا لیکن جو کوئی ایمان لائے پیچھے دل کھولکر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اتریگا اور ان کو بڑا عذاب ہو گا۔

وجہ استدلال یہ کہ قولہ تعالیٰ من کفر باللہ من بعد ایمانہ میں من موصول عام ہے شامل ہے ہر مکلف کو مذکر ہو یا مونث مختار ہو یا مکرہ اور اسی طرح لفظ کفر عام ہے شامل ہے کل اقسام کفر کو قولی ہو یا فعلی یا اعتقادی اور موصول ساتھ صلہ کے ملکر مستثنیٰ منہ مبتدا ہے اور خبر اس کی فعلیھم غضب من اللہ محذوف ہے دلالت کرتا ہے اسپر خبر من شرح کی جو مذکور ہے بعد اس کے پس گویا کہ کہا گیا من کفر باللہ من بعد ایمانہ فعلیھم غضب من اللہ اور قولہ تعالیٰ الا من اکرہ میں کلمہ اِلَّا حرف استثنا ہے اور مَنْ اُکْرِہَ موصول ساتھ صلہ کے ملکر مستثنیٰ متصل ہے اب معنی آیت کا یہ ہوا کہ ہر مکلف مذکر ہو یا مونث مختار ہو یا مکرہ مرتکب کفر قولی کا ہو یا فعلی کا یا دونوں کا اس کے واسطے غضب اللہ کا ہے اور عذاب دردناک مگر جو اکراہ کیا جاتا ہے کفر قولی یا فعلی پر بشرطیکہ قلب اسکا مطمئن بالایمان ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اس پر غضب اللہ کا نہیں اتریگا کیونکہ اس کے لئے وہ فعل جائز اور مباح ہے اور ظاہر ہے کہ کفر دلی میں اکراہ کو گنجائش نہیں اسی لئے قولی و فعلی کی قید لگائی گئی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم کرنا جو کفر ہے وہ کفر قولی کے افراد سے ہے پس بلا ریب وہ مستثنیٰ میں داخل ہے پس اکراہ کی حالت میں وہ بھی جائز و مباح ہو گا۔ باقی رہی حدیث وما استکرھوا علیہ تو یعنی اکراہ کے وقت انسان معافی میں ہے۔ امام نووی نے اس کی تحسین کی ہے اور امام شوکانی نے اسکو حسن لغیرہ کے قسم سے شمار کیا ہے بہرحال معنی اس کا صحیح ہے کیونکہ صحیح مسلم وغیرہ میں قولہ تعالیٰ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا" کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے جواب میں قد فعلتُ کہا ہے اور نیز ایک روایت میں ابی ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے جواب میں نعم کہا ہے پس اس سے مغفرت نسیان وخطا اس امت کی قولہ تعالیٰ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا سے مستفاد ہوئی ہے باقی رہا قولہ صلعم وما استکرھوا علیہ یعنی جس گناہ وحرام کام پر اکراہ وزبردستی کی جاوے سو اسکا جواز قولہ تعالیٰ الا من اکرہ ہی سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ماقبل میں بالتشریح مذکور ہو چکا اور نیز قولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا وقولہ تعالیٰ ما جعل علیکم فی الدین من حرج وقولہ صلعم ان ھذا الدین

بیرو نحو ذلک بھی موید اسی بات کا ہے۔ اب یہاں سے مطابق قرآن، وحدیث کے صورت مسئولہ میں جو شخص الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم کرنے پر اکراہ بالقتل کیا جاتا ہے اس کو اگر صبر کرنیکی طاقت ہو تو اس کے واسطے دم نہ کرنا اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کر کے ان کے ہاتھ سے مقتول ہو کر شہید ہو جانا جو اول وافضل ہے اس کا ثبوت بخوبی ہوا اور اسی طرح اگر اس کو حالت مذکورہ میں کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرنیکی طاقت نہ ہو تو دل کو مطمئن بالایمان رکھکر صرف زبان سے الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم کر دینا جائز و مباح ہے اس کا بھی ثبوت بخوبی ہوا۔

(زاں بعد آپنے تفاسیر اور کتب اہلسنت کی بہت سی عبارتیں نقل فرمائی ہیں جزاہ اللہ بھیر تحریر فرماتے ہیں)

تنبیہ احکام شرعی دو قسم کے ہوتے ہیں عزیمت اور رخصت حکم اصلی غیر متعلق ساتھ اعذار عباد کے عزیمت ہے اور جو حکم مبنی ہو اعذار عباد پر وہ رخصت ہے جیسا کہ نماز کے واسطے طہارت ساتھ غسل اور وضو کے عزیمت ہے اور مرض کی حالت میں جب غسل اور وضو مضر ہو اور نیز سفر میں پانی نہ ملنے کے عذر سے تیمم کے ساتھ طہارت حاصل کرنیکا حکم رخصت ہے اور نیز کھڑا ہو کر رکوع وسجدہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم عزیمت ہے اور بیماری کے عذر سے جب استطاعت کھڑا ہونے کی نہ ہو بیٹھکر نماز پڑھنا ساتھ رکوع وسجدہ کے اور جب بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تب لیٹ کر اشارہ سے رکوع سجدہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم رخصت ہے اور رمضان کے مہینے میں ہر مکلف کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم عزیمت ہے اور سفر اور مرض کے عذر سے اس کو ترک کرنے یا توڑنیکا حکم رخصت ہے اور ہر مکلف مرد صحیح مقیم کے واسطے جمعہ کی نماز پڑھنے کا عزیمت ہے اور سفر اور مرض کے عذر سے اس کو ترک کر کے بجائے اس کے ظہر کی نماز پڑھنے کا حکم رخصت ہے اور زاد و راحلہ کی جسکو استطاعت ہو اور معہذا عورت کا کوئی محرم ساتھ جانے والا بھی ہو تو خود اس کا حج میں جانے کا حکم عزیمت ہے۔ اور مرض یا پیری کے عذر سے اپنی طرف سے کسی حج کردہ شخص سے حج کرانے کا حکم رخصت ہے اور مقیم کے واسطے اذان سنکر مسجد میں جاکر جماعت میں شریک ہونے کا حکم عزیمت ہے اور بارش اور آندھی کے عذر سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم رخصت ہے اسی طرح شرک وکفر قولی ہو یا فعلی یا دونوں اس سے اجتناب کا حکم عزیمت ہے اور کفار کی زبردستی واکراہ کے عذر سے اس کا جواز کا حکم رخصت ہے۔ اب خلاصہ میرے جواب کا یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں جو مسلمان کفار کی طرف سے الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم کرنے پر اکراہ بالقتل کیا جاتا ہے وہ اگر عالی ہمت کامل الصبر

آدمی ہو کفار کی ایذا رسانی پر صبر کر کے اپنا ایمان بچا سکتا ہو تو اس کے لئے اولیٰ و افضل یہی ہے کہ اس حالت میں بھی الفاظ شرکیہ کے ساتھ دم نہ کرے بلکہ ان کفار کو بذل نفس اپنا کر کے مقتول ہو کر شہید فی سبیل اللہ ہو جاوے اور اگر وہ شخص کامل الصبر نہیں ہے کفار کا اکراہ بالقتل سے اسکو مرتد ہو جانیکا خوف ہے تو وہ اگر دل کو مطمئن بالایمان رکھکر صرف زبان سے الفاظ شرکیہ کے ساتھ کسی پر دم کر کے اپنی جان بچاوے تو بلا ریب یہ شرعاً جائز و مباح ہوگا اس کی وجہ سے وہ کافر و مشرک نہیں ہو جائیگا بلکہ مومن موحد ہی رہیگا قرآن و حدیث و تصریحات مفسرین و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ اب جو شخص صورت مسئولہ میں دم کرنے والے کو مشرک و کافر ہونیکا فتویٰ دیتا ہے سو یہ فتویٰ اس کا قرآن و حدیث و تصریحات مفسرین و محدثین کے برخلاف ہونے کی وجہ سے قابل التفات و لائق قبول نہیں هذا ما عندی فان کان صوابا فمن الله والحمد لله وان کان خطاء فمنی واستغفر الله۔ هذا ما اجاب به عبد ربه الجانی محمد نعمت الله الكلسونوی البردوانی غفر الله ذنوبه وستر عيوبه فی السادس والعشرين من شهر جمادى الاخرى سنہ ۱۳۵۴ھ

(مہر: نعمت الله محمد)

امر مسئولہ میں میری رائے بھی آپ کے قریب قریب ہی ہے آپکا مخلص عبدالمجید خادم سوہدروی

وہ امور محرمہ جو مخرج عن الملت والاسلام ہوں افضل امر تو ان میں یہی ہے کہ دشمن کے ہاتھ سے قتل و ضرب تک چاہے نوبت پہنچ جائے مگر وہ مومن اپنی زبان سے ہرگز ان کلمات کفریہ و شرکیہ کو نہ کہے ہاں اگر ضعیف الایمان ہے تو اس کے لئے رخصت ہے کہ صرف ان کلمات کفریہ و شرکیہ کو اپنی زبان سے ادا کرے مگر دل سے متنفر ہو اور دل اس کا مطمئن بالایمان ہو۔ اور رہے وہ امور محرمہ جن کے ارتکاب سے مسلمان خارج عن الاسلام نہیں ہوتا بلکہ اسلام نے بھی بعض ضرورت سے اضطراری حالت میں ان کی اجازت دی ہے جیسے اکل خنزیر و شرب خمر وغیرہ تو ایسے امور کو حالت اکراہ میں عملاً کر لینا اور جان بچا لینا افضل ہے وقال ابن عباسؓ فی تفسیر قوله تعالى الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان الاية اخبر الله ان من كفر بعد ايمانه فعليه غضب من الله واما من اكره بلسانه وخالفه قلبه بالايمان لينجو بذلك من عدوه فلا حرج عليه ان الله انما ياخذ العباد بما عقدت عليه قلوبهم (فتح الباری) صفحہ ۲۵۹ جزء ۱۲

قال الحافظ فی موضع اخر كان البخاری اشار بايراده (ای الحديث انما الاعمال بالنيات) ههنا الى الرد على من فرق فی الاكراه بين القول والفعل لان العمل فعل

واذا کان لا یعتبر الا بالنیۃ کما دل علیہ الحدیث فالمکرہ لا نیۃ لہ بل نیتہ عدم الفعل الذی اکرہ علیہ (فتح ۱۲؍۲۵۰) وقال فی معالم التنزیل اجمع العلماء علی ان من اکرہ علی کلمۃ الکفر یجوز لہ ان یقول بلسانہ واذا قال بلسانہ غیر معتقد لا یکون کفرا وان ابی ان یقول حتی یقتل کان افضل۔ ابو محمد عبد الجبار خطیب مسجد اہلحدیث رنگون

الجواب۔ صورت مسئولہ میں بلا شبہ اس نو مسلم کا اپنی جان بچانے کیلئے درانحالیکہ قلبہ مطمئن بالایمان ہے شرکیہ منتر سے دم کر دینا جائز اور شرعاً رخصت ہے بلا ریب آیہ منقولہ اس کی محکم دلیل ہے۔ بیضاوی ص۳۵۲ میں ہے ھو دلیل علی جواز التکلم بالکفر عند الاکراہ۔ ابن کثیر ص۳۸۱ میں ہے ولھذا اتفق العلماء علی ان المکرہ علی الکفر یجوز لہ ان یوالی ابقاء لمھجتہ فتح البیان ص۲۸۰ میں بھی اسی طرح ہے غرض جب شرعاً ایسا کرنا جائز و رخصت ہے تو کرنیوالا نعوذ باللہ کافر مشرک کیسے ہو سکتا ہے انما الاعمال بالنیات۔ ان اللہ ینظر الی قلوبکم و نیاتکم۔ وما استکرھوا علیہ وغیرہ اسی پر دال ہے واللہ اعلم ہو الرحمٰن وانا عبدہ ابو النعمان از مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ

الجواب، بیشک آیہ کریمہ سے یہ ثابت ہے کہ ایسا شخص کافر نہیں ہے، حبر الامت حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے، واما من اکرہ بلسانہ وخالفہ قلبہ بالایمان لینجو بذلک من عدوہ فلا حرج علیہ ان اللہ انما یاخذ العباد بما عقدت علیہ قلوبھم (فتح الباری ۱۲؍۲۴۸) یعنی دشمن سے بچنے کے خیال سے اگر کوئی شخص زبان سے کلمات کفر ادا کرے اور دل سے مومن ہے تو وہ مومن ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی گرفت دل کی افتاد پر ہوتی ہے اس کی تائید حضور فداہ ابی وامی کا فرمان انما الاعمال بالنیات بغیر کسی تاویل کے واضح طریق پر کر رہا ہے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جب مشرکین نے تکلیف دینی شروع کی اور اس حالت میں انھوں نے مشرکین کے جیسی کہدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت پر یہ فرمایا کیف تجد قلبک قال مطمئن بالایمان قال فان عادوا فعد (فتح) گو یہ روایت مرسل ہے لیکن اس کی تائید اور بہت سے دوسرے طریقوں سے ہوتی ہے۔ اکراہ درحقیقت اضطرار کی ایک خاص صورت ہے اور حالت اضطرار کے بارہ میں آیت کریمہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ نص ہے پس اکراہ علی القول کا حکم مثل اکراہ علی الفعل ہوگا۔ یعنی جس طرح اکراہ علی الفعل پر فلا اثم علیہ منطبق ہے اکراہ علی القول پر بھی منطبق ہے۔

مولانا ابو الوفا عبد الرحمن صاحب مدرس غزنوی

مدرس مدرسہ فیض عام مئو عبد الحکیم

ابن بطال نے اس امر پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کلمات کفر کہنے پر اکراہ کیا جائے اور قتل ہو جانے کو ترجیح دے تو یہ شخص اس شخص سے اچھا ہے جس نے ایسی حالت میں رخصت پر عمل کیا قال ابن بطال اجمعوا علی ان من اکرہ علی الکفر واختار القتل انہ اعظم اجرا عند اللہ ممن اختار الرخصۃ (فتح) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رخصت پر اجماع ہے، حافظ ابن حجر نے اسکو نقل کر کے سکوت کیا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص کافر نہیں۔ کتبہ محمد عبداللہ[۸۲] الثانی عہ مولوی فاضل مدرس مدرسہ فیض عام مئو

الجواب صحیح[۸۳] ابو النصر محمد شفیع مدرس مدرسہ فیض عام مئو۔ الجواب[۸۴] صحیح محمد عظیم اللہ۔ الجواب صحیح[۸۵] اسد اللہ۔ من[۸۶] اجاب فقد اصاب محمد اسحٰق بستوی ابو المشتاق۔ الجواب[۸۷] صحیح محمد جمیل۔ الجواب[۸۸] صحیح بشیر احمد الجواب صحیح[۸۹] عبد الرحمٰن غفرلہ مدرس فیض عام مئو۔ الجواب صحیح[۹۰] احمد عفی عنہ مدرس فیض عام مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ

[۹۱] میرے پاس ایک استفتا رحافظ حمید اللہ صاحب کی طرف سے بھی آیا تھا اس کا جواب میں نے لکھ دیا ہے کہ حالت اکراہ میں شرکیہ کفریہ الفاظ کہدینا بشرطیکہ دل مطمئن بالایمان ہو تو رخصت ہے افضل تو نہ کہنا ہی ہے۔ عبدالجبار[۹۱] کھنڈیلوی

حافظ[۹۲] عبداللہ صاحب روپڑی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں لکھا ہے کہ قولِ شرک و کفر بحالت اکراہ جائز ہے ہاں فعل نہیں شرک وکفر دونوں کا حکم بحالت اکراہ ایک ہے۔

کلمہ کفر کسی وجہ سے بھی زبان پر لانا جائز نہیں۔ لبطور ورد وظیفہ کے ہو یا دم جھاڑ کے مگر اکراہ (بذریعہ تلوار یا بندوق) کی صورت میں کلمہ کفر جاری کرے تو جائز ہے دلیل دونوں کی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ہے لیکن آجکل اس قسم کا اکراہ محال بالغیر ہے اسلئے اس قسم کے قیود بھی اس کے جواز کو شائع نہ کرنا چاہئے تاکہ غلط فہمی سے عوام بے شرط بھی نہ کر گذریں۔ اللہ اعلم راقم ابو الوفا[۹۳] ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری۔

کلمات کفریہ و شرکیہ سے دم کرنا مثل کلمہ کفر و شرک زبان پر جاری کرنے کے ناجائز ہے۔ حالت اکراہ میں بھی دونوں صورتیں یکساں ہیں دلیل اسکی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ہے لیکن اکراہ آجکل ممکن بالذات محال بالغیر ہے اللہ اعلم ابو الوفا[۹۴] ثناء اللہ کفاہ اللہ امرتسری

فتوی عہ ۹۵ دل میں بوقت اکراہ ایمان پر اطمینان کامل رکھتے ہوئے زبان سے کلمہ کفر کا ذکر مباح ہے میرا بھی یہی خیال ہے کہ حدیث وآیت مذکورہ فی السوال سے

مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی، حافظ عبداللہ صاحب روپڑی، حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا کا دوسرا فتوی

یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے۔ علامہ رازی نے بوقت تخویف بالقتل کلمہ کفر کے تلفظ کا جواز لکھتے ہوئے حضرت صہیب خباب عمار رضی اللہ عنہم کا واقعہ بھی درج کیا ہے۔ حضرت عمار فرماتے ہیں کلنا تکلم بالذی ارادوا غیر بلال نج تفسیر کبیر سورہ نحل صفحہ ۵۲۴ اس کے علاوہ اور بھی دلیلیں پیش کی ہیں۔ تفسیر فتح البیان سورہ نحل صفحہ ۲۷۸ نیشاپوری سورہ نحل صفحہ ۲۳۷ وغیرہ سے بھی اسی کی تائید ثابت ہوتی ہے غرض مکرہ بحالت اکراہ تلفظ کلمہ کفر سے شرعاً کافر نہیں ہوگا واللہ اعلم بالصواب

۹۵ محمد اسحٰق دار العلوم احمدیہ سلفیہ یوم شنبہ ۱۴ ر جمادی الثانیہ

میرے خیال میں مذکورہ بالا جواب صحیح ہے ۹۶ محمد خاں

۹۷ من اجاب فقد اصاب محمد عین الحق عفی عنہ در بھنگوی مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے۔

۹۸ الجواب حق ابو جمیل عبد الجلیل غفرلہ بھکورہری مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے در بھنگہ

مولانا محمد عبد اللہ صاحب امام اہلحدیث کلکتہ کا فتوی

فتوی ۹۹۔ صورت مسئولہ میں میں جناب سے بالکل متفق ہوں اور میرا خیال ہے کہ صورت اکراہ میں جمہور علماء آپ کے موافق ہوں گے۔ اگرچہ لا تشرک باللہ وان قتلت او حرقت کے حکم سے افضل یہی ہے کہ شہادت کو ترجیح دیوے مگر اباحت میں کیا کلام ہے جبکہ قرآن خود مباح کرتا ہے (نوٹ) اما یہ نزاع اس سے بالکل الگ ہے کاش قوم سوال اور صورت کو ٹھیک طور سے سمجھتی تو نزاع کا خاتمہ ہوجاتا۔ ۹۹ عبد اللہ امام مسجد اہلحدیث کولوٹولہ کلکتہ

الجواب ۱۰۰۔ سوال میں جو صورت ذکر کی گئی ہے اگر واقع میں پیش آجائے تو سوال میں ذکر کی ہوئی آیت کریمہ اور دونوں حدیثوں کی بنا پر جہاں قتل کا اندیشہ یقینی ہوجائے دل کو ایمان و اسلام پر مطمئن رکھنے والا مسلمان جبراً اور اکراہاً شرک و کفر کرنے یا کلمات شرک و کفر بولنے یا اُن کلمات شرکیہ و کفریہ سے دم جھاڑ کرنیکی وجہ سے کافر یا مشرک نہیں ہوگا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ۔ ابو تراب عبد الرحمٰن الجیلانوی البہاری غفرلہ

مہر: مدرسہ دار الہدی کلکتہ

ولوالدیہ الباری مدرس اول مدرسہ دار الہدی کلکتہ مورخہ ۲۷ رجمادی الثانیہ ۱۳۵۴ھ

۱۰۱ فی الواقع شرک و کفر کرنا شرک و کفر کا کلمہ یا شرکیہ منتر زبان سے نکالنا حرام اور شرک و کفر ہے، لیکن بوقت اکراہ مطابق دلیل آیت قرآنی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان اور مطابق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وما استکرھوا علیہ کے صرف جان بچانے کیلئے دل کو مطمئن بالایمان رکھ کر اس کا جواز اور رخصت ہے۔ گو افضلیت اسوقت بھی صبر و استقامت ہی میں ہے واللہ تعالی اعلم عبدہ عزیز عفی عنہ المرادآبادی۔ نزیل الدہلی

الجواب[۱۰۲]۔ کیا وہ شخص جس کو گھیر لیا گیا ور کفر کے کلمات اس سے اکراہ کے طور سے کہلائے توریہ کو جانتا ہے اگر جانتا ہے تو اس وقت توریہ کہا یا نہیں اور اگر نہیں کیا تو اس وقت توریہ کا خیال بھی آیا یا نہیں جو صورت پیش آئی اس کو صاف لکھکر حکم دریافت کیجئے اور اگر محض تحقیق مقصود ہے تو شامی کو ملاحظہ فرمائیے اسمیں مفصل تفصیل موجود ہے کہ اکراہ کی صحیح صورت میں معتبر قیود کے ساتھ کفر و شرک رخصت میں داخل ہے فقط واللہ اعلم مجیب[۱۰۲] احمد عفی عنہ دار الافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷ رجب ۵۴ھ

[۱۰۳] آیت کریمہ الامن اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کے تحت میں ملاجیونؒ لکھتے ہیں وعلی کل حال ففی الآیۃ دلیل علی ان اجراء کلمۃ الکفر حال الاکراہ رخصۃ بشرط ان یکون قلبہ مطمئن بالایمان والعزیمۃ ان یصبر علی ذلک ولم یجر علی لسانہ حتی یموت شہیدا (تفسیر احمدی صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ مجیدی برقی پریس دہلی) یعنی آیت اکراہ کے ماتحت رخصت ہے گو افضلیت اس کے خلاف میں ہے۔ حدیث مندرجہ بالا اور عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حالت اکراہ میں مکرہ کو اپنی جان بچانے کیلئے زبان سے کلمۂ کفر کا جاری کر دینا بطور رخصت مباح ہے بشرطیکہ اس کا دل ایمانی روشنی اور نور طمانیت سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ ہوا ہو البتہ اگر لفظ ذو معنی ہو اور دوسرے معنی جو کفر سے بچانے والے ہیں ان کا خیال تلفظ سے قبل دل میں بھی آجاوے تو دوسرے معنی کا قصد کرنا تلفظ کے وقت واجب ہے۔ ہاں بطور عزیمت اس سے بلند مقام وہ ہے کہ آدمی مرنا قبول کرلے مگر منہ سے بھی کلمہ کفر کا نہ نکالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ جعفر خیر محمد[۱۰۳] عفی عنہم ومفتی مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر شہر ۱۱ رجب ۱۳۵۴ھ

مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر شہر

[۱۰۴] اس صورت میں اگر اس کا قلب مطمئن اور راسخ ہے ایمان پر اور وہ توریہ کرکے کلمات کفر زبان سے کہدیوے تو حکم کفر اس پر نہ کیا جاویگا ہکذا فی الشامی باب الاکراہ جلد پنجم صفحہ ۱۲۸ و صفحہ ۱۲۹ وہکذا فی تفسیر معالم التنزیل فی تفسیر آیۃ المذکورۃ صفحہ ۵۱۲ سورہ نحل پارہ ربما فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد[۱۰۴] عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند ۷ رجب ۱۳۵۴ھ

[۱۰۴] الجواب صحیح بندہ محمد شفیع غفرلہ خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند ۷ / ۹ / ۵۴ھ

الجواب[۱۰۵]۔ رخصت ہے۔ کما ھو منصوص فی القرآن۔ ہاں عزیمت پر عمل کرے تو انتہائی کمال و رسوخ ایمان کی دلیل ہے۔ جیسا کہ بہت سے واقعات ہمارے اسلاف سے منقول ہیں۔ وذلک

من عزم الامور۔ واللہ اعلم۔ شبیر احمد[105] عثمانی عفا اللہ عنہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت ۱۱ رجب ۱۳۵۴ھ

الجواب[106]۔ ہاں اکراہ کی حالت میں زبان سے کلمۂ کفر و شرک کہدینے کی رخصت ہے اور دل مطمئن بالایمان رہے صرف زبان سے کلمہ کفر و شرک ادا کردیا جائے تو متلفظ کافر نہیں ہوتا۔ اور نہ کہے اور مارا جائے تو یہ عزیمت ہے اور اسمیں زیادہ ثواب اور شہادت کا اجر ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی۔

مدرسہ امینیہ دار الافتاء اسلامیہ دہلی ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء

الجواب[107] صواب بندہ محمد یوسف عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب[108] صواب عبدالغفور غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب[109] صواب خدا بخش عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب[110] حق محبوب الٰہی غفرلہ مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب دہلی۔ الجواب[111] صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتحپوری دہلی۔ الجواب[112] صحیح محمد شریف اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔ الجواب[113] صحیح محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم۔ الجواب[114] صحیح خادم العلما سلطان محمود عفی عنہ مدرسہ فتحپوری دہلی۔

دوسرے مناظرے کے مختصر حالات مع جامع رسالہ

اکراہ کے مسئلہ کے بیان پر دہلی میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انھوں نے نہ جانیں کیوں؟ ایک نئی چیز ایجاد کی کہ کفر تو بحالتِ اکراہ جائز ہے لیکن شرک نہیں۔ اس پر دفتر کانفرنس اہلحدیث میں ایک مختصر سا اجتماع علما اور عمائد کا ہوا جس میں مولٰنا محمد صاحب نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمہیں اس میں شک ہے تو تم کسی کو پنچ بنا لو اور اُن کے سامنے بیٹھ کر ہم تم دونوں اپنے اپنے دلائل پیش کردیں اور پھر حَکَم کا حُکم مان لیں۔ یہ نہیں تو ہم تم اپنے اپنے دلائل لکھ کر حَکَم کو بھیجدیں اور وہ اُنہی کے نیچے اپنا فیصلہ تحریر فرمادیں جو طرفین کو منظور ہو لیکن اتنی صاف صورت بھی انھوں نے منظور نہ کی بلکہ اشتہار بازی شروع کردی مولٰنا تو اس جھگڑ بازی کا کیا جواب دیتے؟ خاکسار نے انھیں جواب دیئے لیکن چونکہ انھوں نے مناظرے کا چیلنج دیا تھا اسکے جواب میں مولٰنا نے لکھا کہ ہمیں چیلنج منظور ہے مولٰنا ثناء اللہ صاحب حَکَم ہوں وغیرہ لے فریق ثانی نے بہت کچھ حیل حجت کے بعد اشتہاری صورت میں منظور تو کیا لیکن وہ مقررہ مدت میں دہلی سے غائب رہے اور اس کڑوے گھونٹ کا پینا گوارا نہ کیا۔ زاں بعد کانفرنس اہلحدیث کا جلسہ دہلی میں قرار پایا پروگرام اور پوسٹر میں ان کا نام بھی تھا اسلئے ایک اشتہار ہماری طرف سے شائع کردیا گیا کہ یہ موقعہ بہت ہی بہتر ہے کانفرنس میں حَکَم صاحب بھی ہونگے یہیں

مدرسہ امینیہ دہلی

مدرسہ عبدالرب دہلی

مدرسہ فتحپوری دہلی

مناظرہ ہو جائے لیکن اُسے بھی وہ سنا نہ سنا کر گئے بلکہ کانفرنس کے جلسے میں تشریف ہی نہ لائے اب ناظرین کے سامنے اسی رسالے کے صہ میں محترم جناب مولانا ثناء اللہ صاحب دام مجدہٗ کا تحریری فیصلہ ایک نہیں بلکہ دو موجود ہیں ساتھ ہی ایک سو پندرہ اور علماء معتمدین کبار کے فتاوے بھی موجود ہیں جن سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں ان فتاووں میں ایک فتویٰ رہ گیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

شیخ جمال کا فتویٰ

الجواب ۱۱۵ ۔ شرک و کفر کرنا شرک و کفر کے الفاظ زبان سے نکالنا ان الفاظ سے دم جھاڑا کرنا خواہ کیسی ہی ضرورت مجبوری ہو سانپ کتے نے کاٹ لیا ہو وغیرہ ناجائز ہے حرام ہے بلکہ شرک و کفر ہے ہاں بوقت اکراہ دشمن کی تلوار سے نجات حاصل کرنے کیلئے دل کو اطمینان سے ایمان پر قائم رکھکر صرف جان بچانے کیلئے اگر کوئی ان امور میں سے کوئی امر کفار کی طلب پر بادل ناخواستہ کر دے تو خدا کی طرف سے اجازت ہے بدلیل آیہ الا من اکرہ الخ اور بدلیل حدیث انما الاعمال بالنیات اور بدلیل حدیث وما استکرھوا علیہ اور بدلائل کتاب الاکراہ صحیح بخاری شریف وغیرہ کے لیکن تاہم اگر کوئی کامل الایمان اپنی جان دیدے اور کفار کا کہا نہ کرے تو افضل ہے اور اگر بطور دفع الوقتی اپنے دل میں ایمان کو جگہ دے کر ان کلمات میں شفا نہ مانکر کر دے تو رخصت ہے قرآن فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا قرآن میں ہے الا المستضعفین الخ فقط واللہ اعلم۔ حررہٗ شہاب الدین المحدیث علیگوی ضلع حصار (مدرس مدرسہ احیاء الاسلام پہاڑ گنج دہلی)

مولانا عبدالحکیم صاحب نصیر آبادی کا خط

دہلی میں مولانا کے خلاف تو ٹی کبرہٗ نے مولانا عبدالحکیم صاحب نصیر آبادی کے نام ایک اشتہار نکالا تھا اور کچھ اور مضامین بھی اس کی بابت جب مولانا سے دریافت کیا گیا تو اسکے جواب میں مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں۔ از عبدالحکیم بخدمت شریف بھائی صاحب مولوی محمد صاحب سلمہ اللہ الصمد بعد اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کے آپ کا خط اور اخبار (بابت کتاب الاکراہ) آیا خط کو پڑھکر بہت رنج ہوا۔ میں نے آپ کو کبھی کافر مشرک۔۔۔ نہیں لکھا۔۔۔ میں آپ کو کافر مشرک کہہ سکتا ہوں؟ مسلمان کو کافر کہنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے۔ آجتک کوئی اشتہار اکراہ کے باب میں میں نے نہیں چھپایا نہ میں نے کسی کو کہا کہ میری طرف سے چھاپو میرا مضمون اس بارے میں آپ کے پاس یا حافظ حمید اللہ صاحب یا عبدالمتین کے سوا کسی دوسرے کو نہیں بھیجا۔

میں آپ کو گالی کیسے دوں چھوٹے بھائی کے برابر سمجھتا ہوں اور علم میں فضل میں اپنے سے زیادہ اس قسم کے الفاظ آپ پر استعمال کرنا خود اپنے پیر پر آپ کلہاڑی مارنا ہے اگر (مشتہرین) کے پاس میرے اس خط سے ملتے ہوئے خط کی کوئی ایسی تحریر ہو تو آپ میرے پر شرعی جرم جو چاہیں عائد کریں مجھے منظور ہے بشرطیکہ اس تحریر کے حروف میرے ان حروف سے ملجائیں تو مجھے بطیب خاطر آپ کی عائد کردہ فرد جرم منظور ہے فقط الراقم عبد الحکیم نصیر آبادی۔

ناظرین غور فرمائیں، اور دہلی کے اس شخص کی دیانتداری ملاحظہ فرمائیں کہ بڑے بڑے بزرگوں میں بددلی پھیلانا چاہتے ہیں اور دوسروں کے نام سے اپنے مضامین چھاپ چھاپ کر لوگوں کو بددل کرنا چاہتے ہیں فاللھم انی ادرأبک فی نحرہ واعوذبک من شرہ۔ ✣

از جامع حضرت مولانا مولوی محمد صاحب سلمہ الصمد کا ایک طویل مضمون اس رسالے کے ص سے ص تک آچکا ہے جس میں ایک سو تراسی ۱۸۳ دلائل تھے۔ وہ ایک مطول مضمون کا مختصر تھا اس کا بقیہ حصہ اب ہم ناظرین کے سامنے پیش کرکے اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور ہمیں افسوس ہے کہ ابھی مولانا کے جمع کردہ بہت سے دلائل چھوٹ گئے اور رسالہ کی حیثیت نے ہمیں روک دیا کہ ہم ان سب دلائل کو لاتے۔ اس صورت میں یہ کتاب اس سے دگنے حجم کی ہوجاتی فالامر بید اللہ۔ جامع ✣

حضرت مولانا محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی کے جمع کردہ مزید دلائل پیوستہ از گذشتہ

[184] اکراہ کے لفظی معنی ہی جب معلوم ہوجائیں وہ بیقین اس نتیجے پر پہنچ جائیگا کہ جس پر اکراہ ہو اس پر شرعی یا دنیوی کوئی حکم جاری نہ ہوگا۔ دیکھیے اکراہ کے لغوی معنی ہیں اِلْزَامُ الْغَیْرِ بِمَا لَا یُرِیْدُہٗ۔ کسی پر اس چیز کو لازم کردینا جس کا وہ ارادہ نہ رکھتا ہو۔ [185] اسی لئے قرآن کریم نے کفر کرنے والے کے عذاب کے ساتھ یہ قید لگائی کہ مَنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا۔ [186] جس کے معنی مفسرین نے یہ بیان کئے ہیں اَیْ طَابَ نَفْسُہٗ بِذٰلِکَ وَاَتٰی بِہٖ عَلٰی اِخْتِیَارٍ وَّ قُبُوْلٍ۔ یعنی سزائے کفر اس کفر پر ہے جو انسان اپنی خوشی آپ اپنے اختیار اور اپنی پسندیدگی سے کرے۔ [187] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے لکھتے ہیں فَعَذَرَ اللّٰہُ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ۔ یعنی خداوند تبارک وتعالیٰ نے ایسے کمزور لوگوں کو جو بے بس ہوں جن پر کفار کا اکراہ ہو معذور رکھا ہے انکا یہ عذر قبول فرمایا ہے۔ [188] اکراہ کا تحقق سلطان سے ہی ہوتا ہو اور یہ آجکل ہندوستان میں محال ہو یہ بھی درست نہیں کیونکہ [189] جمہور کا مسلمہ مسئلہ ہے

اَلْاِکْرَاہُ یَتَحَقَّقُ مِنْ کُلِّ قَادِرٍ عَلَیْہِ۔ یعنی ہر ایک طاقت والا زبردست جو دوسرے کو دبا لے اکراہ ثابت ہو جاتا ہے چنانچہ [۱۹۰] حضرت ابن عباسؓ چوروں کی طرف اکراہ کے قائل ہیں اور ایسے وقت کی طلاق کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ اور [۱۹۱] اس مسئلے میں صحابہ تابعی بہت سے آپ کے ہم نوا ہیں

[۱۹۲] حضرت عثمان بن عفانؓ کے دربار میں حضرت حذیفہ بن یمان صحابی رسولؐ کو بلایا جاتا ہے ان کی بابت خلیفۃ المسلمین کے پاس بہت سی باتیں خلافِ خلیفہ پہنچی ہیں آپ ان سے دریافت کرتے ہیں یہ اُنکا انکار کرتے ہیں حضرت عثمان انھیں قسم کھانے کو کہتے ہیں یہ ان پر قسم کھا جاتے ہیں دربارِ خلافت سے باہر جب آتے ہیں تو معاملہ فہم حضرات آپ کو پکڑتے ہیں کہ حضرت بات تو سچی تھی پھر آپ نے اس کو جھوٹ کہکر قسم کیسے کھالی ؟ تو آپ جواب دیتے ہیں کہ ہاں میں نے بعض دین کو بعض دین سے خرید لیا اگر ایسا نہ کرتا [۱۹۳] تو سارا دین جانے کا ڈر تھا۔ حضرات ناظرین کو یاد ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی جنگ کیلئے نکلتے اور آپ سے عوام الناس دریافت کرتے کہ کہاں کے ارادے ہیں ؟ تو آپ جواب توریہ میں دیتے ۔

[۱۹۴] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑ کر یہ فرمانا کہ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا قرآن میں موجود ہے۔ [۱۹۵] آپ کا مشرکین کے میلے میں نہ جانا اور یہ عذر کرنا کہ اِنِّیْ سَقِیْمٌ یہی قرآن پاک میں ہم نے پڑھا ہے۔ [۱۹۶] جہاد میں چالیں چلنا [۱۹۷] دو شخصوں میں صلح کرانے کیلئے [۱۹۸] بیوی کو خوش کرنے کیلئے [۱۹۹] جہاد کے موقعہ پر واقعہ کے خلاف کہدینے کی رخصت کس نے نہیں پڑھی ؟ [۲۰۰] حضرت ایوبؑ کیلئے حکمِ خدا خُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنا پیمانہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھکر انھیں روک لینا کس سے مخفی ہے ؟ الغرض مواقع رخصت جو خدا کی طرف سے ہوں انھیں برباد کرنا دراصل خدائی خدائی میں عیب نکالنا اور شریعت کی وسعت کو تنگی سے بدلنا ہے [۲۰۱] اب میں ایک مرفوع حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لیجا رہے ہیں اس وقت آپ کے ساتھ بہت تھوڑے صحابہ ہیں اور راہ میں مشرکوں کی ایک زبردست جمعیت آپڑتی ہے لیکن وہ آپ کو پہچانتے نہیں اسلئے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کون ہیں ؟ آپ ان سے مقابلہ کرنیکی طاقت اپنے میں نہ پاکر ان سے بچ جانے کیلئے صاف فرما دیتے ہیں کہ نَحْنُ مِنَ الْمَآءِ ۔ ہم پانی سے ہیں وہ اس کا مطلب یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ لوگ قبیلہ یمن سے ہیں چنانچہ آپس میں کہتے ہیں کہ ہمیں اس سے کیا مطلب ؟ یمنیوں کے بہت سے قبائل ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ایک انہی کا قبیلہ ہے انھیں

جانے دو۔ ہجرت کے موقعہ پر صدیق اکبر ثانی اثنین سے جب دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہے تو آپ جواب دیتے ہیں یہ مجھے راہ دکھانیوالا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ سفر کا راستہ دکھلانے والا ہے حالانکہ آپ کے ساتھ خدا کے نبی نبیوں کے سردار تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک مولوی صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ الاعمال بالنیۃ کی حدیث کو اس سے کیا تعلق ہے؟ پھر انھوں نے بہت کچھ لکھا تھا ان کے جواب میں صرف اتنی گذارش کافی ہوگی کہ اگر آپ آنکھوں سے کام لیتے اور صحیح بخاری پر اہلحدیث کی طرح نظر ڈلتے تو یہ بدکلامی آپ سے سرزد نہ ہوتی امام صاحبؒ خود اس حدیث کو صحیح بخاری شریف کتاب الاکراہ میں لائے ہیں اس سے اس حدیث کا تعلق تو ظاہر ہو گیا کہ جب عمل کا مدار نیت پر ہے اور جس پر جبر و اکراہ و زبردستی ہوئی ہے اس کی نیت نہیں بلکہ جو کرتا ہے اور کہتا ہے اس کے خلاف اُس کی نیت ہے تو پھر اُسے معتبر کیسے مان لیا جائیگا؟ اسی سے امام بخاریؒ نے قول و فعل دونوں کا بحالتِ اکراہ لغو ہونا ثابت کیا ہے اور یہی مذہب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے اَلْاِکْرَاہُ فِی الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ سَوَآءٌ اِذَا اَسَرَّ الْاِیْمَانَ۔ . . . وَھُوَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ یعنے جمہور کا بھی یہی مذہب ہے وہ حضرات جو مولنا ثناء اللہ صاحب کے مقابلے میں اتباعِ سلف اور جمہور اور اجماع وغیرہ کے ڈھول پیٹتے رہتے تھے اور مسلک محدثین کی فدائیت کے جذبے میں بیخود نظر آتے تھے وہ اس مسئلے میں ان سب کو چھوڑ کر قول و فعل میں فرق کس بنا پر کرتے ہیں؟ اگر فی الواقع وہ اپنے قول میں سچے ہیں تو قول و فعل کو مطابق مذہب سلف و محدثین و جمہور ایک ہی حکم میں رکھیں۔ کیا ان حضرات کے نزدیک مَنْ کَفَرَ جس سے اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ مستثنےٰ ہے اس سے مطلب کفر زبانی ہے کفر فعلی نہیں؟ جو لوگ ہمارے سامنے اصحابِ اخدود کے قصے ساحرانِ موسیٰ کے قصے وغیرہ پیش فرمانے کی تکلیف گوارا فرمایا کرتے ہیں وہ بھی غور سے پڑھیں کہ یہ سب کامل الایمانی کی دلیلیں ہیں۔ ہمارے نزدیک اور سلف صالحین کے نزدیک بوقتِ اکراہ کفر و شرک ضروری و فرض نہیں جو یہ چیزیں ہمارے سامنے رکھی جائیں یہ تو صرف جواز و رخصت کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپنے امام بخاریؒ کے کتاب الاکراہ میں اس جملے کے وارد کرنے کی حکمت پر بھی کبھی غور فرمایا کہ وَلَوِ انْفَضَّ اُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ کَانَ مَحْقُوْقًا اَنْ یَّنْفَضَّ یعنی احد پہاڑ تمہارے اس کرتوت سے جو تم نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کئے اگر ٹوٹ جائے کانپ اٹھے تو بیشک اسکے لائق ہے اسکا تعلق کتاب الاکراہ کے ساتھ یہ ہے کہ بوقتِ اکراہ رخصت ہے لیکن فرض نہیں حضرت عثمانؓ سے کفر کا مطالبہ نہ تھا

اس سے بہت ہی ہلکا مطالبہ تھا لیکن تاہم آپ نے جان دیدی اور ان کا کہا نہ کیا۔ یہ عزیمت پر عمل ہے اسی لئے اسے اسی باب میں لائے۔ اور اس سے پہلے رخصت کے باب منعقد کئے۔ اور وہاں آیتیں حدیثیں رخصت کی بیان فرمائیں۔ امام بخاری[۲۱۲] رحمۃ اللہ علیہ نے اکراہ کے وقت کے فعل کے باطل ہونے کیلئے کتنی صاف آیت بخاری شریف میں پیش کی؟ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ یعنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور و مکرہ نہ کرو اور اگر ایسا ہو تو انکی بدکاری سے اللہ درگذر فرمالیگا۔ کیونکہ ان پر اکراہ ہوا ہے نہ تم انھیں حد مارنا۔ نہ ان پر خدا کی کوئی پکڑ ہوگی۔ یہ لونڈیاں[۲۱۳] عبداللہ بن ابی منافق کی تھیں جن کے نام معاذہ اور مسیکہ تھے یہ منافق ان پر جبر کرکے ان سے بدکاری کرا کر خرچی کھاتا تھا تو اُسے منع کیا گیا اور انھیں معذور قرار دیا گیا۔ ہے کوئی[۲۱۴] جو غور کرے کہ کس طرح لڑکیوں کے بالجبر نکاح کے خلاف امام بخاریؒ نے فتوے دیکر اس بات کو بتلایا کہ زبردستی کا کوئی کام معتبر نہیں ؟ جاہلیت[۲۱۵] میں جو اکراہ رانڈ عورتوں پر کیا جاتا تھا قرآن نے اُسے بھی بالکل ہٹا دیا یہ بھی فعلی اکراہ ہے۔ یہی[۲۱۶] اکراہ تھا جس سے دب کر خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے اپنی بیوی کو بہن کہا۔ یہی[۲۱۷] اکراہ تھا جس سے دب کر خلیلِ خدا نے اپنی بیوی صاحبہ کو کافر بادشاہ کے پاس بھیجنا گوارا کیا۔ یہی[۲۱۸] اکراہ تھا جو خلیلِ خدا کی اہلیہ کو دربارِ کافر میں لیگیا۔ یہی[۲۱۹] اکراہ تھا جس نے ایک کافر کی خوابگاہ مائی صاحبہ کو دکھائی۔ یہی[۲۲۰] اکراہ تھا جس نے خلوتِ اجنبی سے دوچار کیا۔ یہی[۲۲۱] اکراہ تھا کہ ام المومنین اس کافر کے محل میں نیت نماز باندھے کھڑی ہیں اور خدا سے دعائیں کر رہی ہیں کہ باری تعالیٰ میں تجھ پر اور تیرے رسولؐ پر ایمان لائی ہوں خدایا اس کافر سے مجھے بچالے۔ ادھر[۲۲۲] خلیل خدا ہیں کہ رب کے سامنے عاجزی اور زاری میں لگے ہوئے ہیں اور اپنی عزت و عصمت ناموس و حرمت کے محفوظ رہنے کیلئے بیقرار ہیں۔ لوگو! کیا ان حضرات پر کوئی فتویٰ لگاؤ گے؟ یاد رکھو صحیح یہی ہے کہ اکراہ کے وقت کے کسی قول فعل کا کوئی اعتبار نہیں کوئی[۲۲۳] ظالم کسی مسلمان کے درپے قتل ہے لیکن ایک اور مسلمان کو وہ جانتا ہے وہ مسلمان اس سے کہتا ہے کہ اسے چھوڑ دے یہ میرا بھائی ہے خدا کی قسم میرا بھائی ہے حالانکہ دراصل وہ بھائی نہیں تو ظالم جس طرح قسم کھلوائے یہ اس جھوٹی قسم کو کھالے اور مسلمان کی جان بچالے روا ہے یہ سب کچھ اکراہ ہو رہا ہے اس پر کوئی پکڑ نہیں۔ بلکہ یہ جائز درست ہے جیسے[۲۲۴] کہ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ امام صاحبؒ کا منشا یہ ہے کہ کسی مسلمان کو قتل وغیرہ سے بچانے کیلئے جو کچھ ظالم کرائے وہ کردے اور اسے بچالے اس اکراہ کے وقت کے اس فعل کی کوئی پکڑ خدا کے

ہاں نہیں ہونگی۔ امام[۲۲۵] ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مختصری عبارت میں تائید تردید دونوں کرجاتے
ہیں۔ اعلام میں لکھتے ہیں کہ ساری امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی غرض کیلئے کلمہ کفر کا استعمال کسی
مسلمان کو کسی وقت جائز نہیں بجز اس شخص کے جس پر[۲۲۶] جبر و اکراہ ہو رہا ہو اور وہ اپنے دل میں
ایمان کو مضبوط رکھکر کلمہ کفر زبان سے نکالدے۔ اسی طرح اعلام الموقعین میں اور جگہ تحریر فرماتے
ہیں کہ "اقوال اور افعال میں معانی اور مقاصد ہی کا اعتبار ہوتا ہے مکان و زمان تقدیم تاخیر سے
حکم مختلف نہیں ہوتا جبکہ مقصد و معنیٰ نیت و سبب غرض و غایت ایک ہی ہو۔ ہاں معنیٰ مقصد نیت
و سبب جب جداگانہ ہوں تو حکم یقیناً بدل جائیگا گو قول و فعل ایک ہی ہو۔ قول کا جو حال ہے وہی
فعل کا بھی ہے۔ ایک ہی عمل مختلف نیتوں کی وجہ سے مختلف حکموں میں آجائیگا اور ایک ہی عمل
معانی اور مقصود کے ایک ہونے کے وقت ایک ہی حکم میں رہیگا شریعت کے احکام میں ادنیٰ سا
تأمل بھی جسے نصیب ہوا ہوگا وہ اس میں ہرگز شک نہیں کرسکتا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا
یہ فرمان بغیر کسی شرح کے صاف ہے کہ قول پر حکم جو لگایا جائیگا وہ مقصود نیت[۲۲۷] کو سامنے رکھکر
اسی طرح فعل پر جو حکم لگایا جائیگا وہ مقصد و نیت و غرض کو سامنے رکھکر۔ مثلاً ایک شخص
کلمہ کفر و شرک زبان سے نکالتا ہے اپنی خوشی اپنی شفا کیلئے اور کی شفا کیلئے اپنے نفع کیلئے اور
کے نفع کیلئے۔ حق جانکر صحیح تسلیم کرکے سچائی سمجھ کر بیشک یہ مشرک و کافر ہے۔ لیکن دوسرا شخص
اسی کلمے کو زبان سے کہتا ہے ظالم کے ظلم سے نجات پانے اپنی جان بچانے کیلئے اس کے سر
پر جو اس مختل کرنے والی تلوار کوند رہی ہے اس کی نگاہوں کے سامنے موت کھڑی ہے وہ صرف
اس سے نجات چاہتا ہے اس کا دل کفر و شرک کے کلمے کیلئے کھلا ہوا نہیں وہ اسے خوشی سے
نہیں کہہ رہا وہ اپنے ایمان پر جما ہوا ہے وہ شرکیہ منتروں میں کسی شفا کا قائل نہیں وہ اسے اپنے یا
دوسرے کے نفع کیلئے نہیں کہہ رہا وہ اسے شفا کا کلمہ نہیں سمجھ رہا اُسے وہ برحق نہیں سمجھ رہا۔
اس میں وہ سچائی نہیں جانتا وہ اسے حق تسلیم نہیں کرتا پھر بھی اسے اور اس کو ایک حکم لگانا ہی ہے
لفظ پوری اور معنیٰ دشمنی۔ یہی[۲۲۸] حال فعل کا ہے کہ ایک مشرک بت کے سامنے سجدہ کرتا ہے بت کی
تعریفیں کرتا ہے اُس پر چڑھاوا چڑھاتا ہے اسے نافع اور ضرر رساں سمجھکر اُسے مالک و مختار
جان کر اُسے خدا اور مظہر خدا سمجھکر بیشک یہ شخص مشرک و کافر ہے۔ لیکن ایک دوسرا شخص جو
اس بت کو پتھر کے ایک ٹکڑے سے زیادہ نہیں سمجھتا جو اسے کوئی وقعت نہیں دیتا جو اُسے زمین کا
بوجھ جانتا ہے جو اُسے نقیر و قطمیر کا مالک نہیں جانتا جو اُسے ریت کے ایک ذرے پر قادر اور

مرے ہوئے ایک بھنگے کا مالک بھی نہیں سمجھتا لیکن ظالم کافروں نے اُسے گھیر لیا ہے تلواریں تول لی ہیں اسکے رونگٹے کھڑے ہیں اسکا خون خشک ہورہا ہے اس کی جان ضیق میں ہے ایسے وقت بھی اس کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ عقیدہ دل میں استوار ہے ایمان اپنی جگہ سے نہیں ہلا لیکن دفع الوقتی کے لیے ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔ وہ ناپاک گروہ کبھی تو اُسے بت کے سامنے جھکاتا ہے کبھی اس پر نذرانہ چڑھواتا ہے اس کا دل اس فعل پر لعنت بھیجتا ہے وہ خود اپنے اوپر بھی ملامت کررہا ہے وہ جو کچھ کرتا ہے صرف ان ظالموں کے دباؤ سے ان کے اکراہ سے۔ کسقدر ناسمجھی ہے کہ اسے اور اس کو ایک کردیا جائے محض فعل کے ایک ہونے کی وجہ سے نیت ومقصد کے فرق کو نظر انداز کردیا جائے۔ اور اس مسکین کو جس پر جبر وظلم اکراہ واجبار کیا جارہا ہے اُسے مشرک وکافر قرار دیا جائے۔ اس کی طرح جو بت کو خدا سمجھکر یہ کام کرتا ہے۔ پس اکراہ جس پر ہو اور جو آزاد ہو ان دونوں پر ایک حکم کرنے والا دراصل انصاف کا خون کرنے والا ہے اور شریعت میں ایک جابرانہ قانون ایجاد کرنے والا ہے حالانکہ اللہ کے رسولؐ نے تشدد سے منع فرمایا ہے ارشاد ہے [۲۲۹] لَا تُشَدِّدُوا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَیُشَدِّدُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ الخ اگر تم نے آپ اپنی جانوں پر سختی کی تو خدائے تعالیٰ بھی تم پر سختی کریگا خبردار ہرگز ایسا نہ کرنا ایسا کرنے والوں کا حشر اپنی آنکھوں دیکھنا ہو تو یہود نصرانیوں کے عبادت خانوں کو دیکھ لو ان کا انجام سننا ہو تو قرآن کی آیت وَرَهْبَانِيَّةً الخ کی تلاوت کرلو (ابوداود) شریعت نے جبکہ اس شخص کو رخصت دی جس پر اکراہ ہے تو شرعی رخصت کو اٹھانے والے ہم کون؟۔ کیا [۲۳۰] مسلم شریف کی حدیث ہماری نگاہوں کے سامنے نہیں کہ رخصت خداوندی کو قبول نہ کرنیوالوں کی نسبت حضورؐ نے فرمایا [۲۳۱] اُولٰئِکَ الْعُصَاۃُ اُولٰئِکَ الْعُصَاۃُ۔ یہ نافرمان گروہ ہے۔ یہ کہنا کہ ایسے وقت دل میں کچھ اور پڑھ لے اور کفار پر ظاہر یہ کرے کہ میں نے تمہارا کہا ہوا پڑھا ہے یہ درست ہے ضرور ایسا کرے لیکن جبکہ کفار کا اصرار ہے کہ ہمیں سنا کر فلاں مضمون پڑھکر دم کرو تو اس وقت وہ انہی کلمات کے کہنے اور ان سے ہی دم کرنے پر مجبور اور مکرہ ہے ورنہ مسلمان کو کوئی خلاف شرع کلمہ زبان سے نکالنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جب وہ اسی پر جبر واکراہ کیا جارہا ہے تو بیشک رخصت پر عمل کرلے۔ حدیث [۲۳۲] شریف میں ہے کہ خدا کو اپنی رخصتوں کو لے لینا پسند ہے۔ لوگو! ذرا غور کرو اور مزید غور کرو اگر تم نے نیت ومقصد کا اعتبار نہ کیا تو تم خدا کے سارے دین کو الٹ پلٹ کردو گے۔ بتلاؤ اے اہلحدیثو! [۲۳۳] طلاق کی نسبت تمہارا کیا

فتویٰ ہے؟ بہ ظاہر تو وہ نکاح ہے لیکن نیت و مقصد کی برائی کی وجہ سے اس فعل پر لعنت ہے یہودیوں[۲۳۴] کا جمعہ کے دن جال لگا لینا اور اتوار کے دن مچھلیوں کو پکڑ لانا بہ ظاہر تو ہفتے کے دن شکار کھیلنا نہیں لیکن نیت کی وجہ سے اس فعل پر سور و بندر بنا دیئے گئے۔ ایک[۲۳۵] سود خوار شخص اپنے سود کو ظاہری صورت بیع اور تجارت کی دے لے تو کیا صورت کے بظاہر بہتر اور شرعی ہونے کی وجہ سے آپ اس کی نیت سے قطع نظر کر کے اسکے مقصد کو فراموش کر کے اس پر حلت کا فتوے لگا دینگے؟ مثلاً ایک شخص ایک رومال، جو دو آنے کا ہے دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کا ادھار بیچتا ہے اور پھر اس سے ایک ہزار کا نقد خرید لیتا ہے کہو یہ سودا حرام یا حلال؟ بہ ظاہر تو حرمت کی کوئی وجہ نہیں راضی رضامندی سے مول تول ہو کر سودا ہو رہا ہے وجہ کیا کہ آپ اسے حرام کہیں؟ سوائے اس کے کہ ان کا مقصد و مطلب اور ہی ہے یہ سود خوار اس سے ایک ہزار کے دو ہزار لینا چاہتا ہے لیکن ظاہری صورت سود کی بدل دیتا ہے کپڑے کا ایک ٹکڑا بیچ میں رکھکر اپنے حرام مطلب کو حلال کرنے کے درپے ہے۔ پس جن کی نگاہیں صرف ظاہری فعل و قول پر ہیں جو مقصد و نیت کو کوئی چیز نہیں مانتے یا مانتے ہیں تو قول میں فعل میں نہیں کیا عجب کہ وہ اس خطرناک صورت کو بھی جائز کہدیں؟ ان کے نزدیک یہود بھی مورد عتاب نہ ہوں ان کے نزدیک حلالہ کرنے والا ملعون سانڈ[۲۳۶] کرایے کا ٹٹو بھی مستحقِ لعنت نہ ہو ان کے نزدیک سود خوار بھی بیوپاری ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت ہے ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو انگوروں کا رس نکالتا ہے ظاہر بین حضرات غور فرمائیں کہ کیا انگور کا رس نکالنا موجب لعنت ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ چونکہ مقصود اس کا اس سے شراب بنانا ہے اسلئے مقصد پر نظر رکھکر اسے ملعون کہا گیا نہ کہ فعل پر، غایت و غرض کو اگر مہمل چھوڑ دیا گیا تو یاد رہے کہ کوئی حکمِ شرع اپنی جگہ پر باقی نہ رہیگا ساری شریعت بدل جائیگی۔ اطاعت و ثواب ممانعت و عذاب سب میں غرض و غایت نیت و مقصد ہی دیکھا جاتا ہے نہ کہ اس سے چشم پوشی کر کے صرف ظاہر پر ہی احکام جاری کر دیئے جائیں۔ ہمارے[۲۳۷] بھائی اس اصل میں ہم سے متفق ہیں وہ حلالہ کو حرام جانتے ہیں جو بظاہر نکاح ہے۔ اور حلال ہے وہ یہود کے فعل کو موجبِ لعنت قرار دیتے ہیں حالانکہ انھوں نے بظاہر ہفتہ کے دن شکار نہیں کھیلا تھا جس کی انھیں ممانعت تھی بظاہر اتوار کو شکار کیا تھا جس کی ممانعت نہ تھی وہ اس شخص کو بھی ملعون کہتے ہیں جو انگور کا شیرہ بناتا ہے حالانکہ اس کی ممانعت نہیں نہ یہ موجبِ لعنت ہے آپ روز انگور کا رس نکالئے اور پیجئے کون ہے جو آپ کا ہاتھ تھامے؟ اور آپ

پر بدکلامی کرے؟ لیکن ہمارے بھائی ہمارے ساتھ متفق ہیں وہ اور ہم حدیث کے مطابق اُسے ملعون کہتے ہیں جو شیرۂ انگور شراب کیلئے بناتا ہے پھر اصل کو درست ملتے ہوئے فرع سے بھاگنا تو کچھ اچھا نہیں۔ جب[238] ان امور میں اور ان جیسے اور امور میں آپنے قول وفعل میں نیت وغرض کو معتبر مانا تو حالت اکراہ میں آپ نے اس اصل کا خلاف کیوں کیا؟ اور اُسے جو غیر اللہ کی عبادت اپنی خوشی کرتا ہے اور اُسے جو اکراہًا کرتا ہے ایک کیوں قرار دیدیا؟ وہ جس کا دل شرک کفر سے پُر ہے اور جو غیر پرستی کو دین مذہب سمجھتا ہے اور وہ جس کا دل اس شرک وکفر سے متنفر ہے جو اسے اشد حرام جانتا ہے جو اسے موجبِ دخول وخلودِ جہنم مانتا ہے دونوں کو فعل کے ایک ہونے کی وجہ سے ایک حکم میں کیسے داخل کرتے ہو؟ ایک[239] وہ مشرک شخص جو شرکیہ منتروں میں شفا جانتا ہے جو اُسے دم کرتا ہے کہ سانپ کا زہر اتر جائے اور دوسرا جو اسے شرک جانتا ہی اس میں شفا کا قائل نہیں اس کا دم حرام وشرک جانتا ہے لیکن اکراہ سے تلوار کے خوف سے برا وقت ٹالنے کیلئے کفار کو احمق بنا کر اُن سے اپنی جان بچانے کیلئے تھوڑی دیر کیلئے بظاہر ان کا کہا کر دیتا ہے لیکن اس وقت بھی اس کا دل ایمان سے پُر ہے ان دونوں کے جداگانہ مقاصد کا لحاظ نہ کر کے صرف ظاہر پر فتوٰی چسپاں کر دینا کہیں ان حدیثوں کے خلاف تو نہیں؟ جو آپ ابھی پڑھ آئے؟ پھر بالخصوص جبکہ نصوص قاطعہ موجود ہیں قرآن حدیث اجماع قیاس اقوالِ سلف اسی کے مؤید ہیں لفظوں میں خدا نے اور اس کے رسولؐ نے اُسے جس پر اکراہ کیا گیا ہو کفر کی اجازت دی تو آپ شقیں نکالنے والے کون؟ کہ کفر قولی تو جائز فعلی ناجائز۔ کفر تو جائز شرک ناجائز ہے آپ کے ہاتھ میں کوئی دلیل؟ جو آپ کے اس قول کی حقیقی دلیل بن سکے؟ کیا آپ کے نزدیک کفر سے بڑھکر بھی کوئی برائی ہے؟ کیا قولی کفر سے انسان کافر نہیں ہوتا؟ کیا فعلی کفر تو کفر ہوا اور قولی کفر کفر نہ ہوا اس کی کوئی دلیل آپ کے پاس ہے؟ کیا آپ کے پاس خدا کے اکراہ کے وقت کے کفر کی رخصت کی شقیں کرنے کی کوئی خدائی دلیل ہے؟ تہذیب[240] وتمدن کا قانون معاشرتی اصول شریعتِ محمدی عقل ونقل وسیاست ملکی سب کا تقاضا یہی ہے عرف یہی ہے دستور اور چال چلن یہی ہے کہ دو مختلف نیتوں سے کام کرنیوالوں پر دو مختلف حکم لگیں گے نہ کہ ایک ہجرت[241] کرنیوالوں کا حال اور ان کے فضائل معلوم ہیں لیکن انہی میں مہاجرام قیس بھی ہے۔ جان[242] لینے کیلئے زہر دینے والا اور بطور دوا کے اسی کا استعمال کرانے والا ہرگز ایک حکم میں نہیں رکھا جا سکتا۔ کیا آپ کی نگاہوں کے سامنے وہ حدیث[243] نہیں جس میں ہے کہ یہود پر چربی حرام ہوئی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچ کر قیمت

حاصل کرلی خدانے ان پر اپنی لعنت نازل کی۔ ظاہر ہے کہ انھوں نے روپیہ پیسہ سے حلال چیز خریدکر کھائی تھی چربی کا بیچنا ان پر حرام نہیں تھا کھانا حرام تھا سو انھوں نے کھائی نہیں ظاہری صورت ہی کو سامنے رکھنے والے حضرات غور فرمائیں ان کے نزدیک تو یہ بالکل بے قصور تھے لیکن چونکہ نیت و مقصد غرض و غایت اس ظاہری حلال سے دراصل باطنی حرام تک پہنچنا تھا اسلئے ان پر لعنت نازل ہوئی۔ پھر آپ حضرات مقصد و نیت غرض و غایت سے بحالتِ اکراہ چشم پوشی کیوں کرتے ہیں، ہمارے نزدیک تو بندگانِ خدا پر یہ صریح ظلم ہے کہ خود مختار آزاد اور پابند اکراہ والے میں کوئی فرق نہ کیا جائے۔ ایک شخص[عـ۲۴۴] ہے جو زکوٰۃ سے بچنے کے ارادے سے اپنا مال سال تمام ہونے سے پہلے اپنی بیوی یا بچی کے نام کردے پھر ایک لمحہ بھر کے بعد اپنے لئے کرلے تو کیا اس پر سے زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی؟ اگر آپ نے فتویٰ دیا کہ ہاں تو حق اللہ دفن ہوجائیگا کسی کو کیا پڑی کہ زکوٰۃ نکالے اور اپنے خون پسینے کی گاڑھی کمائی کو دوسرے کے ہاتھ میں رکھ دے کیوں یہ آسان سا نسخہ ہر سال نہ کرلیا کرے کہ نہ سال پورا ہو نہ زکوٰۃ فرض ہو۔ اور اگر آپ کا فتویٰ ہو کہ اس سے زکوٰۃ فرض ساقط نہ ہوگی تو ظاہر ہے کہ آپنے خلافِ ظاہر فتویٰ دیا۔ حدیث[عـ۲۴۵] میں موجود ہے کہ جب تک الِ مستفاد پر سال پورا نہ ہو زکوٰۃ نہیں۔ پس اگر نیت و قصد و غرض کا لحاظ نہ کیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں آتی ہاں اگر نیت کا لحاظ رکھا گیا تو بیشک اس پر سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوئی۔ پس میری گذارش پر پھر سے توجہ فرمایئے کہ اعمال کا اقوال کا دار و مدار نیتوں پر ہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے آخری رسول پر بیشمار درود نازل فرمائے جو فرما گئے کہ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ عمل کا مدار نیت پر ہے۔ ساری شریعت کا بیان ان دو لفظوں میں آگیا فسبحان اللہ وبحمدہ وصلی اللہ علیٰ نبیہ۔ **محمد**

خاتمہ از جامع حضرت مولانا محمد صاحب کو خدائے تعالیٰ جزائے خیر دے کہ آپ نے اس چھوٹے سے مسئلے پر دو سو پینتالیس[۲۴۵] دلائل جمع کردیئے جن میں ہر شخص کیلئے کافی تسلی موجود ہے اور ان علمائے کرام کو بھی جزائے خیر دے جنھوں نے اس مسئلہ کو صفائی سے بیان کرکے حق واضح کردیا۔ جن کے ایک سو پندرہ فتوے ہم نے اس رسالے میں چھاپ دیئے ہیں۔ باقی کے اور علمائے کرام کے فتاوے ہمارے پاس رکھے ہوئے ہیں اور مکرمی مولٰنا محمد صاحب زید مجدہٗ و دام ظلہ کا بھی ایک اور بسیط مضمون بھی ہمارے پاس اس مسئلہ میں تحریر شدہ موجود ہے جسے ہم بشرط ضرورت اس رسالے کے نمبر۲ میں چھاپ دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

نوٹ صرف تین آنے میں یہ رسالہ اس پتہ سے منگائیے دفتر اخبار محمدی دہلی بوجہ محصول کے ۱؍

تصانیف حضرت مولانا مولوی محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

جو ہر موحد مسلمان کو دینی مدد دیتی ہیں۔

صلوٰۃ محمدی جس میں وضو کرنیکا طریقہ اور تمام مسائل، تیمم کا طریقہ اور مسائل، اذان اور تکبیر کا طریقہ، نماز کی دعائیں نماز کی ترکیب اور مسائل، نماز کے بعد کی دعائیں مع ترجمہ مسافر اور بیمار کی نماز کے احکام، تراویح تہجد، جمعہ کا بیان، جنازے کی نماز کا طریقہ اور مسائل، عید کی نماز کا طریقہ اور مسائل وغیرہ کا مفصل بیان مطابق احادیث معہ حوالہ ہے قیمت تین آنے، **صیام محمدی** ماہ رمضان المبارک کے روزے اور نیک اعمال کی فضیلت، چاند کے احکام افطار کرانیکا ثواب روزے میں جو کام منع ہیں انکا بیان معذور لوگوں کے احکام لیلۃ القدر کے فضائل اور مسائل اعتکاف کی فضیلت اور احکام نفلی روزوں کا بیان، فطرے کے مسائل اور فضائل وغیرہ مطابق احادیث مع حوالہ قیمت تین آنے۔ **زکوٰۃ محمدی** زکوٰۃ کی فرضیت زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ۔ زکوٰۃ کا نصاب، ان چیزوں کا بیان جنپر زکوٰۃ نہیں۔ ان لوگوں کا بیان جنھیں زکوٰۃ دینی چاہیے اور جنھیں زکوٰۃ لینی حرام ہے۔ زکوٰۃ کے تمام مسائل۔ امامت کا مسئلہ، خیرات وصدقات کے کل مسائل حوالوں سمیت مطابق حدیث قیمت تین آنے۔ **ایمان محمدی** امام بیہقیؒ کی چوتھی صدی کی مشہور کتاب شعب الایمان کے مختصر کا ترجمہ جس میں ایمان کی ستر شاخوں کا تفصیل وار بیان ہے قیمت دس آنے۔ **حج محمدی** حج اور عمرے کی فضیلت حج نہ کرنیکا وبال، ملتوی کرنیکی برائی دیر لگانیکا گناہ وغیرہ ایک آنہ۔ **توحید محمدی** پکی قبروں گنبدوں اور مقبروں کے حرام ہونیکی اور بنے ہوؤں کو گرادینے کی تقریباً دو سو دلیلیں قرآن حدیث اور فقہ حنفی وغیرہ سے قیمت چار آنے **برأت محمدی** حسن نظامی نے اہلحدیث کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا اسکا اسمیں رد ہے ایک آنہ **طریق محمدی** قرآن سے حدیث سے صحابہ سے تابعین سے چاروں اماموں سے ان کے شاگردوں سے حنفی مذہب فقہ کی کتابوں سے، خود حنفیوں کے طرز عمل سے تقلید شخصی کا قابلدید رد، امام صاحب کے وہ مسائل جنھیں حنفی نہیں مانتے۔ فقہ کی کتابوں کے خلاف قرآن وحدیث مسائل کے اظہار کیلئے بطور نمونہ پچاس مسائل۔ امام صاحب کے شاگردوں کے وہ مسائل جن میں انھوں نے خلاف امام کیا ہے تقلید کی حرمت اور ممانعت پر خود امام ابوحنیفہؒ کے اقوال وہ حدیثیں جن کے ایک حصہ کو حنفی اپنے مذہب کے مطابق پا کر مانتے ہیں اور اسی کے دوسرے حصے کو بوجہ مخالفت نہیں مانتے۔ مقلدوں کی دلیلوں کے جواب۔ مقلدین سے مناظرہ، فقہ حنفی کی تاریخی تحقیق تقلید کی تاریخی تحقیق۔ ابو حنیفہؒ نامی بہت سے بزرگ گذرے ہیں وغیرہ ڈیڑھ سو صفحات ہیں قیمت صرف ایک روپیہ **فضائل محمدی** امام خطیب بغدادیؒ کی چوتھی صدی کی کتاب شرف اصحاب الحدیث کا ترجمہ مع عربی اس میں بدعتوں کی مذمت رائے قیاس اور کلام کی مذمت اہلحدیث کی فضیلت قرآن سے حدیث سے اقوال

صحابہؓ سے تابعینؒ محدثینؒ اور مجتہدین سے، اہلحدیث کا ناجی فرقہ ہونا، حق پر ہونا، وارث رسولؐ ہونا،
اہلحدیث کا نائب نبیؐ ہونا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونا عاشق رسولؐ ہونا، اولیاء اللہ ہونا
اہلحدیث کا قرآن میں ذکر اور تعریف، اہلحدیث کی برائی میں جو اقوال پیش کیے جاتے ہیں ان کا معقول
جواب۔ اسکا ثبوت کہ صحابہ تابعین ائمہ دین سب اپنے تئیں اہلحدیث ہی کہتے تھے ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب
قیمت سوا روپیہ **امام محمدی** مصنفہ حضرت امام خطیبؒ بغدادی۔ یہ تاریخ بغداد کا ایک جزء ہے اس میں حضرت
امام ابو حنیفہؒ کی سوانح عمری ہے اور آپ پر آپ کے زمانے کے اور بعد کے بزرگانِ ملت ائمہ دین مجتہدین نے جو
جرح کی ہے اسکا بیان، امام صاحب کے غلط فتوے اور ان کی کافی تردید ہے غرض مناقب ومثالب برائی بھلائی
سب کا بیان ہے عربی مع اردو ترجمہ ہے قیمت ایک روپیہ چھ آنے **حقوق محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا اسم شریف سن کر انگوٹھے چومنے کی تردید کی حنفی مذہب کی چالیس دلیلیں قیمت ایک آنہ **میلاد محمدی** آجکل
میلاد کی جو رسمیں رائج ہیں ان کی حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے تردید اسی طرح قیام مولود کی بھی اعلیٰ تردید
پچاس دلیلوں سے اسکے بطلان کا ثبوت دو آنہ۔ **برہان محمدی** حضرت امام سبکیؒ المتوفی ۷۵۶ھ کے
رسالہ جزء رفع الیدین کا اردو ترجمہ عربی سمیت آنحضرتؐ سے خلفاءؓ سے صحابہؓ سے رفع الیدین کا ثبوت بلکہ وجوب
عقائد محمدی امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب السنہ کا ترجمہ عقائد کے بارے میں لاجواب کتاب قیمت ایک آنہ
درایت محمدی ہدایہ کی تنقید جس میں بیان ہے کہ ہدایہ میں قرآن کی آیت غلط نقل کی ہے حدیثوں میں
کہیں زیادتی کہیں کمی کہیں ہیر پھیر کہیں موضوع اور من گھڑت حدیثیں نقل کی ہیں۔ کہیں صحابہ کے اقوال
کو پیغمبر کی حدیث بنا دیا، امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابو یوسفؒ کا مذہب غلط نقل کیا ہے، ہدایہ
میں لغت کے معنی اور عربی عبارت بھی غلط ہے خلفاءؓ اور صحابہؓ پر بھی بے ثبوت باتیں کہی ہیں غرض ہر فن میں ہدایہ
کی غلطیاں اور نمونہ کے طور پر ایکسو مسائل ہیبتناک نقل کیے ہیں پھر امام صاحبؒ اور انکے شاگردوں میں ایکسو مسائل
کا اختلاف ہے قیمت بارہ آنے **سیرت محمدی** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معتبر سوانح امام جعفر طبریؒ کی کتاب
خلاصۃ السیر کا اردو ترجمہ، ساتھ ہی آپؐ کی تمام بیویوں کے، کل خاندان کے، منشیوں کے، جلادوں کے،
ارکانِ شوریٰ کے، درباریوں کے حالات اور نام بلکہ جانوروں وغیرہ کے نام عربی الگ ہے اور اردو الگ ہے
قیمت عربی آٹھ آنہ اردو بارہ آنے ہر دو ایک روپیہ دو آنے۔ **عقیدۂ محمدی** اہلحدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ عقائد
اور مذہب کا بیان ان پر جو تہمتیں رکھی جاتی ہیں انکا ازالہ قیمت ایک آنہ **دلائل محمدی** حصہ اول آمین
رفع الیدین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب کی کتابوں سے ثبوت تین آنے **دلائل محمدی** حصہ دوم ان تینوں
مسائل کے خلاف حنفی مذہب کی جتنی دلیلیں ہیں سب کا کافی جواب اور ان مسائل کا پختہ ثبوت اور ساتھ ہی

سینہ پر ہاتھ باندھنے کے مسئلے کا بھی ثبوت مخالفین کی تردید کے ساتھ قیمت آٹھ آنہ۔ ۲۰ **ہدایت محمدی**۔ ہدایہ سے ایکسو مسائل نقل کئے ہیں جو صریح خلافِ قرآن وحدیث ہیں قیمت دو آنے ۲۱ **سیف محمدی** حنفی مذہب کی کتاب درمختار کے پچاس خلاف قرآن وحدیث مسائل پھر حنفی علما کے دلائل مع پختہ جوابات کے اُپھران ہی جیسے اور مسائل جو پورے چھ سو ہیں یہ کتاب آپکو بتائیگی کہ فقہ کے مسائل کیسے ہیں؟ اور انھیں حدیث سے کسقدر دوری ہے قیمت ایکروپیہ ۲۲ **اشعار ردّ تقلید** مع ترجمہ از مثنوی مولوی روم اور شیخ سعدی قیمت صرف ایک آنہ ۲۳ **صراط محمدی** اس میں تعزیہ داری کی اور شرک کی قرآن سے حدیث سے خود امام ابو حنیفہؒ سے اور بزرگان دین سے اور خود حنفی مذہب سے تردید ہے قیمت ایک آنہ ۲۴ **معراج محمدی** معراج کے صحیح واقعات معراج جسمانی کا ثبوت منکرین کا رد، رجب کی بدعتوں کی تردید قیمت ایک آنہ ۲۵ **انعام محمدی** عیدالفطر کے نماز عید کے فطرے کے جملہ احکام مطابق حدیث ایک آنہ ۲۶ **آئینہ محمدی** صورت شکل کیسی رکھنی چاہیئے ڈاڑھی مونچھ لباس کے احکام حضورؐ کی شبیہ مبارک مع لباس کیا تھی؟ ایک آنہ ۲۷ **درود محمدی** تیجے دسویں بیسویں چالیسویں برسی شبِ برات عرس تبارک، فاتحہ خوانی اور حاضری کی روٹی غرض میت کی رسمیں جو بعض مسلمانوں میں رائج ہیں سب کی تردید قیمت پانچ آنے ۲۸ **تحفہ محمدی** بقرہ عید کے قربانی کے عید کی نماز کے تمام احکام مطابق حدیث ایک آنہ ۲۹ **تعلیم محمدی** عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھانیکے جواز کو حدیث سے ثابت کیاہے اور مخالفین کے دلائل کے جوابات ایک آنہ ۳۰ **فرمان محمدی** زیارت قبور کا مسنون طریقہ کیاہے اور کونسا ممنوع ہے نیز عرس وغیرہ بدعتوں کا رد ایک آنہ ۳۱ **صدائے محمدی** اہلحدیث پر عموماً چودہ اعتراض کئے جاتے ہیں ان سب کے لیے جوابات ہیں کہ جن کے بعد اہلحدیث کا دامن پاک ہوجاتاہے دو آنے۔ ۳۲ **مذمت سود** کا ٹریکٹ ایک آنہ ۳۳ **موت میت** کے مسائل کا ٹریکٹ ایک آنہ ۳۴ **مسجد کی محرابوں** کے منع ہونیکا ٹریکٹ ایک آنہ ۳۵ **مرغ کی قربانی** کی تردید کا ٹریکٹ ایک آنہ ۳۶ **قبروں پر پھول** چڑھانے کی ممانعت کا ٹریکٹ ایک آنہ ۳۷ **اذانِ محمدی** رمضان المبارک میں سحری کیوقت اذان کہنے کی سنت اور اس کے مخالفین کی کافی تردید ایک آنہ ۳۸ **جماعت محمدی** عورتوں کو عیدگاہ اور مسجدوں وعظوں میں آنیکے مسئلے کو پختہ دلائل سے ثابت کرکے مخالفین کو معقول جواب دیاہے چار آنے ۳۹ **عصائے محمدی** حنفیوں نے دو رسالے لکھکر بہت سے مسائل اہلحدیث کے ذمے تھوپے تھے یہ کتاب دونوں رسالوں کا جواب ہے چھ آنے ۴۰ **مملکت محمدی** سلطان ابن سعود پر اور ضمناً وہی اعتراضات اہلحدیثوں پر تھے ان کا جواب ایک آنہ ۴۱ **ضرب محمدی** علمائے مقلدین سے ایکسو سوالات ایسے ہیں کہ جس طرح بھی جواب دیں تقلید باقی نہیں رہ سکتی ایک آنہ ۴۲ **شمع محمدی** ایکسو چھپن حدیثیں مع ترجمہ وحوالہ جنھیں حنفی مذہب نہیں مانتا ہر حدیث کے خلاف حنفی مذہب فقہ کے مسائل نقل کئے ہیں یہ کتاب سچ مچ ایک شمع ہے جس کی روشنی میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح حنفی مذہب کی فقہ حدیثوں کے خلاف ہے؟ قیمت صرف ایکروپیہ۔

تفسیر ابن کثیر کا حرف بہ حرف ترجمہ بنام تفسیر محمدی کامل اردو۔ اس میں اختلاف نہیں کہ سب سے اعلیٰ سب سے مفید سب سے زیادہ قرآن کریم کو بطریق سلف صالحین سمجھا دینے والی تفسیر تفسیر ابن کثیرؒ ہے اور اسکے بعد کی کل عربی اردو تفسیریں اسی سے ماخوذ ہیں سب سے پہلے تو کلام اللہ کی آیت کی تفسیر کلام اللہ شریف کی دوسری آیتوں سے کرتے ہیں پھر حدیثوں سے پھر سلف صالحین سے۔ ہر حدیث اور ہر آثار کے حوالے بھی دیتے ہیں اسی وجہ سے یہ تفسیر دنیا کی تمام تفسیروں سے اعلیٰ ہے آجتک اس سے صرف علما ہی فائدہ اٹھاتے رہے لیکن الحمد للہ اب اسکا اردو ترجمہ مولانا محمد صاحب مدظلہ نے کردیا ہے ترجمہ عام فہم سلیس عبارت میں ہونیکے علاوہ اردو محاورے کے مطابق ہے وہ خود ایک مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے حروف کھلے ہوئے اور واضح ہیں کاغذ اعلیٰ ہے چھپائی نہایت صاف ہے خدا کے فضل وکرم سے پوری تفسیر چھپ کر تیار ہوچکی ہے اس کتاب سے دگنے لمبے چوڑے ڈھائی ہزار صفحات ہیں آٹھ سال میں ترجمہ ہوا ہے اور ہزارہا کے خرچ سے چھپی ہے ہر ایک پارہ الگ الگ منگواسکتے ہیں اور ایک ساتھ پوری تفسیر بھی طلب فرماسکتے ہیں۔ ہدیہ ہر ایک پارے کا الگ الگ ملاحظہ ہو پہلا پارہ عہ۔ دوسرا عمہ تیسرا عہ چوتھا عہ پانچواں عمہ چھٹا عہ ساتواں عمہ آٹھواں عہ نواں عہ دسواں عہ گیارہواں عہ بارہواں عمہ تیرہواں ۱۵ چودہواں ۱۴ پندرہواں عمہ سولہواں عہ۔ سترہواں عہ اٹھارہواں عہ انیسواں ۱۴ بیسواں ۱۴ اکیسواں عہ بائیسواں عمہ تئیسواں عہ چوبیسواں عہ پچیسواں عہ چھبیسواں عمہ ستائیسواں عمہ اٹھائیسواں عمہ انتیسواں عہ تیسواں عمہ + پوری تفسیر آپ کو اسوقت رعایتی قیمت یعنی صرف اٹھائیس روپے میں بھیجدی جائیگی پانچ روپے پیشگی بھیجیے۔ اپنے ہاں کے ریلوے اسٹیشن کا نام لکھیے کہ ریلوے پارسل سے بھیجدی جائے۔

دین محمدی یہ کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ اس کا پہلا حصہ بنام **دین محمدی** ہے قیمت چودہ آنے اگر آپ سچ مچ فقہ دینی کی کوئی صحیح کتاب دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے اسمیں تقلید اور قیاس ورائے کی وہ دھجیاں بکھیری ہیں جو قیامت تک فضائے آسمانی میں ہی اڑتی پھرینگی **فتاوی محمدی** یہ بھی اسی مبارک کتاب کے آخری حصے کا ترجمہ ہے اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ سو فتوے ہیں خود آپ ہی سمجھ لیجئے کہ سائل صحابہؓ اور مجیب رسول اللہ ﷺ ہوں اس میں کیسی دینی چاشنی ہوگی پڑھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم دربار محمدی میں ہیں ہم سوال کرتے ہیں اور اللہ کے پیغمبر جواب دیتے ہیں قیمت ڈیڑھ روپیہ **دین محمدی حصہ دوم** اس میں تقریباً ڈیڑھ سو مسائل ہیں جو حنفیوں اور اہلحدیثوں میں اختلافی ہیں ان سب میں حنفی حضرات کی جتنی دلیلیں ہیں سب کو باطل کیا ہے قیمت ایکروپیہ **دین محمدی کا درمیانی حصہ** اس میں تقلید شخصی کی تمام عقلی نقلی دلیلیں جتنی بھی مقلدین دیتے ہیں سب کا رد کی اور پھر ان میں سے ایک ایک کے جواب دیئے ہیں عمہ

ساتھ ہی فقہ وحدیث کا فرق واضح کرکے دکھایا ہے وہ حدیثیں وارد کی ہیں جن پر حنفی عمل نہیں کرتے
نیز بیسیوں اور بحثیں ہیں قیمت چاروں حصوں کی صرف پانچ روپے صفحات کتاب سے دگنے چوڑے
ان چاروں جلدوں کے تقریباً پانچ سو ہیں چھپائی لکھائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ہے زبان اردو
بہت صاف اور سلیس ہے۔ **خطبہ محمدی** اس رسالے میں جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنیکا پورا ثبوت قرآن
حدیث اور خصوصاً حنفی مذہب سے دیا گیا ہے اور اسکے منکرین کی تردید ایک آنہ **مناظرہ محمدی** ضلع ہوشیارپور
میں مولانا محمد صاحب کا ایک حنفی مولوی سے جو مناظرہ ہوا تھا وہ نقل کیا ہے دو آنے۔ **وضور محمدی** اس میں
کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنیکی بہت سی دلیلیں اور منکرین کے دلائل کے تشفی بخش جواب تین آنے **تعویذ محمدی**
دو رسالے اہلحدیث کے خلاف لکھے گئے تھے مولانا نے انکا جواب نہایت متانت سے دیا کہ حنفی دنیا مان گئی ۲ء
فیصلہ محمدی قبروں پر پھول چڑھانے اور شدے پنجے نکالنے کی تردید ایک آنہ **سراج محمدی** ایک
رسالہ میں اہلحدیث پر ۵۳ اعتراض تھے مولانا نے ان کو انہی پر الٹ دیا ہے قیمت آٹھ آنے **امامت محمدی**
موجودہ زمانے میں ہر شخص اپنے خود ساختہ اماموں کی بیعت کی دعوتیں دیتا ہے ان سب کی تردید کا ٹریکٹ ہے ۱ر
مرحمت محمدی جو جاب کے ہاتھ میں ہے قیمت تین آنے **حنیفیت محمدی** حنفی لقب کی تردید محمدی
لقب اور اہلحدیث لقب کا پورا ثبوت حنفیوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب قیمت ایک آنہ۔
تائید محمدی کتاب تقویۃ الایمان پر جتنے اعتراض تھے حضرت مولانا نے نہایت ہی عالمانہ جواب
دیکر انھیں دفع کر دیا ہے ساتھ ہی مولانا کی سوانحعمری، اور گذشتہ حنفیوں کے اور موجودہ حنفیوں کے فتوے
اور نہایت خوشنما اور پیارے سائز پر کتاب تقویۃ الایمان بھی نہایت صحت کیساتھ شائع کردی قیمت ۵ر
مشکوٰۃ محمدی حیدرآباد کے ایک بدعتی مولوی نے اہلحدیث کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی وہ
کتاب کیا تھی؟ گویا حدیث و قرآن کی دشمنی میں جتنی کتابیں سب کا مجموعہ تھی۔ الحمد للہ مولانا محمد صاحب نے
اس کا جواب لکھا۔ تقلید کے ثبوت میں حنفی حضرات جتنی عقلی نقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں سب کے جواب
سوادِ اعظم والی حدیث سے جو حنفی لیتے ہیں انھیں اس کے ۴۲ جوابات امام ابو حنیفہؒ کی حدیث میں کمی۔
غرض بہت ہی لاجواب کتاب ہے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے صفحات ڈیڑھ سو قیمت صرف چودہ آنے۔
اخبار محمدی یہ اخبار قرآن وحدیث کی حمایت واشاعت کرتا ہے شرک وبدعت کے خلاف جہاد کرتا ہے
رسومات اور تقلیدی امور پر گولہ باری کرتا ہے صراطِ مستقیم کی سچی رہبری کرتا ہے فقہی مسائل قرآن وحدیث
سے بیان کرتا ہے پندرہ روزہ ہے ٹھیک وقت پر نکلتا ہے سال بھر کی قیمت تین روپے نمونہ مفت
تمام خط وکتابت اس پتہ سے کیجئے:۔ **دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی**